Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

کھوپڑیوں کا محل

اے۔ حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت :- ۱۵/ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل ___
ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

عنبر اور قیدی جل پری شہزادی

عنبر جل پریوں کے محل میں نظر بند تھا۔ اس کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا جا رہا تھا۔ اعلیٰ قسم کے کھانے اور مشروبات ہر وقت اس کے سامنے حاضر کئے جاتے تھے لیکن عنبر کو بھوک کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔ محض کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے وہ کچھ کھا پی لیتا تھا۔ صرف کمرے سے باہر نکلنے پہ پابندی تھی۔ وہ بھی اس وقت تک، جب جل پریوں کی ملکہ کسی دور دراز سفر پہ گئی ہوئی واپس نہ آ جاتی۔ عنبر پریشان تھا کہ خوامخواہ وقت بیکار گذر رہا تھا۔ اسے حبشیوں سے انتقام بھی لینا تھا جو خواب آور جڑی بوٹیاں کھانے میں کھلا کر اسے بیہوش کر کے سمندری بھنور میں ڈال گئے تھے۔ اسے حبشیوں کے قیدی فیڈرک کی بڑھیا ماں کا خیال بھی بار بار آ رہا تھا جس سے وہ وعدہ کر کے آیا تھا کہ اس کے بیٹے کو رہائی دلا کر جلدی واپس لائے گا۔ پھر اسے خیال آتا خدا جانے جل پریوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ملکہ اس سے کیا کام لینا چاہتی ہے۔

اسے اطلاع ملی کہ ملکہ اپنے محل میں آگئی ہے اور اس نے عنبر کو شرفِ باریابی بخشا ہے۔ عنبر کو ملکہ کے دربار میں حاضر کیا گیا۔ جہاں سیپ اور گونگوں کا فرنیچر تھا جس پہ درباری جل پریاں بیٹھی تھیں۔ ان سے قدرے اونچا مختلف قسم کے قیمتی پتھروں کا بنا ہوا ملکہ کا تخت تھا۔ جس پہ ہیرے جواہرات اور لعل جڑے ہوئے تھے اور اس پہ ایک سیپ کی چھت تھی جس پہ سچے موتیوں کی سجاوٹ سے پھول اور پتے بنے ہوئے تھے اور ملکہ اس تخت پر مخملی گدوں پر گاؤ تکیوں کے سہارے بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنی زبان میں عنبر کو خوش آمدید کہا اور اس بات کی معذرت کی کہ اس کی غیر حاضری کی وجہ سے عنبر کو انتظار کرنا پڑا۔

عنبر نے جواب دیا ملکہ میں شکر گذار ہوں میرے ساتھ یہاں بہت اچھا سلوک کیا گیا۔ اب مجھے بتاؤ میرے لائق کیا خدمت ہے۔

ملکہ نے کہا عنبر فلاڈیا شہر کا ولیعہد جون البرٹ سمندر سے میری بہن کو جال ڈال کر اپنے ساتھ لے گیا ہے اور اسے لے جا کر اپنے شہر کے عجائب گھر میں ایک

تالاب میں رکھا ہوا ہے۔ مجھے اپنی بہن سے عشق کی حد تک پیار ہے اور مجھے معلوم ہے میری بہن بھی میری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ اپنی سمندری دنیا کو چھوڑ کر ایک تالاب میں قید تنہائی کی زندگی گذار رہی ہے۔ سمندر کی لا محدود وسعت کو چھوڑ کر ایک تالاب میں وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں بھی اس کی جدائی میں بے چین ہوں۔ میں نے سمندر کے دیوتا سے فریاد کی تھی کہ سمندر کو حکم دے فلاڈیا کی ریاست کو ہڑپ کر جائے لیکن دیوتا نے کہا تقدیر کو بدلا نہیں جا سکتا تجھے وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ ایک شخص سمندری بھنور میں پھنس کر تیری سلطنت میں خود بخود آئے گا اس کا نام عنبر ہوگا۔ تیری بہن کو وہی رہائی دلائے گا۔ وہ ہزاروں سال سے زندہ ہے اور بڑا ہی رحم دل ہے تو اُسے اپنی مدد کے لئے آمادہ کرے گی۔ عنبر تم بڑے رحمدل اور اچھے انسان ہو مجھے امید ہے تم میری مدد کرو گے اور دو تڑپتے ہوئے دلوں کو ایک بار پھر ملا دو گے۔ فلاڈیا ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ میں اور میرے ہم جنسوں نے بہت کوشش کی ہے کہ کسی سمندری طوفان میں شہزادی کو آزاد کروالیں لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا ملکہ مجھے افسوس ہے ایک انسان نے اپنی بد فطرت کی وجہ سے خواہ مخواہ تمہاری بہن کو قیدی بنا کر دلچسپی کا سامان بنا کر رکھا ہوا ہے - میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری بہن کو آزاد کروا کے تم تک پہنچا دونگا

ملکہ نے عنبر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جل پریوں کو حکم دیا کہ اپنے جسموں کا تخت بنا کر عنبر کو بٹھا کر فلاڈیا کے ساحل تک پہنچا دیں۔

عنبر نے کہا ملکہ آپ یہ تکلیف نہ کریں صرف مجھے ایک کشتی عنایت کر دیں جس پر میں فلاڈیا کے ساحل تک سفر کر سکوں۔

ملکہ نے کہا عنبر کشتی میں تم سمندری بھنور کو پار نہیں کر سکتے اور نہ تیر کر تم اس کا حصار توڑ سکتے ہو - میری یہ کنیزیں ہی یہ قدرت رکھتی ہیں کہ سمندری بھنور کو پار کر جائیں - میں تم سے گذارش کروں گی اِن کنیزوں کے جسم پر سوار ہو جاؤ اور یہ دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر کے تمہیں ساحل پر اتار دیں گی۔

چار جل پریاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑی ہو گئیں - عنبر ان کے جسم پر سوار ہو گیا اور ایک درمیانی جل پری کے دراز گیسو گھوڑے کی لگاموں کی طرح اپنے

بازوؤں میں پکڑ لیے اور جل پریاں تیرتی ہوئی اسے لے کر فلاڈیا کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئیں - عنبر کو بہت حیرت ہوئی - جل پریوں نے بڑی آسانی سے سمندری بھنور کو پار کر لیا اور اس کے حصار سے نکل کر کھلے سمندر میں آ گئیں راستے میں حبشیوں والا جزیرہ بھی پڑتا تھا - عنبر کو یہاں سے گزرتے وقت پھر فیڈرک اور اس کی بوڑھی ماں یاد آ گئی - اور حبشی سردار کے رویے پر اس کا خون کھول اٹھا اور اس نے کہا اے جزیرے کے ساحل گواہ رہنا میں یہاں جلدی ہی واپس آؤں گا اور ان لالچی اور ظالم حبشیوں سے تیری زمین کو پاک کر دوں گا - پھر تیزی سے سفر کرتے ہوئے ان جل پریوں نے عنبر کو فلاڈیا کے ساحل پر اتار دیا اور عنبر سے کہا اے عظیم انسان ہم تیری واپسی تک تیری منتظر رہیں گی اور ہمیں ایک دفعہ پھر اپنی شہزادی کو اپنے جسم پر لاد کر وطن واپس لے جاتے ہوئے بہت خوشی ہو گی -

عنبر ساحل پر اُتر گیا اور تھوڑا ہی سفر کرنے کے بعد اسے ایک بگھی مل گئی جو فلاڈیا شہر کو جا رہی تھی - عنبر اس پر سوار ہو گیا - اتفاق کی بات ہے اس بگھی کو راستے میں کوئی اور سواری نہ ملی اور بگھی کا کوچوان دل بہلانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لئے عنبر سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ عنبر نے باتوں باتوں میں اسے بتایا کہ وہ فلاڈیا کے عجائب گھر میں جل پری کو دیکھنا چاہتا ہے۔ جسے شہزادہ جون البرٹ سمندر سے پکڑ کر لایا ہے۔

کوچوان نے کہا تو ہمیں جلدی سفر کرنا ہوگا کیونکہ دن کے چار بجے عجائب گھر بند ہو جاتا ہے اور اس تالاب پر بہت سخت پہرہ مقرر ہے۔ کوئی چڑیا بھی وقت ختم ہونے کے بعد وہاں پر نہیں مار سکتی۔

عنبر نے کہا کیا تم نے اس نادر اور عجیب الخلقت جل پری کو دیکھا ہے۔

کوچوان نے کہا صرف ایک بار دیکھا تھا نہایت ہی خوبصورت ہے۔ مگر افسوس ایسی حسین لڑکی کا دھڑ مچھلی کا ہے لیکن پھر بھی میں نے سنا ہے کہ شہزادہ اس جل پری سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور روز رات رات بھر اس کے پاس گذار دیتا ہے۔ لیکن نہ تو وہ اس کی زبان سمجھتا ہے اور نہ ہی جل پری اس کی زبان سمجھتی ہے۔ شہزادہ رو رو کر اسے اپنی وفا کا یقین دلاتا ہے۔ لیکن یہ یکطرفہ محبت ہے بھلا انسان اور جل پری کا کیا میل ہے۔

عنبر نے کہا یہ تو عجیب ہی بات ہے۔ اس قسم کی محبت تو

دیکھی اور نہ سنی۔

کوچوان نے جواب دیا تم ٹھیک کہتے ہو۔ بادشاہ اور ملکہ بے حد پریشان ہیں اور ان کا خیال ہے کہ شہزادے پر جادو کر دیا گیا ہے۔ کئی پادری روزانہ شہزادے پر مقدس آیات پڑھ کر پھونکتے ہیں لیکن اس کی محبت میں رتی بھر بھی فرق نہیں پڑتا۔

عنبر کو فوراً ایک ترکیب سوجھ گئی۔ کوچوان نے بگھی ٹھیک عجائب گھر کے دروازے پر روک دی اور عنبر اتر کر دوسرے لوگوں کی بھیڑ کے ساتھ ہی عجائب گھر میں چلا گیا۔ اور سیدھا اس تالاب کی طرف ہو لیا جہاں جل پری شہزادی قید تھی۔ وہاں پہلے سے کافی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور جل پری پانی کے اندر تالاب کی زمین پر لیٹی ہوئی تھی لیکن لوگوں کو تالاب کے شفاف پانی میں صاف نظر آ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ وقت ختم ہونے لگا اور بھیڑ چھٹنے لگی۔ عنبر تالاب کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ جل پری سانس لینے کے لئے اوپر آئی اور عنبر کو دیکھنے لگی۔ عنبر نے اس کی زبان میں اسے مخاطب کیا اور کہا شہزادی میرا نام عنبر ہے اور میں ملکہ کے حکم پر تمہیں یہاں سے آزاد کروانے آیا ہوں۔

جل پری شہزادی نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غمگین سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی ۔

عنبر نے کہا اب خوش ہو جاؤ تھوڑی دیر ضرور لگے گی لیکن میں یقین دلاتا ہوں میں تمہیں آزاد کروا کرے جاؤں گا ۔ اتنی دیر میں چند محافظ وہاں آ گئے اور عنبر پر بگڑنے لگے کہ وقت ختم ہو جانے کے بعد وہ یہاں کیا کر رہا ہے اور پھر کوئی بھی عذر سنے بغیر اسے دھکے مار کر باہر نکال دیا گیا ۔

بازار میں آکر عنبر نے راہبوں والا ایک لباس خریدا اور اس حلیئے میں بادشاہ کے محل کی طرف چل دیا ۔ محل پہنچ کر اس نے ایک محافظ سے کہا کہ وہ شہزادہ کا علاج کرنے کے لئے کافی دور سے سفر طے کر کے یہاں آیا ہے ۔ اسے فوراً بڑے پادری کے سامنے پیش کر دیا گیا ۔ جہاں عنبر نے چند شعبدہ بازیوں سے اسے یقین دلا دیا کہ واقعی وہ شہزادے کا علاج کر سکتا ہے ۔ پھر اسے پادری نے بادشاہ کے حضور پیش ہونے کی اجازت دے دی ۔ بادشاہ کو جب علم ہوا کہ کوئی صاحبِ کرامت پادری شہزادے کے علاج کے لئے آیا ہے اسے فوراً ہی اپنی خوابگاہ میں طلب کر لیا ۔ جہاں پر ملکہ بھی موجود تھی ۔ بادشاہ نے شہزادے کی تمام جنونی کیفیت سے اسے مطلع کیا ۔

اب عنبر نے جھوٹ موٹ انگلی سے زمین پر لکیریں زائچہ بنا کر حساب شروع کر دیا اور پھر آنکھیں بند کر کے کیف کی حالت میں آ گیا اور زبان سے کچھ بڑ بڑانا شروع کر دیا پھر اس کا چہرہ سرخ اور آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں ۔ یہ سب کرتب اس نے کافی دیر سانس کو روک کر اپنے چہرے اور آنکھوں میں پیدا کر لیا اور پھر آنکھیں کھول دیں اور جلالی کیفیت ختم ہو گئی اور اس کی آنکھیں پہلے کی ہی طرح خوابی ہو گئیں جیسے رت جگا منانے والے بزرگوں کی ہوتی ہیں جو رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں ۔ اس کیفیت سے بادشاہ اور ملکہ دونوں مرعوب ہو گئے ۔

پھر عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا اے بادشاہ سلامت شہزادے کی زندگی کو بہت بڑا خطرہ ہے اور یہی خطرہ تیری سلطنت کو بھی ہے ۔

بادشاہ بے چین ہو گیا اور کہا محترم ذرا وضاحت سے بتائیں آپ کا علم کیا کہتا ہے ۔

عنبر نے کہا شہزادے کے سر سے عشق کا بخار نہیں اتر سکتا کیونکہ یہ جل پری ملکہ کی بہن ہے اور اس کے دربار میں عظیم جادوگر بیٹھے شہزادے کی زندگی ختم کرنے کے لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاپوں میں مصروف ہیں۔ جل پریوں کی ملکہ سمندری دیوتا سے بار بار اصرار کر رہی ہے کہ سمندری طوفان سے کھو فلاڈیا کی ریاست کو ہڑپ کر جائے۔

بادشاہ اور ملکہ دونوں گھبرا گئے اور عنبر سے کہا پھر آپ ہی اپنی کرامت سے کچھ کیجئے۔

عنبر نے کہا اس کا علاج جل پری کی رہائی ہے کیونکہ شہزادے نے خود ہی ملکہ کی بہن کو گرفتار کر کے یہ جنگ شروع کی ہے۔

ملکہ نے کہا اے بزرگ میرا بیٹا رات بھر تالاب کے کنارے گذارتا ہے وہ اس جل مچھلی کے عشق میں مبتلا ہے۔ ساری نصیحتیں، عمل اور تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں۔

عنبر نے کہا ابھی تک علاج ہی غلط ہوا ہے۔ آپ لوگ طوفان کے آگے بند باندھتے رہے ہیں جو ناممکن بات ہے۔ زہر کا علاج زہر ہی ہو سکتا ہے۔

بادشاہ نے کہا میں کچھ سمجھا نہیں۔

عنبر نے کہا شہزادے کو نصیحت کی کسی ہمراز کی ضرورت ہے۔

بادشاہ کھل اٹھا اور کہا یہ تو ہم نے سوچا ہی نہ تھا۔

عنبر نے کہا مجھے شہزادے کو اعتماد میں لینا ہوگا کہ وہ

مجھ پر بھروسہ کرنے لگے اور میں اس کا ہمراز بن جاؤں پھر شہزادے کے ذہن سے اس جل پری کا عشق حرفِ غلط کی طرح مٹا دینا میرا کام ہے۔

ملکہ نے کہا مگر وہ تو ہر آدمی کو اپنا دشمن اور مخالف سمجھتا ہے تم اس کا اعتماد کیسے حاصل کروگے۔

عنبر نے کہا آپ کی معرفت ملکہ عالیہ۔

ملکہ نے کہا یہ ناممکن ہے میری تو وہ بات ہی نہیں سنتا۔ میں تو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں۔

عنبر نے کہا جو میں کہتا ہوں وہی کیجئے۔ آپ اپنی ممتا کے جذبات لے کر شہزادے کے پاس جائیں اور اسے محبت سے کہیں۔ میری ممتا تجھے بے چین اور تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتی میرے لال تو جو چاہتا ہے وہی ہوگا۔ میں نے تیرے باپ سے چوری ایک ایسے صاحب کو تیری مدد کے لئے تیار کر لیا ہے جو تیرے عشق کو جل پری کے دل میں پیدا کر سکتا ہے۔ اسے اپنا ہمراز بنا لے۔ میں نے یہ تمام انتظام تیرے باپ سے چوری کیا ہے کیوں کہ تجھے تڑپتا دیکھ کر میری ممتا بھی بے چین ہو جاتی ہے۔

بادشاہ نے کہا اے عاقل بزرگ آپ نے ٹھیک علاج سوچا ہے۔ یہ حربہ تو ہم نے آج تک نہیں آزمایا۔ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ایسا ہمراز اسے چاہئے جس کے سامنے وہ اپنا دُکھ بیان کرے اور اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو سکے ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں سارے درباریوں کو مطلع کر دوں گا تم بلا روک ٹوک جہاں چاہو اور جس وقت چاہو آجا سکتے ہو۔

عنبر نے کہا پھر میں وعدہ کرتا ہوں شہزادے کو اس بلا سے چھڑا لوں گا۔

بادشاہ نے کہا ملکہ تم اس دانشمند راہب کے کہنے پر عمل کرو پھر جب شہزادہ اس سے ملنے کی خواہش کرے تو آدھی رات کے وقت بڑے گرجا میں لے جا کر اس سے ملوا دو ۔ میں پادری صاحب کو مطلع کر دوں گا اور یہ راہب اس وقت تک فلاورہ گولڈ فادر کا مہمان رہے گا ۔

کھوپڑیوں کا محل

کھوپڑیوں کے محل میں قید ماریا سخت پریشان تھی ۔ اس لئے کہ دیواروں اور چھتوں پر لگی ہوئی کھوپڑیاں رات دن اس کا تمسخر اڑاتیں اور اسے بُرا بھلا کہتیں ۔ کبھی چیخنے لگتیں کبھی قہقہے لگانے لگتیں ۔ دوسری بات کھوپڑیوں میں جلتے ہوئے کسی انجانے مصالحے کی وہ بُو تھی جس میں سے مشک کافور کی بُو نے اس کے دماغ کو ماؤف کر دیا تھا ۔ اس دھوئیں میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ماریا کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو کر رہ گئی تھیں ۔ شاید خونی لومڑی اس قیدِ تنہائی میں اس کی بے عزتی کروا کر اور اس کے دماغ کو ماؤف کر کے اسے سزا دے رہی تھی ۔ ماریا نے کئی دفعہ اپنی اس طاقت کو آزمانے کے لئے کھوپڑیوں کی دیوار سے گذرنے کی کوشش کی لیکن وہ جادوئی حصار نہ توڑ سکی اور آخر تنگ آکر ایک روز ماریا کو اپنی بے بسی پہ رونا آگیا ۔ اس نے کہا اُو فادر کیا میں اسی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کھوپڑیوں کی توہین آمیز لعن طعن سنتی اور اس ناگوار دھوئیں میں گھٹ گھٹ کر مرجاؤں گی۔

پھر اسے ایسا محسوس ہوا کہ اسے نیند آگئی ہو اور اسی غنودگی کی حالت میں اس نے دیکھا جیسے سامنے والی دیوار پھٹ گئی ہو اور وہاں ایک بڑی صلیب پر چڑھے ہوئے یسوع اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہوں پھر یسوع نے کہا ماریا گھبرا گئی ہو۔ تمہارا فادر تو صلیب پر چڑھ کر بھی مسکراتا رہا تھا۔ تیرے گلے کی مقدس صلیب کہاں ہے۔ خواب کی ہی حالت میں ماریا نے اپنے گلے کو ٹٹولا اس کے گلے میں صلیب نہ تھی۔ یہ مقدس صلیب تو کوہستانی چڑیل کے ساتھ معرکہ میں زمین نگل گئی تھی۔ پھر یسوع نے کہا تجھے انجیلِ مقدس کا سبق نمبر ۳۴ یاد ہے اسے پڑھ کر اس دیوار پر پھونک دو جادو کا حصار ٹوٹ جائے گا۔ پھر وہی صلیب جس پر یسوع چڑھے ہوئے تھے سمٹ کر چھوٹی سی ہو گئی اور ماریا نے دیکھا مقدس ماں مریم اپنے ہاتھوں میں وہی صلیبِ مقدس ایک سونے کی زنجیر میں لگی لے کر مسکراتی ہوئی ماریا کے پاس آئیں اور اپنے پاک ہاتھوں سے اس صلیبِ مقدس کو ماریا کے گلے میں پہنا دیا۔ اور کہا ماریا اس مقدس صلیب

کی وجہ سے کوئی جادو تجھ پر اثر نہیں کر سکے گا اور تو بڑے سے بڑے کالی طاقتوں والے جادوگر کو بھی نظر نہ آ سکے گی۔

مقدس ماں بھی غائب ہوگئیں اور ماریا ایک دم غنودگی سے بیدار ہو گئی۔ اسے حیرت ہوئی ہر وقت لعن طعن کرنے والی کھوپڑیاں خاموش ہو گئی تھیں اور وہ بدبودار دھواں ختم ہو چکا تھا۔ ماریا نے اپنے گلے کو ٹٹول کر دیکھا تو مقدس صلیب زنجیر میں لگی اس کے گلے میں پڑی تھی۔ اسے فوراً یاد آگیا۔ فادر نے کہا تھا انجیل مقدس کا سبق نمبر ۳۴ پڑھ کر دیوار پر پھونک مارو حصار ٹوٹ جائے گا۔ پھر ماریا نے جلدی جلدی انجیل مقدس کا وہ سبق پڑھا اور پڑھ کر دیوار پر پھونک مار دی۔ تمام کمرے کی کھوپڑیوں کو آگ لگ گئی حصار ٹوٹ گیا اور فضا میں رونے اور چیخنے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

ماریا آرام سے باہر آگئی پھر اس نے مڑ کر دیکھا کھوپڑیوں کا محل جل رہا تھا اور ماریا پر آسمان سے ایک روشنی کا دائرہ پڑ رہا تھا جو اس کی راہبری کر رہا تھا اور ماریا اس نورانی دائرے کی روشنی میں چلتی رہی یہاں تک کہ ایک تاریک کنواں آگیا اور پھر روشنی کے دائرے نے لفٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرح ماریا کو اٹھایا اور باہر لا کر چھوڑ دیا ۔

باہر دوپہر کا وقت تھا اور سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا یہاں آ کر دائرہ غائب ہو گیا ۔ اب ماریا کو سب سے پہلے الزبتھ کی فکر ہوئی وہ بھاگتی ہوئی اسی غار میں آئی جہاں لڑکیوں کو قید رکھا گیا تھا ۔ وہاں صرف سر منڈی لڑکی بیٹھی رو رہی تھی ۔ ماریا نے کہا بہن میں وہی روح ۔ ہوں باقی لڑکیاں کدھر چلی گئی ہیں ۔

اس لڑکی نے کہا مجھے تو سزا کے طور پر سر مونڈ کر یہاں چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ میں نے کشتی میں لومڑی کو کتیا کہا تھا ۔ دوسری لڑکی مر گئی ہے جس نے کہا تھا میں لومڑی کی دم کاٹ دوں گی ۔ باقی لڑکیوں کو اس ڈائن کے حواری جہاز میں بٹھا کر نیلام کے لئے ہندوستان کی طرف لے گئے ہیں ۔ ماریا نے کہا جہاز کو روانہ ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں ۔

لڑکی نے کہا ابھی کل ہی تو یہاں سے چلا ہے ۔ زیادہ دور نہ گیا ہو گا ۔

ماریا نے کہا پہلے اس خونی لومڑی سے تم لوگوں پر کئے ہوئے ظلم کا حساب لے آؤں پھر باقی لڑکیوں کو آزاد کروا لوں گی ۔ ماریا یہاں سے نکل کر خونی لومڑی کی خواب گاہ کی طرف

فرار ہو گئی ۔

خونی لومڑی اپنے کمرے میں بیٹھی ہیروں کے ایک صندوق کو کھولے ہیروں کو ان کی قیمت کے حساب سے علیحدہ علیحدہ الگ رکھ رہی تھی کیونکہ کچھ زیادہ قیمتی اور کچھ کم قیمت کے بھی تھے کہ ماریا اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئی اور قیمتی ہیروں کی صندوقچی اٹھا لی ۔ لومڑی نے جو مڑ کے دیکھا تو صندوقچی غائب تھی فوراً سمجھ گئی کہ یہ ضرور کسی پُراسرار قوت کا کام ہے ۔ اس نے اپنے جادو کے علم کو منہ ہی منہ میں پڑھنا شروع کر دیا لیکن اس کے سامنے سوائے دھند کے کچھ بھی نظر نہ آ سکا وہ گھبرا کے اٹھ بیٹھی اور کہا میں نے تمہاری موجودگی محسوس کر لی ہے بتاؤ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو ۔

ماریا نے کہا نخی میں تیری موت ہوں حرافہ سؤر کی بچی تو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ بیٹھی تھی ۔ یاد رکھ خدا کا انصاف دنیا کے منصفوں کی طرح سے نہیں ہے جو اقتدار کے پلڑے کی طرف جھک جائے ۔ تم نے ذرا سی غلطی پر ایک لڑکی کو موت کی نیند سلا دیا اور دوسری کا سر مونڈ دیا ۔ کئی بے گناہوں کو نیلام ہونے منڈی میں بھیج دیا ۔

لومڑی نے کہا ماریا تم ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے جواب دیا ہاں تم کیا سمجھ بیٹھی تھیں کہ کھوپڑیوں کے محل میں مجھے قیدی بنا لو گی ۔ میں تیرا دل توڑنا نہیں چاہتی تھی ورنہ یہ جادو کی بیکار کھوپڑیاں میرا راستہ نہیں روک سکتی تھیں ۔ تو نے اپنی بے عزتی کا بدلہ ان مجبور قیدی لڑکیوں سے تو لے لیا ۔ اب بتاؤ تمہاری شر پہ وہ کھوپڑیاں جو کچھ میرے متعلق بکتی رہی ہیں اس جرم کی سزا تجھے کیا دی جائے ۔

لومڑی نے کہا ماریا تو پرائی آگ میں کودنے کی بجائے یہاں سے چلی جا ۔ میری طاقت کی حد ابھی ختم نہیں ہوئی ۔

ماریا نے کہا آج فیصلہ ہو ہی جائے تو بہتر ہے کیونکہ اب میرے پاس بھی وقت نہیں ہے تو اپنی ہر طاقت آزما کے دیکھ لے اور میں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ تیری چوٹی کاٹ کر تیرا سر بھی مونڈ کر تجھے اسی غار میں دھکیل کر جاؤں گی جہاں وہ معصوم لڑکی پڑی سسک رہی ہے ۔

لومڑی نے پھر کوئی جاپ شروع کر دیا اور پڑھ کر ہوا میں پھونک ماری کہ کسی طرح پہلے کی طرح ماریا کا وجود اس کے سامنے آ جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہوا ۔

ماریا نے قہقہہ لگایا ۔ لومڑی نے پھر کوئی دوسرا منتر شروع کیا لیکن نتیجہ وہی کہ وہ ناکام ہو کر رہ گئی ۔ تب

ماریا نے کہا اب تیار ہو جا ۔ ماریا نے ایک نہایت تیز دھار والا خنجر دیوار سے لٹکتی پٹی سے نکالا اور خونی لومڑی کی طرف بڑھی پھر اس نے خونی لومڑی کی چوٹی کاٹ کر اس کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا ۔ لے لومڑی میں نے تیری دم کاٹ دی ہے ۔ خونی لومڑی غصے سے تلملا رہی تھی اور ماریا کی آواز پہ حملے کر رہی تھی ۔ ماریا آگے سے ہٹ جاتی تھی اور لومڑی اپنے ہی زور میں دیوار سے جا ٹکراتی تھی ۔ ماریا لومڑی کو غصہ دلا کر اسے تھکانا چاہتی تھی ۔ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر خونی لومڑی زخمی ہو گئی تھی اور اس کے منہ سے گالیوں کا طوفان ماریا کے لئے نکل رہا تھا مگر ماریا کھلکھلا رہی تھی اور لومڑی ہانپ رہی تھی ۔

ماریا کی ہنسی سے چڑ کر لومڑی نے اندازے سے اس پر جست لگائی ۔ ماریا ایک طرف ہٹ گئی اور اس نے اپنی ٹانگ آگے کر دی جس سے الجھ کر لومڑی دیوار سے ٹکرائی اور پھر فرش پہ ڈھیر ہو گئی ۔ ماریا اس کے سینے پر چڑھ گئی اور تیز دھار خنجر سے اس کا سر مونڈ ڈالا اور ریشم کی طرح ملائم اور خوبصورت بال لومڑی کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے ۔ غصے کے مارے لومڑی کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی ۔ اس نے چیخ مار کر اپنے ساتھیوں کو بلایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن وہ بہادر اور وفادار ہونے کے باوجود نظر نہ آنے والی طاقت سے کیسے نبرد آزما ہو سکتے تھے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماریا نے ان کی بھی خاصی مرمت کر دی اور وہ اپنی سردار کی یہ حالت دیکھ کر خوف سے بھاگ گئے ۔

ماریا نے کہا لومڑی میں یہاں سے جا رہی ہوں مجھے ان قیدی لڑکیوں کو بھی تیرے ڈاکوؤں سے چھڑانا ہے اور جاتے جاتے تجھے ایک ایسی نشانی دے کے جا رہی ہوں کہ تو عمر بھر یاد رکھے ظالم کا انجام کیسا ہوتا ہے اور مظلوم کی آہ کس طرح قہرِ خداوندی بن کر ظالم پر پڑتی ہے ۔ پھر ماریا نے آگے بڑھ کر اسی خنجر سے لومڑی کا ناک کاٹ ڈالا۔ لومڑی کی دردناک چیخوں سے پورا جزیرہ گونج اٹھا لیکن اس کے کسی ساتھی میں بھی اس کی مدد کو آنے کی ہمت نہ ہوئی ۔

لومڑی نے کہا ماریا خداوندِ ابلیس کی قسم ہے میں انتقام کو ہمیشہ اپنے سینے میں زندہ رکھوں گی اور بدلہ ضرور لوں گی ۔

ماریا نے کہا یہ ہیرے تاوان کے طور پر لئے جا رہی ہوں ۔ یہ ان لڑکیوں کے کام آئیں گے جن کو ان کے والدین تک پہنچانا ہے ۔

ماریا یہاں سے نکل کر دوبارہ اس لڑکی کے پاس

آئی اسے ساتھ لیا اور بتایا کہ یہ رہی خونی لومڑی کی چوٹی اور یہ رہی ناک ۔ میں نے تمہارا بدلہ لے لیا ہے اور لڑکیوں کو دکھانے کے لئے یہ دونوں چیزیں ساتھ لئے جا رہی ہوں اب دیر نہ کرو اور جلدی سے میرے ساتھ چلی آؤ ۔ ماریا اس منڈی لڑکی کو لے کر ساحل پر آئی اور پہرے پر کھڑے ہوئے دونوں ڈاکوؤں کی مرمت شروع کر دی جو کشتیوں کی حفاظت پر مامور تھے ۔ دونوں مار کھا کر بھاگ گئے جس کی بڑی وجہ نظر نہ آنے والی طاقت تھی جس کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتے تھے ۔ ماریا نے ایک کشتی کھول کر لڑکی کو اس میں بٹھایا اور اسے پانی میں دھکیل کر خود بھی سوار ہو گئی ۔ ایک پتوار لڑکی کے ہاتھ میں دی اور دوسری سے خود کشتی چلانی شروع کر دی ۔ ماریا نے کشتی کے بادبان بھی کھول دیئے ۔ ہوا کافی تیز تھی اور کشتی ہلکی پھلکی ، ہوا اسے غبارے کی طرح اڑائے لئے جا رہی تھی جبکہ جس جہاز پر ڈاکو لڑکیوں کو لے کر گئے تھے وہ جنگی سامان سے بھی لیس تھا اور کافی بڑا اور وزنی تھا لہٰذا اس کی رفتار کشتی کی نسبت کافی سست تھی ۔

ایک دن اور ایک رات کے مسلسل سفر کے بعد ماریا کو دور خونی لومڑی کا جہاز دکھائی دیا جس پر سفید جھنڈے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر سرخ لومڑی بنی ہوئی تھی۔ رات کا وقت تھا لیکن چودھویں کے چاند کی سفید روشنی میں ماریا کو ڈاکوؤں کا جہاز صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بے انتہا خوش تھی کہ اب وہ الزبتھ کو اور ان تمام لڑکیوں کو ان ظالم ڈاکوؤں سے رہائی دلانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ اس نے تیزی سے اپنی کشتی جہاز کے ساتھ لگا دی اور لڑکی کو سہارا دے کر جہاز پر چڑھا دیا۔ اپنی کشتی جہاز کے ساتھ لگی کشتیوں سے باندھ دی اور خود بھی جہاز پر پہنچ گئی۔

آدھی رات کا وقت تھا اور ڈاکو اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آرام سے سو رہے تھے کیونکہ سمندر میں دور تک انہیں کوئی جہاز نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہوا موافق چل رہی تھی اور سمندر پُرسکون تھا پھر بھلا بیچ سمندر میں ان کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ وہ آرام سے سو رہے تھے۔ ماریا نے لڑکی کو سامان وغیرہ میں چھپا دیا اور خود تہ خانے میں اتر گئی جہاں قیدی لڑکیاں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور ایک ڈاکو صرف پہرے پر موجود تھا اور وہ بھی اُونگھ رہا تھا ماریا نے ایک لوہے کی سلاخ اٹھا کر اس کے سر پر زور سے ماری اور وہ بغیر آواز نکالے ہی زمین پر گر کر ختم ہو گیا۔

اب ماریا نے لڑکیوں کو دیکھا جو چراغ کی مدھم روشنی میں پڑی ہوئی تھیں اور الزبتھ کو پہچان کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔ الزبتھ چونک کر اٹھ بیٹھی۔

ماریا نے کہا میں آ گئی ہوں۔

الزبتھ نے افسردہ لہجے میں کہا ماریا باجی میرے نصیبوں میں آزادی نہیں۔ تقدیر ہر بار مجھ سے مذاق کرتی ہے۔ باوجود تمہاری کوشش کے بھی کوئی نہ کوئی دیوار راہ میں آ کھڑی ہوتی ہے۔

ماریا نے کہا میری جان زندگی جدوجہد کا ہی نام ہے اور اگر کوشش کرنے سے آخر انسان کامیاب ہو جاتا ہے اب تم خاموشی سے تمام لڑکیوں کو اٹھاؤ اور ان کو لے کر اوپر چلو میں جا کر پہلے تمہارا راستہ صاف کئے دیتی ہوں۔

ماریا باہر آئی یہاں بھی مختلف جگہ پہرے دار اونگھ رہے تھے۔ ماریا نے ایک ایک کر کے چاروں کا گلا گھونٹ دیا۔ باقی ڈاکو جہاز کے کمروں میں سوئے ہوئے تھے۔ ماریا ہتھیاروں والے کمرے میں داخل ہوئی نہایت خاموشی سے ایک ایک کر کے سارے ہتھیار سمندر میں پھینک دیئے۔ پھر ماریا پینے کے پانی کی ٹینکی کے پاس گئی اور اس کی ٹونٹی کھول دی اور پانی بہنے کی آواز کو بند کرنے کے لئے اس نے سامان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کپڑے نکال کر نیچے رکھ دیئے۔ کیونکہ ماریا کا یہ جہاز دیکھا ہوا تھا اس لئے وہ نہایت آسانی سے ہر کام کر رہی تھی۔ پھر وہ نیچے گئی اور جہاز کے تمام کمروں کو باہر سے بند کر دیا جن میں ڈاکو سوئے پڑے تھے۔ وہ جہاز کے سٹور میں گئی اور چراغوں میں جلانے والے تیل کا ایک بھرا ہوا ڈرم اٹھایا اور جگہ جگہ بکھیر دیا پھر اسی طرح اوپر آ کر بھی چاروں طرف تیل بکھیر دیا۔ پھر ان تمام لڑکیوں کو ایک ایک کر کے بغیر آواز پیدا کئے رسی کی سیڑھی سے ایک بڑی کشتی میں اتارنا شروع کر دیا۔ الزبتھ کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ بغیر کسی خونریزی کے آزاد ہو سکتی ہیں پھر جب آخری لڑکی بھی کشتی میں اُتر گئی تو ماریا ایک مشعل جو جل رہی تھی لے کر خود بھی کشتی میں اُتر گئی۔ اس نے کشتی کے بادبان کھول دیئے اور تمام لڑکیوں کے ہاتھوں میں پتواریں بھی پکڑا دیں اور کشتی کا رُخ سبتہ کی طرف موڑ دیا پھر جلتی ہوئی مشعل جہاز پر پھینک دی جو بکھرے ہوئے تیل پر گری اور ساتھ ہی جہاز نے بھی آگ پکڑ لی۔

جہاز کے تمام ڈاکو گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے جو پہرے پر موجود تھے انہیں ماریا نے ختم کر دیا تھا۔ تیز ہوا کی وجہ سے جہاز پر آگ پھیلتی گئی کیونکہ ہر طرف تیل بکھرا

الزبتھا اور ماریا کی کشتی تیزی سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ پھر انہوں نے کافی دور جا کر دیکھا تمام جہاز جل رہا تھا اور ڈاکو جلتے ہوئے جہاز سے جان بچانے کے لئے سمندر میں چھلانگیں لگا رہے تھے۔ جہاں بڑی بڑی مچھلیاں اپنے منہ کھولے ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ ہزاروں جہازوں کو لوٹ کر جلا دینے والے آج خود اپنے جلتے ہوئے جہاز میں جل رہے تھے۔ جہاز کے مستول وغیرہ جل کر گر گئے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے جہاز جل کر راکھ میں تبدیل ہو گیا اور اس کا لوہا سمندر میں ڈوب گیا۔

جہاز کی تباہی کے بعد تمام سہمی اور ڈری ہوئی لڑکیاں اب پُر امید ہو چکی تھیں اور وہ بار بار الزبتھ سے کہہ رہی تھیں روح نے ہماری جان بچا کر اور ہمیں آزادی دلوا کر جو احسان کیا ہے ہمارے پاس اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ ماریا نے سب سے کہا تمہیں بچانے والی خدا کی ذات ہے ہمیں اسی کی حمد و ثنا کرنی چاہیے مجھے خوشی ہے کہ تم سب لڑکیاں آزاد ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہو۔ پھر سب سے پہلے ماریا نے سبتہ کے ساحل پر کشتی روک کر الزبتھ کو اتارا۔ الزبتھ نے تمام لڑکیوں کو دعوت دی کہ ایک روز وہ تمام اس کی مہمان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہیں ۔ بقایا تمام لڑکیاں اندلس سے تعلق رکھتی تھی اسی لئے
الزبتھ نے ان سے کہا وہ اپنے باپ سے کہہ کر کوئی ذمہ دار
آدمی ان کے ساتھ روانہ کر دے گی جو حفاظت سے انہیں
جبرالٹر کی بندرگاہ تک پہنچا دے گا اور پھر وہاں سے بگھیوں
کے ذریعے انہیں ان کے گھروں کی طرف روانہ کر دے گا ۔
الزبتھ کے اصرار پر ماریا نے بھی ایک روز اس کی مہمان
رہنا منظور کر لیا تھا ۔ لہٰذا ساحل پر اتر کر بگھیوں میں
بیٹھ کر تمام لڑکیاں سبتہ کے شہر کی طرف روانہ ہو گئیں ۔
جونہی الزبتھ کے والد کونٹ جولین اور اس کی ماں کو
الزبتھ کی آمد کا علم ہوا وہ بے انتہا خوش ہوئے کیونکہ
انہیں تو یہ خبر ملی تھی کہ لارڈ پادری ڈیورڈ کے حکم سے
الزبتھ کو زندہ جلا دیا گیا ہے ۔ پھر وہ منظر بھی دیکھنے
سے تعلق رکھتا تھا جب بچھڑی ہوئی بیٹی مصیبتوں کے پہاڑ
سے زندہ بچ کر اپنی ماں اور باپ کے سینے سے لگ کر
بلک بلک کر رو رہی تھی ۔ اس منظر کو دیکھ کر تو تمام
لڑکیاں بھی رونے لگیں ۔ انہیں اپنے ماں باپ یاد آ گئے تھے ۔
پھر الزبتھ کی آمد کی خوشی میں شاہی محل میں ایک نہایت
شاندار دعوت ہوئی جس میں ماریا اور تمام لڑکیوں نے شرکت
کی اور اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے تمام لڑکیوں کو اپنی

ذمہ داروں کے ساتھ اپنے ذمہ دار افسروں کے ساتھ الوداع کہا ۔
جب تمام لڑکیاں کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہو رہی تھیں تو
سب کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن آج یہ خوشی کے آنسو
تھے ۔ پھر اپنے باپ اور ماں سے الزبتھ نے ماریا کا تعارف
کروایا اور پوری کہانی سنائی کہ کس کس طرح ماریا اور
اس کے دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ نے اس کی مدد
کی ۔ ماریا ان کو نظر تو نہ آ رہی تھی لیکن پھر بھی کاونٹ
اور اس کی بیگم نے ماریا کا بہت بہت شکریہ ادا کیا
اور اس سے کہا جب عنبر اور ناگ بھی مل جائیں تو وہ
تینوں بھائی بہن چند روز ہمارے ضرور مہمان رہیں تاکہ ہم
اپنے ان محسنوں کو تو دیکھ سکیں جنہوں نے ایک طویل
جدوجہد کے بعد ان کی بچھڑی ہوئی بیٹی کو والدین سے
ملایا ۔ پھر تنہائی میں الزبتھ نے ماریا سے وعدہ لیا اور
کہا ماریا باجی آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے نا کہ آپ اور
عنبر اور ناگ بھائی میری شادی پر ضرور یہاں آئیں گے ۔
ماریا نے کہا مجھے یاد ہے الزبتھ بس یہ دعا کرو کہ ہم
دونوں جلد ہی ہی اکٹھے ہو جائیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم
دونوں ملیں تو زمانہ ہی بدل گیا ہو اور تم ہی یہاں
نہ ہو ۔ الزبتھ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ماریا نے بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفصیل سے کچھ نہ بتایا۔ پھر دوسرے دن ماریا بھی ایک جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے رخصت ہو گئی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جادُو کا اُلّو اور ناگ

دوسری طرف ناگ بڑی مچھلی کے جبڑوں میں پھنس گیا اور اس سے پیشتر کہ وہ اپنے آپ کو بدلے مچھلی اسے نگل گئی۔ مچھلی کا پیٹ اسے ایک تاریک غار کی مانند معلوم ہوا جہاں گرمی بہت زیادہ تھی۔ اندر اندھیرا بھی تھا۔ جب مچھلی سانس لینے کے لئے منہ کھولتی تو تازہ ہوا اندر داخل ہو جاتی اور روشنی بھی ہو جاتی ورنہ یہاں گھٹن کافی تھی۔ مچھلی خاصی بڑی تھی۔ ناگ نے اندر اپنے آپ کو ایک باریک سے سانپ میں تبدیل کر لیا اور رینگتا ہوا مچھلی کے گلپھڑوں کی طرف چل دیا اور پھر اطمینان سے ان کے راستے باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر اس نے اپنے آپ کو باز میں تبدیل کر لیا اور اُڑتا ہوا جن کے غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور وہ شام ہونے سے پہلے ہی غار کے منہ کے باہر اُتر گیا اور پھر دوبارہ انسان بن کر اندر داخل ہو گیا اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا نالے کے کنارے کنارے آبشار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک پہنچ گیا جہاں راجکماری کا کٹا ہوا سر آنسو بہا رہا تھا۔

سر نے جو ناگ کو دیکھا تو کہا ناکام لوٹ آئے۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا جذباتی فیصلے بدلتے دیر نہیں لگتی۔

ناگ نے جواب دیا میری نیت پر شک نہ کرو راجکماری تمہارا دھڑ لانے کے لئے مجھے سمندری چڑیل کو ختم کرنا ہوگا مجھے اس سے مقابلے کے دوران معلوم ہوا ہے کہ اس کی جان اس آبشار کے پیچھے ایک درخت پر بیٹھے اُلو کے اندر ہے جس سے تم بھی واقف نہیں ہو۔ پھر تلوار دکھا کر ناگ نے کہا میں اس اُلو کو ایک ہی وار میں ختم کر دوں گا۔

راجکماری نے کہا مجھے اس بات کا علم نہ تھا اگر اس کی جان اُلو میں ہے تو یقیناً اس اُلو کی حفاظت کے لئے کوئی جادوئی انتظام ضرور ہوگا۔

ناگ نے جواب دیا اس کی حفاظت آٹھ جادوئی چمگادڑیں کر رہی ہیں۔

راجکماری نے کہا جاؤ بھائی ایک دُکھی بہن تو صرف دُعا ہی کر سکتی ہے۔

ناگ نے کہا مجھے بھی صرف دعا کی ضرورت ہے۔ دکھیوں کی دُعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ میں جا رہا ہوں بہن میری

کامیابی کے لئے تم دُعا کرنا۔

راجکماری نے کہا میرا تو رواں رواں تمہارے لئے دُعا کر رہا ہے بھیا میری تو زندگی کا دار و مدار ہی تمہاری کامیابی پر ہے۔ ایک ایک قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ یہ جادو کے کام ہیں جو بظاہر آسان نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں انتہائی مشکل ہوتے ہیں۔

ناگ نے کہا فکر نہ کرو بہن ہماری تمام زندگی ہی ان بلاؤں سے نبرد آزمائی میں گذری ہے۔

ناگ راجکماری سے رخصت ہو کر پہاڑی پر چڑھنے لگا اور پھر چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف اُتر گیا۔ ابھی ناگ تھوڑا ہی آگے گیا تھا تو اس نے دیکھا آگے سارے میدان میں دلدل پھیلی ہوئی ہے اور اس وسیع دلدل کی جھیل کے دوسرے کنارے پر ایک خشک درخت کے ٹنڈ پر ایک بڑا سا اُلو بیٹھا ہوا ہے لیکن اس دلدل کی جھیل پار کرنے کے لئے کوئی پُل موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی راستہ ایسا تھا جس سے گذر کر اُلو تک پہنچا جا سکے دلدل کی جھیل کے اُوپر بڑے بڑے پروں والی آٹھ چمگادڑیں اڑ رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں پرندہ بن کر جھیل پار کر لی جائے لیکن پرندہ بن جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بعد جھیل کے اوپر ہی اس کا مقابلہ ان آٹھ خونخوار چمگادڑوں سے ہونا تھا جو عام نہ تھیں بلکہ جادوئی تھیں اور ناگ نے سوچا اگر وہ شکست کھا گیا تو عین دلدل کے درمیان میں گرے گا اور دلدل اسے اپنے اندر نگل لے گی جب تک ان چمگادڑوں کی طاقت کا اندازہ نہ ہو جائے یہ خطرہ مول لینا ٹھیک نہ تھا ۔ وہ انتظار کرنے لگا کہ شاید چمگادڑیں اسے پار آکر اس پر حملہ آور ہوں تو ان کی طاقت کا اسے اندازہ ہو جائے لیکن چمگادڑوں نے ادھر آنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی ۔ وہ تو صرف اُلو کی حفاظت کر رہی تھیں اور ہر اس چیز سے ٹکرانے کے لئے تیار تھیں جو دلدل پار کر کے اس کے قریب آنے کی کوشش کرے ۔ ناگ ایک دفعہ پھر پریشانی کا شکار ہو گیا تھا اور اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا کہ وہ کیا کرے ۔ وہ تنہا تھا ۔ عنبر یا ماریا ساتھ ہوتے تو وہ کوئی خطرہ مول بھی لے لیتا لیکن یہاں تو کوئی اس کا مددگار نہ تھا ۔ اس نے سوچا وعدہ کر کے ایفا نہ کرنا انسانیت نہیں اور ایک دُکھی انسان کی مدد کرنا ثواب ہے پھر کیوں نہ خدا کا نام لے کر اپنا قدم آگے بڑھا دوں ۔ یہ سوچ کر اس نے لوٹ لگائی اور عقاب بن گیا اور اڑ کر جھیل کو پار کرنے کے لئے بڑھا ۔

دوسری طرف سے آٹھوں چمگادڑوں نے جب عقاب کو دلدل گہاؤ پار کرتے ہوئے دیکھا تو عین درمیان میں ہی اس عقاب کو آ لیا اور چاروں طرف سے عقاب کو درمیان میں لے کر اس پر حملے شروع کر دیئے اور پھر عقاب اور چمگادڑوں کے درمیان ایک زبردست مقابلہ شروع ہو گیا ۔ فضا میں ناگ نہ تو ہاتھی بن سکتا تھا نہ ہی شیر ۔ پرندوں میں سب سے طاقتور تو عقاب ہی ہو سکتا تھا جو وہ بن گیا تھا ۔ زندگی اور موت کے اس مقابلے میں ناگ نے بے انتہا کوشش کی کہ ان ذلیل پرندوں کو زیر کرے لیکن یہ پرندے تو عقاب کی جان کو آ گئے تھے ۔ کئی دفعہ عقاب نے اپنے پنجوں سے چمگادڑوں کو پھاڑ ڈالا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے ان کے زخم مندمل ہو جاتے تھے اور وہ پھر اپنی پوری توانائی کے ساتھ بھلے چنگے ہو کر حملے آور ہو جاتے تھے ۔ ناگ نے سوچا اگر میں تمام زندگی بھی یہ لڑائی لڑتا رہا تو شاید کامیاب نہ ہو سکوں کیونکہ ان کے ساتھ جادو کی طاقت بھی کام کر رہی تھی ۔ اس نے کئی دفعہ ان کو اپنی چونچ اور پنجوں سے چیر ڈالا تھا لیکن ان میں سے ایک کو بھی کم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا ۔

آخر تنگ آکر اسے واپس اسی کنارے پر آ جانا پڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا خیال تھا شاید چمگادڑ اس کے پیچھے یہاں بھی آئیں گے لیکن شاید ان کی حد مقرر تھی اور انہوں نے اس کنارے پر آنے کی کوشش نہیں کی بلکہ دوسرے کنارے آلو کے گرد چکر لگاتی رہیں۔ ناگ نے سوچا ان کو زیر کرنے کا بھی کوئی اور ہی طریقہ ہوگا۔ طاقت سے یہ زیر نہیں ہوسکتیں لیکن وہ کیا تھا جس کے متعلق چڑیل نے بھی نہیں بتایا تھا اور نہ ہی راجکماری کچھ جانتی تھی۔ چھوٹے موٹے زخم ناگ کو بھی اس لڑائی میں آئے تھے لیکن وہ معمولی تھے اور تشویش کی کوئی بات نہ تھی۔

ناگ اسی سوچ بچار میں مبتلا تھا کہ اس نے دیکھ ایک طرف سے ایک انسانی ڈھانچہ اپنی ہڈیوں کو بجاتا ہوا نمودار ہوا۔ ناگ ایک دم اسے دشمن کا کوئی وار سمجھ کر تیار ہو گیا۔ لیکن ڈھانچہ قریب آکر رک گیا اور اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میرے پیچھے آؤ پہلے تو ناگ سوچ میں پڑ گیا کہ اس میں دشمن کی کوئی چال ہی نہ ہو لیکن پھر اللہ کا نام لے کر وہ اس ڈھانچے کے پیچھے چل دیا۔

وہ ڈھانچہ ایک ٹیلے میں بنی ہوئی غار میں داخل ہو گیا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے غار میں داخل ہوگیا۔ اندر

جاکر وہ ڈھانچہ ایک دیوار کے اندر غائب ہوگیا۔ ناگ نے دیکھا وہاں ایک تیر کمان پڑا ہوا تھا اور دیوار پر کسی کے خون سے تحریر تھا۔ میرے بعد یہاں پر آنے والے بہادر انسان۔ میرا نام بدر منیر تھا اور تیری طرح میں بھی بہادر اور نڈر تھا اور تمام مراحل طے کرکے اس مقام تک پہنچ گیا تھا۔ میرے پاس ایک بزرگ کا دیا ہوا طلسمی تیر کمان بھی تھا جو ان چمگادڑوں کی موت کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ چمگادڑیں آٹھ بہنیں ہیں جو چڑیلیں ہیں اور مندری چڑیل کی شاگرد ہیں۔ لیکن میں بہت بدقسمت انسان ہوں جو منزل پہ پہنچ کر بھی ناکام ہوگیا ہوں اس کی وجہ میری اپنی کمزوری ہے۔ ان جادوگرنیوں نے جب طلسمی تیر کمان میرے پاس دیکھا تو اپنی جان بچانے کے لئے ایک اور حربہ استعمال کیا۔ پھر مجھ سے غلطی ہو گئی جس کی سزا میری موت پہ ختم ہوگئی۔

میرے بعد یہاں آنے والے میرے تجربے سے فائدہ اٹھا یہ طلسمی تیر اور کمان یہاں موجود ہے لیکن اس خطرناک ہتھیار سے ہوشیار رہ جو میری موت بن گیا۔ یہ آٹھوں جادوگرنیاں تجھے حسین لڑکیوں کے روپ میں دھوکا دینے کی کوشش کریں گی لیکن خبردار ان کے جال میں نہ آنا اور پھر جب بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقابلے پہ پہنچے تو اسی کمان میں تیر لگا کر تو ان آنکھوں کو ہلاک کر دینا - کامیابی کے بعد اس بدنصیب کو نہ بھول جانا جس کی روح آج بھی بے چین ہے اس لئے کہ اس کی لاش کو نہ کفن ملا اور نہ ہی قبر - میرا ڈھانچہ تمہیں اسی غار میں کامیابی کے بعد پڑا ملے گا - یہیں میری قبر بنا دینا تاکہ میری بے قرار روح کو قرار آجائے -

ناگ نے یہ تحریر پڑھی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنی غیبی مدد سے نوازا پھر تیر اور کمان اٹھایا اور اس غار سے باہر آگیا -

چمگادڑ اب بھی فضا میں منڈلا رہے تھے - ناگ نے تیر کمان پر چڑھایا ہی تھا کہ سی کی آواز کے ساتھ اس نے مڑ کے دیکھا ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی اپنا پاؤں پکڑے بیٹھی تھی اور سی کی آواز اسی کے منہ سے نکلی تھی - ناگ نے دیکھا وہ اپنے پاؤں میں چبھا ہوا کانٹا نکال رہی تھی -

پھر اس نے نہایت ہی دکھ بھری نگاہوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ہائے دور کھڑے کیا دیکھ رہے ہو ذرا پاس آکر کانٹا نکال دو نا -

ناگ کو فوراً بدرمنیر کی تحریر یاد آگئی اور اس نے کہا کانٹا ہی چبھا ہے کوئی بھالا تو نہیں تمہارے جسم کے

اور نہیں ہو گیا بی بی خود ہی کوشش کر کے نکال لو -

لڑکی نے کہا ہائے رام کتنے ظالم ہو، کسی کے دکھ کا احساس ہی نہیں - لگتا ہے تمہارے پہلو میں دل ہی نہیں -

ناگ نے کہا میری بہن میرے پہلو میں دل بھی ہے اور اس میں احساس بھی ہے - لیکن کانٹا تمہارے پاؤں میں چبھا ہی نہ ہو تو کیا کروں - میری بہن جاؤ گھر جا کر آرام کرو -

لڑکی ناامید ہو کر ایک طرف مڑ کر غائب ہو گئی اور ناگ مسکرا کر رہ گیا

ایک دفعہ پھر اس نے ایک دوسری جگہ سے جا کر ان چمگادڑوں کا نشانہ لینا چاہا - یہاں بھی ایک خوبصورت لڑکی قالین زمین پہ بچھائے اور انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے بیٹھی تھی - اس نے ناگ کو دیکھتے ہی کہا - بہت انتظار کروایا ہو اب آ بھی جاؤ - میں ہر روز یہاں آکر کھانا سجا کر تمہارا انتظار کرتی رہی ہوں - آج کئی سالوں کے بعد آئے ہو اور دور کھڑے منہ تک رہے ہو -

ناگ مسکرایا - یہ ایک اور پھندا اس کے لئے تیار کیا گیا تھا مگر ناگ نے قریب جا کر کہا میری ماں تجھے غلط فہمی ہوئی ہے - میں وہ نہیں جس کا تم انتظار کر رہی ہو -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سن کر لڑکی بجلی کی طرح ناگ پر تیر کمان چھیننے کے لئے جھپٹی ۔ لیکن جونہی اس نے کمان کو ہاتھ لگایا ایک شرارہ کمان سے نکلا اور لڑکی کی چیخ نکل گئی اور وہ تڑپ کر پھر چمگادڑ بن کر اڑ گئی ۔

اب ناگ نے سوچا دیر نہیں کرنی چاہئے ۔ چمگادڑیں اب چیخ و پکار کر رہی تھیں اور دہشت ناک آوازیں اپنے حلق سے نکال رہی تھیں ۔ ناگ نے کمان پر تیر چڑھا کر ایک کا نشانہ لیا اور تیر چھوڑ دیا جو سیدھا جا کر ایک چمگادڑ کو لگا اور اسے آگ لگ گئی اور وہ جلتی ہوئی ابلتی ہوئی دلدل کے جہنم میں گر گئی ۔ چیخ و پکار اور بڑھ گئی اور ناگ کو اپنے قدموں تلے کی زمین ہلتی ہوئی نظر آئی لیکن اس نے دوسرا تیر بھی چھوڑ دیا اور پہلی کی طرح دوسری چمگادڑ بھی جل کر دلدل کی نظر ہو گئی اور پھر ایک ایک کرکے آٹھوں چمگادڑیں ختم ہو گئیں ۔ اب ناگ نے زمین پر لوٹ لگائی اور باز بن کر اُڑا اور جا کر بجلی کی طرح اُلو پر جھپٹ پڑا اور پلک جھپکتے ہی اسے ادھیڑ کر رکھ دیا ۔ اُلو کے تڑپتے ہی ایک زور دار زلزلہ آیا اور کوئی جگہ سے زمین اندر دھنس گئی ۔ پھر ناگ نے دیکھا اُلو کی جگہ وہی سمندری چڑیل یہاں مری پڑی تھی اور اب یہاں چھوٹے بڑے بتوں والے میدان کے

سوا کچھ بھی نہ تھا ۔ دلدل کی جھیل یہاں سے غائب تھی ۔ ناگ جلدی سے اسی غار میں آیا اور دیکھا ہڈیوں کا ڈھانچہ وہاں پڑا تھا ۔ ناگ نے زمین کھود کر اپنی چادر کا اسے کفن پہنایا اور اس ڈھانچے کو دفن کر دیا اور پھر فاتحہ پڑھنے کے بعد وہاں سے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا ۔

O

دوسری طرف فلاڈیا کا شہزادہ جون البرٹ نہایت اداس اپنے کمرے میں پڑا ہوا تھا کہ ملکہ داخل ہوئی اور اسے تسلی دیتے ہوئے کہا میں ماں ہوں ۔ مجھ سے تمہارے دکھ نہیں دیکھے جاتے ۔ میری ممتا تمہیں بے چین دیکھ کر انگاروں پر لوٹنے لگتی ہے ۔

شہزادے نے کہا اگر آپ کو میرا اتنا ہی خیال ہے ممی تو میرے زخموں پر ڈیڈی کے ساتھ مل کر نمک پاشی کرنے کی بجائے میرے لئے کچھ کرو ۔ ملکہ نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا میں نے تمہارے ڈیڈی سے چوری سب انتظام کر لیا ہے ۔ ایک ایسا بزرگ راہب مل گیا ہے جو تیرا کام کر سکتا ہے ۔ وہ شاہی گرجا گھر میں ٹھہرا ہوا ہے اور بہت پہنچا ہوا ہے ۔ میں آج آدھی رات کے وقت تیری اس سے ملاقات کروا رہی ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹا اس بزرگ کا دل جیت کر ہی تم بازی جیت سکتے ہو وہ تمہارے لئے ایک اچھا استاد ثابت ہو گا۔

شہزادے نے کہا۔ شکریہ ممی میں ضرور ایسے بزرگ راہب سے ملاقات کروں گا۔

ماں نے کہا تو آدھی رات کو تیار رہنا میں تیرا شاہی گرجا میں ہی انتظار کروں گی۔

شہزادے نے کہا ٹھیک ہے ممی میں وقت سے پہلے ہی پہنچ جاؤں گا۔

دوسری طرف عنبر شاہی گرجا گھر میں راہب کے لباس میں شہزادے کا انتظار کر رہا تھا اور ملکہ اسے کہہ رہی تھی۔ اب ہمارے بیٹے کی زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ عنبر نے کہا ملکۂ عالیہ یہ سب خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن مجھے امید ہے میں شہزادے کو اس بلا سے بچا لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ابھی بہت وقت پڑا ہے آپ مجھے کسی طرح تھوڑی دیر کیلئے جل پری والے تالاب تک پہنچا دیں۔

ملکہ نے کہا یہ کونسی مشکل بات ہے۔ پھر ملکہ نے ایک خاص آفیسر کو بلا کر بگھی میں بٹھا کر عنبر کو عجائب گھر پہنچا دیا۔ عنبر نے اندر جا کر تالاب کے کنارے پہنچ کر جل پری کو مخاطب کیا۔ جل پری کنارے پر آ گئی۔ تب عنبر نے اسے سب کچھ

اور اس سے کہا آج رات شہزادے کے ساتھ یہاں آنا پھر جب میں کہوں تم اپنا رویہ شہزادے سے ٹھیک کر لو تو تم اس کی محبت کا جواب محبت سے دینا آگے میں سب ٹھیک کر لوں گا۔ وہ بے وقوف آدمی ہے اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ بھلا ایک انسان جل پری سے کیسے شادی کر سکتا ہے۔ جل پری نے سب کچھ سمجھ لیا تو عنبر وہاں سے دوبارہ گرجا کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہزادہ بڑی بے قراری کے ساتھ آدھی رات کا انتظار کر رہا تھا۔ آخر آدھی رات کے وقت شہزادہ شاہی گرجا میں داخل ہوا جہاں راہب کے ساتھ احترام سے ملکہ بیٹھی ہوئی تھی۔ شہزادہ داخل ہوا اور اس نے بڑھ کر عنبر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ ملکہ نے کہا میں نے شہزادے کے متعلق آپ کو سب کچھ بتا دیا ہے فادر۔ اب اسے آپ کے حوالے کر رہی ہوں۔ عنبر نے شہزادے کو دعائیں دیتے ہوئے کہا بیٹا تم سے ہی عیسائی مذہب کا بھرم قائم ہے۔ ہماری آپس کی نا اتفاقی اور تباہی نے ہی مسلمانوں کو اندلس فتح کر لینے میں مدد دی ہے۔ بادشاہ کو محبت ضرور کرنی چاہئے لیکن تلوار سے، مذہب سے، رعایا سے۔

شہزادے نے شرمسار ہو کر کہا فادر دل پر کسی کو اختیار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوتا - یہ کسی رتبے، مذہب اور قانون کا پابند نہیں - میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں - میرا دل میرے بس میں نہیں ہے -

عنبر نے راجہانہ انداز میں کہا مجھے سب معلوم ہے۔ ہمیں اس جل پری کے پاس لے چلو ہم اسے سمجھائیں گے۔

شہزادے نے کہا تو ابھی میرے ساتھ چلئے۔

عنبر نے کہا چلو ابھی چلتے ہیں۔

پھر عنبر اور شہزادہ دونوں شاہی بگھی میں بیٹھ کر عجائب گھر کی طرف روانہ ہو گئے - شہزادہ عنبر کو لے کر عجائب گھر میں تالاب کے کنارے لے آیا - پانی کی تہ میں جل پری آرام کر رہی تھی - عنبر اسے سمجھا گیا تھا - دونوں کنارے پر بیٹھ گئے -

شہزادے نے کہا قادر شاید وہ سو رہی ہے -

عنبر نے کہا فکر نہ کرو شہزادے وہ ہماری عظمت سے واقف ہے -

پھر شہزادے نے دیکھا جل پری نے ایک دم آنکھیں کھول کر عنبر کی طرف دیکھا اور پلک جھپکتے ہی اوپر کنارے پر آ گئی - عنبر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا - جل پری نے اس پر بوسہ دیا - شہزادہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

پھر عنبر نے جل پری سے کہا - جل پری تم نے ہمارے شہزادے کو کیوں پریشان کر رکھا ہے -

جل پری نے اپنی زبان میں جواب دیا -

عنبر نے کہا یہ تو ٹھیک ہے کہ تم جادو کے زیر اثر ہو اور اپنی حالت بدلنے پر قادر نہیں ہو - یہ بات عنبر نے صرف شہزادہ کو بیوقوف بنانے کے لئے کہی تھی - وہ تھی تو جل پری ہی -

جل پری نے پھر کوئی جواب دیا -

عنبر نے کہا تم صرف مجھے یہ بتاؤ کیا تمہیں بھی ہمارے شہزادے سے پیار ہے -

جل پری نے پھر کچھ کہا -

عنبر نے کہا ٹھیک ہے یہ بات تم مجھ پہ چھوڑ دو - میں تمہارے والد سے تمہیں شہزادے کے لئے مانگ لوں گا -

جل پری نے پھر کچھ کہا - جس کے جواب عنبر نے کہا یہ ممکن ہے - مقدس صلیب کی قسم عیسائیت کی اس تلوار کو ہم زنگ نہیں لگنے دیں گے - تم ہماری بات مان لو بیٹی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں عمر بھر کوئی تکلیف نہ ہو گی اور نہ تمہیں یہ بھی آزادی ہو گی - جب چاہو اپنے عزیزوں سے مل سکتی ہو -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جل پری نے کچھ کہا پھر مسکرا کر محبت سے شہزادے کی طرف دیکھا - شہزادہ اس محبت کی نظر کو ترس رہا تھا خوشی سے پاگل ہو گیا - پھر جل پری نے محبت کے ساتھ پانی کے چند چھینٹے شہزادے پر پھینکے اور پانی میں چلی گ

شہزادے نے بے صبری سے کہا فادر اس کی گفتگو ک ایک ایک لفظ مجھے سنائیں - آپ نے ثابت کر دیا ہے ک آپ صاحب کرامت ہیں -

عنبر نے مسکرا کر کہا شہزادے ! جل پری کہنے لگی م باپ آپ تو سمجھدار ہیں - اور آپ جانتے ہیں کہ میں جا کے زیر اثر جل پری بنا دی گئی ہوں - جب تک میں جا کے اثر میں ہوں میں کیا کر سکتی ہوں - اگر آپ ک دعاؤں سے مجھے اپنی اصلی صورت واپس مل جائے تو مجھے شہزادہ سے شادی کرنے میں کیا انکار ہو سکتا ہے میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا - انشاء اللہ تم کو تمہارا اصلی وجود واپس مل جائے گا -

مگر یہ سب باتیں صرف شہزادے کو بہلانے کے لئے تھیں - عنبر تو زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کر کے جل کو اس کی بہن کے پاس پہنچانا چاہتا تھا - جس کا و وعدہ کر کے آیا تھا -

عنبر نے کہا - شہزادے ! اس نے اپنی محبت کا اظہار تم سے کر دیا ہے - میرا خیال ہے میں نے جو وعدہ بھی اس سے کر لیا ہے تم اس کا احترام کرو گے -

شہزادے نے کہا میں اسے جان سے بھی زیادہ عزیز رکھوں گا - مجھے اس کی ہر شرط منظور ہے - آپ فادر حضرت مسیح سے اسے مانگ لیں -

عنبر نے کہا فکر نہ کرو شہزادے - مجھے چند راتوں کی مہلت دے دو تاکہ میں اپنے مرشد کو پہلے راضی کر لوں پھر وہی حضرت مسیح سے اس جل پری کو تمہارے لئے مانگ لیں گے - اب میں چند روز تک تم سے ملاقات نہ کروں گا مجھے اس کام کے لئے تمہارے باپ کو بھی راضی کرنا ہے -

شہزادے نے کہا آپ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے جب جانور آپ کی بات نہیں ٹال سکا تو ڈیڈی انسان ہیں اور آپ کے رتبے اور عظمت سے واقف ہیں -

عنبر نے کہا تم یہاں ٹھہرنا چاہو تو رک جاؤ - مجھے واپس گرجا میں جا کر عبادت کرنی ہے -

اسی وقت شہزادے کے حکم سے شاہی بگھی میں عنبر کو گرجے بھیج دیا گیا جہاں ملکہ اور بادشاہ انتظار کر رہے تھے عنبر نے کہا تیر نشانے پر لگا ہے - بادشاہ سلامت اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک کام آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس جل پری سے ملتی جلتی صورت کی کوئی لڑکی تلاش کریں ۔ میں شہزادے سے وعدہ کر آیا ہوں ۔ اس جل پری کی جنس بدلوا کر اسے عورت بنا لوں گا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کی ہم شکل لڑکی مل جائے ۔

بادشاہ نے کہا اس کی فکر تم نہ کرو ہم خفیہ طور سے ایسی لڑکی کی تلاش شروع کر دیتے ہیں ۔ لیکن تم یہ سب کیسے کرو گے ۔ عنبر نے کہا آپ صرف لڑکی تلاش کر کے اسے منگوا لیں ۔ لیکن یہ سوچ لیں اسی لڑکی سے شہزادے کی شادی ہو گی ۔ اس لئے یہ قربانی آپ کو دینی ہو گی ۔

بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے ہم کوشش کریں گے وہ کسی اچھے ہی خاندان سے ہو جو ہماری بہو بننے کے قابل ہو ۔

پھر بادشاہ اور ملکہ یہاں سے محل کی طرف روانہ ہو گئے اور عنبر اپنی کامیابی کے متعلق سوچ بچار میں مصروف ہو گیا ۔

دوسری طرف شہزادہ بہت خوش تھا کہ اب جل پری کافی دیر تک کنارے آ کر اس سے شرارتیں کرتی رہتی ۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ تو اس نے شہزادے کو بھی پانی کے اندر کھینچ لیا اور شہزادے کا لباس بھیگ گیا ۔ لیکن وہ بہت خوش تھا کہ

اس کی محبت اور صاحب کی دعائیں رنگ لائی تھیں ۔

بادشاہ نے تمام شہروں میں مصور سے جل پری کی شکل کی تصویریں بنوا کر بھجوا دیں کہ اس سے ملتی جلتی شکل کی کوئی لڑکی مل جائے تو فوراً شاہی محل بھیج دی جائے ۔

اتفاق کی بات ہے کہ ایک نہایت ہی غریب گھرانے کی لڑکی جو اکثر دن رات شہزادی بننے کے خواب دیکھا کرتی تھی اور راتیں جاگ جاگ کر دعا کیا کرتی تھی ۔ بڑوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی اور مصیبت میں ہر کسی کے کام آیا کرتی تھی ۔ ایک روز اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح اپنی صلیب کندھے پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں اور پانی کے لئے بے چین ہیں ۔ اس لڑکی نے جس کا نام مارگریٹ تھا ، جلدی سے پیالہ پانی سے بھر کر حضرت مسیح کے ہونٹوں سے لگا دیا ۔ مسیح نے پانی پینے کے بعد محبت سے اسے دیکھا اور کہا اس نیکی کے بدلے خداوند نے تیرے لئے ملکہ کا تاج انعام میں عطا کیا ہے ۔ لڑکی نے صبح اٹھ کر اپنے شہر کے گرجا کے پادری سے رات کے خواب کا ذکر کیا ۔ پادری نے کہا ۔ میری بچی حضرت مسیح کا ارشاد ہے تو ضرور پورا ہو گا ۔

اور پھر ایک روز جب گرجا میں موم بتیاں جلا کر وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہی تھی کہ ایک بگھی اس کے قریب آکر رکی جس میں اس شہر کا حاکم بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی ۔ کبھی وہ تصویر کو اور کبھی مارگریٹ کو دیکھتا [illegible] مارگریٹ بھی حیرت سے کھڑی دیکھ رہی تھی ۔

پھر حاکم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر مارگریٹ ڈر کر اپنے گھر کی طرف بھاگی اور اپنے کمرہ میں آکر دروازہ بند کر لیا ۔ اس کی ماں جو صحن میں کام کر رہی تھی ، حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ حاکم صحن میں داخل ہوا ۔ دونوں میں کچھ باتیں ہوئیں ۔ اندر مارگریٹ ڈر کے مارے پسینے میں نہائی ہوئی ہانپ رہی تھی اور مقدس ماں مریم کی تصویر کے سامنے دعا مانگ رہی تھی کہ حاکم شہر سے اس کی عزت بچا لینا ۔

پھر دروازہ کھلا اور مارگریٹ چونک پڑی ۔ لیکن یہ تو اس کی ماں تھی جو مسکراتی ہوئی خوش خوش اندر آ رہی تھی ۔

مارگریٹ بھاگ کر ماں سے لپٹ گئی اور کہنے لگی مجھے بچا لو ماں مجھے بچالو ۔

ماں نے پیار سے منہ چومتے ہوئے کہا ۔ مبارک ہو بیٹی ۔ تیرا خواب سچا ہو گیا ہے ۔ حاکم شہر تجھے فلاڈیا کے شہنشاہ کی خدمت میں بھیج رہا ہے جہاں تیری شادی شہزادے

[illegible] البرٹ سے ہو رہی ہے ۔

مارگریٹ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ۔ لیکن اس کے کانوں میں وہی میٹھی سی آواز رس گھول رہی تھی ۔ اس [illegible] کے بدلے خداوند نے ملکہ کا تاج تیرے لئے انعام میں عطا کیا ہے ۔ مارگریٹ خوشی سے ماں کے سینے سے لپٹ گئی اور پھر جلد [illegible] ہی اسے فلاڈیا کے شاہی محل میں خفیہ طور پر پہنچا دیا گیا ۔

شہنشاہ نے یہ بات اتنی خفیہ رکھی تھی کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو سکی اور پھر مارگریٹ کو عنبر کے ہاں لایا گیا جس نے خوش ہو کر کہا بالکل ٹھیک ہے ۔ اب آپ اس کے لئے کسی ماہر درزی سے نیچے کے دھڑ کے لئے جل پری کی طرح سے لباس بنوا دیں ۔

بادشاہ نے کہا یہ تو معمولی بات ہے ۔ میں آج ہی درزی کو نائب گھر بھجوا کر جل پری دکھوا دیتا ہوں پھر وہ خود ہی سب انتظام کرے گا ۔

ان سارے کاموں میں چار دن اور چار راتیں گذر چکی تھیں اور عنبر خود اس کام کو جلد ہی نپٹانا چاہتا تھا ۔ اسے [illegible] کیا ہوا وعدہ یاد تھا کہ وہ اس کے بیٹے نیڈرک کو [illegible] ہی لے کر آئے گا ۔ اور اسے حبشی سردار سے بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انتقام لینا تھا جو یہ ظلم کر رہا تھا۔

دوسری طرف شہزادہ جون بیقراری سے گھڑیاں گن ر...
آخر وہ شاہی گرجا گھر میں راہب سے ملنے چلا ہی آیا اور...
کی منت کی کہ جلدی سے جل پری کو عورت بنا دیا جا...
عنبر نے صرف ایک دن کی اور مہلت مانگی۔

شہزادے کے جانے کے بعد بادشاہ کا پیغام آگیا...
لباس تیار ہے۔

اب عنبر نے اپنے دماغ پہ زور دے کر ساری سک...
کر لی۔ ایک دفعہ وہ پھر عجائب گھر گیا۔ اس نے وہ...
دیکھی جو سمندر سے شہر میں آتی تھی اور عجائب گھر کی د...
کے پاس سے گزرتی تھی جسے شہزادے نے کاٹ کر اس...
عجائب گھر میں بنے ہوئے تالاب سے ملا دیا تھا اور ا...
راستے سے وہ جال میں پڑی جل پری کو لایا تھا۔ د...
لفظوں میں اسے یہ تمام کام جل پری کو تالاب تک ...
کے لئے کرنا پڑا تھا جو اب عنبر کے لئے بہت مفید ث...
ہو رہا تھا۔

پھر عنبر جل پری کے پاس آیا اور اسے رہائی کی...
دیتے ہوئے کہا۔ آج رات جونہی اندھیرا ہو تم تال...
نہر میں چلی جانا اور پھر نہر سے سمندر میں۔ عجائب گ...

...ڑ کے پاس جو باہر جانے کے لئے رکاوٹ ہے اسے ہٹا
...جائے گا۔

جل پری نے تشکر آمیز نگاہوں سے عنبر کو دیکھا۔

عنبر نے کہا سمندر کے کنارے پانی کے اندر تمہاری بہن
...بیٹھی ہوئی جل پریاں موجود ہوں گی جو تمہارا ہی انتظار
...رہی ہیں ان کے ساتھ مل کر اپنی بہن کے پاس چلی جانا
...سے میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ عنبر نے اپنا وعدہ
...را کر دیا ہے۔

پھر عنبر واپس آگیا اور سارا پروگرام بنا لیا کہ کس طرح
جل پری کی جگہ تالاب سے مارگریٹ کو برآمد کرنا ہے اور
...کے لئے لباس بھی درکار ہوگا۔

ملکہ نے کہا وہ بھی تیار ہو گیا ہے۔

پھر عنبر نے بادشاہ سے کہا جب میں کہوں تو تالاب میں
...طور پہ اندھیرا ہو جائے۔ چراغ گل کر دیئے جائیں۔ پھر
مارگریٹ کو جل پری کے لباس میں تالاب میں اتارا جائے اور
...ہیرے کھینے پہ مارگریٹ مچھلی والا لباس اتار کر عام لباس
...لے گی اور چراغ پھر سے روشن کر دیئے جائیں گے اور
...مارگریٹ کو تالاب سے برآمد کر لیا جائے گا۔

بادشاہ نے کہا تم صرف حکم دیتے جانا باقی کام میں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملکہ سنبھال لیں گے۔

پھر وہ رات آگئی جس کے لئے شہزادہ جون بے چین تھا۔ بادشاہ نے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے۔ رات آ... عنبر شہزادے کو لے کر مع بادشاہ اور ملکہ کے عجائب گ... کو روانہ ہو گیا۔ مارگریٹ کو خفیہ طور پر پہلے ہی وہاں چھپا دیا گیا تھا۔

پھر عنبر جون کو لے کر تالاب پر آیا۔ جل پری کو اشا... کیا۔ وہ بھی اوپر آگئی اور عنبر نے دعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ کافی دیر تک وہ کچھ پڑھتا رہا۔

جون، بادشاہ اور ملکہ حکم کے منتظر تھے۔

پھر عنبر نے حکم دیا چراغ گل کر دو۔

نوکروں نے فوراً چراغ گل کر دیئے۔

جل پری تالاب سے نہر میں آکر عجائب گھر سے نکل گئی اور ملکہ کی کنیزوں نے جل پری کے لباس میں مارگریٹ کو تالاب میں اتار دیا۔ اتفاق سے مارگریٹ تیرنا بھی جانتی تھی جو اس کے کام آگیا۔ پھر عنبر نے اندھیرے میں کہا ملکہ عالیہ اپنی بہو کے لئے تالاب میں لباس اپنے ہاتھوں سے اسے دے دیں۔

ملکہ نے ساتھ لایا ہوا لباس مارگریٹ کو دے دیا، جو اس نے پہن لیا۔

پھر عنبر نے حکم دیا چراغ روشن کر دو۔

چراغ جلائے گئے اور شہزادہ جون یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جل پری اب لڑکی بن چکی تھی۔ اور نیچے کا مچھلی والا دھڑ پانی میں تیر رہا تھا اور اس کی جگہ جل پری کو عورت کا دھڑ لگ گیا تھا۔ اس نے دیوانہ وار اسے تالاب سے باہر نکال لیا اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ بادشاہ اور ملکہ بھی خوش تھے۔

دوسری طرف نہر سے ہوتی ہوئی جل پری سمندر میں اتر گئی جہاں اس کی ہم نسل جل پریاں انتظار میں تھیں۔ وہ اسے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئیں اور پھر سب مل کر اپنی سلطنت کی طرف چلی گئیں۔

دوسری طرف بڑی دھوم دھام سے شہزادے جون البرٹ اور مارگریٹ کی شادی ہو گئی۔ مارگریٹ کو سب کچھ سمجھا دیا گیا تھا اور اس لئے اسے کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

اس شادی کے بعد عنبر نے بادشاہ سے اجازت چاہی بادشاہ نے اسے انعام واکرام سے نوازنا چاہا لیکن عنبر نے کہا اس انعام کے مستحق غریب عوام ہیں۔ آپ اپنی غریب رعایا کو اس خوشی میں زیادہ سے زیادہ انعام دیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر عنبر شہزادے جون، شہزادی مارگریٹ، جس کا خواب سچا ہو چکا تھا، سب سے رخصت ہوا۔ اب اس کی دوسری منزل حبشیوں کا جزیرہ تھا۔

O

جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا اور ماریا نت نئی شرارتیں کرتی پھر رہی تھی۔ جہاز کے ہال میں تمام مسافر کھانے کے لئے جمع تھے۔

ماریا نے دیکھا ایک جوڑا میز پر مچھلی، شامی کباب، پلاؤ وغیرہ سجائے کھانے میں مصروف تھا۔ گرم گرم مچھلی سے بھاپ اُٹھ رہی تھی جس کی خوشبو نے ماریا کی توجہ اپنی طرف کر دا لی۔ اس نے دیکھا بیوی تو کھانا کھا رہی تھی لیکن خاوند سامنے چیزیں سجائے تھوڑی تھوڑی دیر بعد نوالہ اٹھا لیتا اور پر سامنے دیکھنے لگتا۔

سامنے میز پر دو آدمی ادھیڑ عمر اور ایک اٹھارہ انیس کا لڑکا ان کے درمیان بیٹھا تھا۔ ان کے سامنے چائے پ رکھے ہوئے تھے لیکن وہ گفتگو میں اتنے محو تھے کہ اس بات کا احساس تک نہ تھا کہ چائے پڑی ٹھنڈی ہو ہے اور یہی حالت اس آدمی کی تھی۔ اس کی پوری توجہ

ان دونوں آدمیوں اور لڑکے پر مرکوز تھی۔

ماریا نے آرام سے قریب بیٹھ کر اس کی پلیٹیں صاف کرنی شروع کر دیں۔ گاہے گاہے وہ کوئی نوالہ اٹھا لیتا تھا۔

ماریا نے جلد ہی سارا سامان ختم کر دیا۔ پھر وہ دونوں آدمی اور لڑکا اٹھ کر اپنے کیبن کی طرف چلے گئے اور اس آدمی کی توجہ وہاں سے ہٹ کر کھانے کی طرف آئی تو پلیٹیں خالی تھیں۔ سامنے بیٹھی بیوی مزے سے کھا رہی تھی۔

آدمی نے کہا۔ زرینہ! میری ساری پلیٹیں صاف کر دیں۔

بیوی نے کہا۔ اسلم! تمہارا دماغ کہاں چرنے چلا گیا ہے۔ میں نے تو تمہاری کسی پلیٹ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تم یہاں موجود نہیں تھے۔

اسلم نے ہنستے ہوئے کہا۔ میں ذرا ان دو ٹھگوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ مشہورِ زمانہ ٹھگ چمپت لال اور گلپت لال کسی لڑکے کو بٹھائے باتیں کر رہے تھے۔ اب کچھ ضرور اس جہاز پر مالدار لوگوں کی خیر نہیں یہ بہت مشہور ٹھگ ہیں۔

ماریا کو اب یہاں کیا دلچسپی رہ گئی تھی۔

اسلم نے کہا۔ میرا بس چلے تو میں جا کر ان کی باتیں سنوں وہ کیا تخریبی کارروائی بیٹھے سوچ رہے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زرینہ نے کہا۔ تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے۔ ہم کونسے سرمایہ دار ہیں کہ ہمیں وہ لوٹ کر لے جائیں گے۔

اسلم نے کہا۔ تم نہیں جانتی انہیں۔ یہ سوّر کے بچے تو جہاز کا سودا بھی کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ مجھے جہاز کے کپتان کو ضرور مطلع کر دینا چاہیئے۔

اب تو ماریا کے بھی کان کھڑے ہو گئے تھے۔ ماریا نے سوچا۔ چلو چل کر ان کی باتیں ہی سنیں۔ اگر وہ اتنے ہی مشہور ہیں تو ان کا وجود اس جہاز پہ بغیر کسی مقصد کے نہیں ہو سکتا۔

دونوں ٹھگوں نے پنڈتوں کا بھیس بدل رکھا تھا۔ ماریا ان کو تلاش کرتی ہوئی ان کے کیبن میں جا پہنچی۔ یہاں وہ دونوں اور لڑکا باتوں میں مصروف تھے اور وہ دونوں لڑکے سے کہہ رہے تھے۔ تیری زندگی بن جائے گی۔ بڑھیا بہت مالدار عورت ہے۔ پورے گاؤں کی مالک ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ بوڑھی نے خاندانی دولت بھی کہیں چھپا رکھی ہے جو ہیروں اور جواہرات کی شکل میں ہے۔ خاوند مر چکا ہے۔ نہ کوئی خاوند کا رشتہ دار ہے اور نہ ہی بڑھیا کا۔ صرف ایک بیٹا تھا جو بچپن میں کھو گیا تھا۔ اس کا نام، اس کی عادتیں، اس کی پسندیدہ غذا اور دیگر اہم واقعات ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔ اس مہم

کو شروع کئے ہمیں چھ مہینے ہو چکے ہیں۔ جوگی پندرہ دن کو اس مالدار بڑھیا سے ملے تھے۔ چھ مہینے ہم نے اس کا اعتماد اپنے پر بحال کرنے میں گذار دیئے ہیں۔

ماریا مزے لے کر یہ سب کچھ سن رہی تھی۔

ٹھگوں نے کہا ہمارے بیٹا بننے پر یہ جہاز کا سفر کر رہی ہے کیونکہ ہم نے اسے یقین دلایا ہے کہ اس کا بیٹا ہندوستان کے شہر کلکتہ میں شیو جی کے مندر میں ملے گا۔ ہم نے تمام سکیم تیار کر لی ہے کہ کس طرح تمہیں شیو جی کے مندر میں بڑھیا سے ملوانا ہے۔ تم نے کیا کرنا ہے اس کی ریہرسل ہم تجھے روز کروا رہے ہیں۔ اب اتنا ذہن میں رکھنا ہم اسی پیشے کے بہت تجربہ کار کھلاڑی ہیں۔ بیٹا بننے کے بعد اگر تم نے ہم سے اڑنے کی کوشش کی تو انسان کو مار دینا ہمارے لئے معمولی بات ہے۔ ہم نے تیری غربت پہ ترس کھایا ہے۔ بیٹا بننے کے بعد خود بھی عیش کرنا اور ہماری جیبیں بھی بھرتے رہنا۔

لڑکا جس کا نام ستیش تھا نے کہا میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ میرے ہاتھ دولت لگ جانے دو۔ تمہارا حصہ ایمانداری سے ملتا رہے گا۔

شاباش بیٹا! ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ جانکی دیوی کی دولت دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیں۔ ہاں ایک بات کا خیال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زرینہ نے کہا کہ
رکھنا۔ اول تو جانکی دیوی بیمار ہے اپنے کیبن سے نکلتی ہی نہیں لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ تم اس کی نظروں سے بچے رہنا۔ بعض لوگوں کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ تمہیں جہاز پر دیکھ لے اور پھر کلکتہ میں جب تم سامنے آؤ اس کے ذہن میں فوراً آ جائے کہ اس نے تمہیں کہیں پہلے بھی دیکھا ہے۔ ہو سکے تو تم سے بھی اب دور ہی رہو۔

شنیش نے کہا ٹھیک ہے۔ میں پوری کوشش کروں گا۔

ماریا کی سمجھ میں تمام بات آ گئی کہ یہ مشہورِ زمانہ ٹھگ ایک مالدار بڑھیا جانکی دیوی کو لوٹنا چاہتے ہیں اور ایک جعلی لڑکے کو اس کا گمشدہ بیٹا بنا کر اسے وہاں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اب اس نے سوچا لگے ہاتھوں جانکی دیوی کے دیدار بھی کر ہی لیں تو اچھا ہے۔

ماریا تلاش کرتی ہوئی بڑھیا کے کیبن میں پہنچ گئی۔ دولتمند ہونے کے باوجود بھی ماریا کو وہ انتہائی دکھی معلوم ہوئی۔ انسان دولت کی کتنی ہوس کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا دولت ہی سب کچھ نہیں۔ اس بڑھیا کو ہی لے لیجئے۔ بے حساب دولت ہے لیکن اپنا کوئی نہیں۔ اس کی ممتا انگاروں پر اپنے گمشدہ بیٹے کے لئے لوٹ رہی ہے۔ دل کا سکون اور راتوں کی نیند تک اڑ چکی ہے۔ کیا دولت اس کے بیٹے کا نعم البدل

ہو سکتی ہے۔ کیا دولت اس کو سکون مہیا کر سکتی ہے۔ خون کے رشتے پیدا کر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

اس نے سنا بڑھیا اپنے آپ سے کہہ رہی تھی اب تو جیون کا دیا ٹمٹما رہا ہے۔ موت کا کوئی بھی جھونکا اسے بجھا دے گا۔ بھگوان کرے تو مل جائے بیٹا۔ میری ارتھی کو آگ کون دکھائے گا۔ میری آتما ہمیشہ بھٹکتی رہے گی۔ آنسو بوڑھی کے جھریوں سے اٹے ہوئے گالوں پر بہہ نکلے۔

ماریا کو اس بڑھیا پر بہت رحم آیا اور اس نے سوچا کاش اس کا اصلی بیٹا اسے مل جائے۔ یہ ٹھگ کتنے بے رحم ہیں جو ایک ماں کی ممتا سے دھوکا کر رہے ہیں۔ ماں کے کلیجے سے اٹھنے والی ٹیس کا انہیں ذرا بھی احساس نہیں۔ یہ کیسے انسان ہیں جنہیں دکھی ماں پر بھی رحم نہیں آتا۔

ماریا نے تہیہ کر لیا کہ وہ اس بڑھیا کو لٹنے سے ضرور بچائے گی۔ اب اس نے اپنا مستقل ٹھکانہ ہی ٹھگوں کے کیبن میں بنا لیا۔ وہ ان سے قریب رہ کر ہر سکیم سے آگاہ رہنا چاہتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اور راجکماری کا دھڑ

دوسری طرف ناگ ایک بار پھر سرخ پھول کے پیچھے سمندر کی تہ میں سرکٹی راجکماری کا دھڑ لینے کے لئے جا رہا تھا آدم خور جرثوں کے قریب جاکر اس نے اپنے آپ کو چھوٹی سی مچھلی میں تبدیل کیا اور ان سے بچ کر نکل گیا اور پھر وہ بارہ دری میں پہنچ گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ راجکماری کا دھڑ وہاں موجود نہ تھا۔ وہ دوبارہ انسان کے روپ میں بارہ دری میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ ضرور اس سمندری چڑیل نے اس دھڑ کو اپنے جادو کے زور سے کہیں غائب کر دیا ہے اس نے بارہ دری کا چپہ چپہ چھان مارا۔ لیکن دھڑ نہ مل سکا۔

ناگ اسی سوچ بچار میں کھویا ہوا تھا کہ ایک مگر مچھ انسان کی بو پاکر ادھر آ نکلا اور ناگ کو غافل دیکھ کر بغیر کوئی آہٹ کئے بارہ دری میں چڑھ آیا اور اپنا جبڑا کھول

کر ناگ کو نوالہ بنانا چاہا لیکن بروقت ناگ نے دیکھ لیا اور پانی سے جست لگائی۔ مگر مچھ اتنا قریب آ چکا تھا کہ باوجود جست لگانے کے بھی ناگ کا پاؤں اس کے منہ میں آ گیا اور وہ ناگ کو کھینچتا ہوا پانی کے اندر لے گیا۔

ناگ نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنا پاؤں چھڑا لے لیکن مگرمچھ کی گرفت کافی مضبوط تھی۔ مگرمچھ اور ناگ میں مقابلہ ہو رہا تھا لیکن مگرمچھ پانی کا بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ ناگ کو گھسیٹ کر پتھروں میں بنی ایک غار میں لے گیا جہاں چھوٹے چھوٹے۔ پانی میں اس کے بچے تیرتے پھر رہے تھے اور یہی غار اس کا گھر تھا۔

اب ناگ کو پتہ چلا یہ نر نہیں مادہ ہے جو اپنے بچوں کی خوراک کے لئے اسے یہاں کھینچ لائی ہے۔

ناگ کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ جس کی تلاش میں وہ پریشان ہے۔ وہی راجکماری کا دھڑ اسی غار میں ایک اونچے پتھر کے چبوترے پہ پڑا ہوا تھا۔ ناگ خود اس وقت موت کے منہ میں پھنسا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیسے اس شکنجے سے جان چھڑائے۔ مگرمچھ کے بچے ناگ کے گرد کلبلاتے پھر رہے تھے۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ انہوں نے راجکماری کے دھڑ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے خدا سے دعا کی۔ اے رب العالمین! اس مشکل میں میری مدد فرما۔ شاید یہ قبولیت کا ہی وقت تھا۔ ناگ نے دیکھا اس غار کے دھانے سے ایک بڑی مچھلی اندر داخل ہوئی اور اس نے مگرمچھ کے بچوں کو کھانا شروع کر دیا۔ ماں کی ممتا بے چین ہو گئی اور مادہ مگرمچھ نے ناگ کی ٹانگ چھوڑ کر اس مچھلی پہ حملہ کر دیا۔ پھر تو غار میں بھونچال سا آ گیا۔ مچھلی اور مگرمچھ میں زبردست مقابلہ شروع ہو گیا اور اسی جنگ میں وہ دونوں غار سے لڑتی ہوئی گہرے پانی میں چلی گئیں۔ مادہ مگرمچھ نے بقایا بچوں کو بچانے کے لئے یہ قدم اٹھایا تھا جو ناگ کے حق میں بہتر ہو گیا۔ اس نے راجکماری کا دھڑ اٹھایا اور اس غار سے باہر نکل گیا اور پیچ و پیچ پہاڑی راستوں سے ہوتا ہوا۔ آدم خور جڑوں والے علاقے میں پہنچ گیا۔ اب یہاں سے وہ خود تو مچھلی بن کر گذر سکتا تھا۔ دھڑ کو لے کر گذرنا بھی ایک مصیبت بن گیا۔ اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اگر ہو گا بھی تو ناگ کو اس کا علم نہ تھا۔ وہ ایک جگہ رُک کر پھر خیالوں کے سمندر میں کھو گیا۔ معاملہ پانی کا تھا۔ خشکی ہوتی تو وہ بڑا سا پرندہ بن کر اڑ کے نکل جاتا۔

دونوں پھول اسی جگہ ایک پتھر سے لگے ہوئے موجود تھے

ناگ کے ذہن میں فوراً یہ بات آگئی کہ جب سرخ پھول والے گذرتے تھے تو ان جڑوں نے کوئی مزاحمت نہ کی ضرور ان پھولوں میں کوئی اسرار ہو گا جس سے یہ آدم خور جڑوں سے محفوظ ہو کر گذر جاتے ہیں۔

ناگ نے دونوں پھولوں کو پتھر کے پاس سے اٹھا لیا اور اپنے ہاتھ میں لے کر گذرنے کی کوشش کی۔ اس کا پہلا وار درست نکلا۔ جڑوں نے کوئی مزاحمت نہ کی اور ناگ آرام سے دھڑ کو لے کر تیرتا ہوا پانی کی سطح پر آگیا اور اصل کی طرح چل پڑا اور دھڑ کو لے کر پانی سے باہر آگیا۔

ناگ راجکماری کے دھڑ کے ساتھ ہی غار میں داخل ہوا اور جلدی جلدی کٹے ہوئے سر کے پاس آبشار کے قریب پہنچ گیا۔

راجکماری نے اپنا دھڑ دیکھا پہلے وہ ہنسی اور پھر رونے لگی۔

ناگ نے کہا راجکماری بہن۔ تم ہنسی کیوں اور رونے کیوں لگیں۔

راجکماری نے کہا۔ ہنسی اس لئے کہ تم میرے دھڑ کو لانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ روئی اس لئے ہوں کہ جونہی میرا دھڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سر سے جڑے گا ، جن کو خبر ہو جائے گی اور وہ آ کر تمہیں ہلاک کر دے گا ۔

اچانک ناگ کو طلسمی تیر کمان کا خیال آ گیا جو ڈھانچے کی قبر کے پاس وہ چھوڑ آیا تھا ۔ اس نے دھڑ یہاں ایک پتھر پر حفاظت سے رکھ دیا اور خود راجکماری سے کہہ کر کہ میں جن سے مقابلے کی تیاری کر لوں ، پہاڑی غار کی طرف چل دیا ۔ وہ غار میں داخل ہوا ۔ لیکن یہاں تیر اور کمان غائب تھا ۔ ناگ کو سخت مایوسی ہوئی اور وہ سوچنے لگا جونہی دھڑ سے سر جڑ گیا جن غار میں آ جائے گا ۔ کیا جن کی پُراسرار طاقتوں کا وہ مقابلہ کر سکے گا ۔ وہ مایوسی کے عالم میں واپس آیا ۔

راجکماری نے کہا بھائی کیا بات ہے ۔ تم کچھ افسردہ ہو گئے ہو ۔

ناگ نے کہا ۔ وہ طلسمی تیر کمان جس سے میں نے جادوئی چمگادڑوں کو ختم کیا تھا اور جاتے وقت اسے غار میں چھپا گیا تھا ، وہاں سے غائب ہے ۔

راجکماری نے جواب دیا ۔ میں نے تو پہلے ہی تمہیں کہا تھا ۔ جذباتی ہو کر کوئی قدم نہ اٹھانا ۔ اب جبکہ تم آدھی کامیابی حاصل کر چکے ہو ۔ اس پہ وہ خوفناک جن آ کر پانی

پھیر دے گا ۔ جونہی سر دھڑ سے ملا اسے اطلاع ہو جائے گی اور وہ یہاں پہنچ جائے گا ۔

ناگ نے کہا ۔ راجکماری کیا تمہیں اس جن کی کسی کمزوری کا علم نہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہو سکتا ہے ۔

راجکماری نے کہا ۔ بھائی مجھے جتنا علم تھا تمہیں بتا چکی ہوں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی ۔ اب بھی وقت ہے میں تو انسانوں کی اس زندگی کی عادی ہو چکی ہوں اور یہ نہیں چاہتی کوئی اور میرے لئے اپنی جان گنوا دے ۔

ناگ نے کہا ۔ تمہیں بہن کہا ہے تو بھائی کو یہ مشورہ نہ دو کہ وہ بہن کو اس مصیبت کے جہنم میں جلتا چھوڑ جائے ۔ برے آڑے وقت میں خدا نے ہماری مدد کی ہے ۔ اس لئے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کے دکھوں کو بانٹتے پھرتے ہیں ۔ دکھی انسانوں کی خدمت کرنا ہی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں ۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے ۔ ہو سکتا ہے اس سے کوئی جن کی ہلاکت کی تدبیر ہو جائے ۔ میں تمہارا دھڑ اور سر دونوں اس غار سے لے چلتا ہوں اور کسی اور مقام پر جہاں جن نہ پہنچ سکے تمہارا سر دھڑ سے جوڑ دیتا ہوں ۔

راجکماری مسکرا دی اور کہا تم بہت بھولے ہو ۔ یہ ہو سکتا ہے ، کسی دوسری جگہ جا کر وہ جادو کے بول سر اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھڑ کو ملا ہی نہ سکیں۔ دوسرے یہ کہ جن تو اپنی جادو کی طاقت سے ہر اس جگہ پہنچ سکتا ہے جہاں تم مجھے لے جاؤ گے۔ یاد رکھو جن کو ہلاک کئے بغیر میری رہائی ممکن نہیں

ناگ ایک دفعہ پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا پھر جہاں انسانی سوچ کی حد ختم ہو جاتی ہے، وہیں سے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی شروع ہوتی ہے۔

ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی شروع ہوئی اور شہزادہ بدر منیر جو ایک نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھا اپنے اصلی وجود میں آگیا۔ ناگ تو اسے پہچان نہ سکا لیکن راجکماری نے اسے پہچان لیا اور حیرت سے کہا تم زندہ ہو۔

بدر منیر مسکرایا اور کہا کاش ایسا ہوتا لیکن افسوس ایسا نہیں ہے۔ میں اپنے اس بھائی کا ممنون ہوں جس نے میری روح کو اس ہڈیوں کے ڈھانچے سے آزاد کر دیا اور اب میری روح اپنی اصلی شکل میں اس کی مدد کے لئے آ گئی ہے۔

ناگ نے خوش ہو کر کہا تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تمہارا تھا۔ جسے میں نے دفن کیا تھا۔

بدر نے کہا۔ ہاں ناگ بھائی۔ میں تمہارا مشکور ہوں۔ میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں نے راجکماری کی

[illegible] میں گرفتار ہو کر اسے آزاد کروانے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ راجکماری نے بھی مجھ سے شادی کا وعدہ کر لیا تھا لیکن [illegible] کو شاید یہ منظور نہ تھا اور میری ذرا سی لغزش [illegible] لے ڈوبی۔ شاید اس لئے کہ اس میں میری غرض کو [illegible] تھا۔ یہ بے لوث خدمت نہ تھی۔ ایک سودا تھا لیکن [illegible] تو انتہائی مخلص انسان ہو۔ اس کام میں تو محض انسانی ہمدردی شامل ہے۔

ناگ نے کہا وہ طلسمی تیر کمان کہاں غائب ہو گیا۔

بدر نے کہا ناگ وہ اسی کام کے لئے تھا۔ جن پر اس کا طلسم کام نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ واپس میرے پیر و مرشد کے پاس پہنچ گیا ہے۔ میری روح ہر وقت یہاں منڈلاتی رہتی ہے۔ تمہیں پریشان دیکھا تو تمہاری مدد کو آگیا۔ اس لئے کہ تم میرے محسن ہو۔

ناگ نے کہا۔ تم میری اب کیا مدد کر سکتے ہو۔

بدر نے جواب دیا۔ یہی کہ سر کو دھڑ سے ابھی مت جوڑ دینا۔ جب تک کہ جن سے مقابلے کی طاقت اپنے اندر پیدا نہ کر لو۔ راجکماری کے دھڑ کو میری قبر کے پاس چھوڑ دو۔ میری روح اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ یہاں سے مشرق کی طرف چلے جاؤ۔ پہلے کالا سفید جنگل آئے گا۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے گزر کر آگے سرخ رنگ کے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ان سرخ رنگ کے پہاڑی سلسلے میں جو سب سے بلند چوٹی تمہیں نظر آئے اس پر چڑھ جانا۔ اس چوٹی پر بیٹھے تمہیں ایک بزرگ ملیں گے۔ وہ تمہیں اس قابل بنا سکتے ہیں کہ تم جن کا مقابلہ کر سکو۔

ناگ نے بدر منیر کی روح کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ملکہ سے کہا، جو بدر منیر کی گفتگو کے بعد کچھ شرمندہ سی تھی، بہن بے غرض لوگوں کو کسی کے ذاتی معاملات سے غرض نہیں ہوتی۔ ویسے بھی دل کے معاملات کچھ عجیب سے ہوتے ہیں۔ تم نے اگر کوئی سودا بدر سے کیا تھا تو وہ تمہارا ذاتی معاملہ تھا۔ بہر حال میں تمہارے دھڑ کو بدر منیر کی قبر جو آبشار کے پیچھے غار میں موجود ہے، اس کی روح کی حفاظت میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلدی ہی لوٹ آؤں گا۔

پھر اس نے شہزادی کا دھڑ اٹھایا اور اسے بدر منیر کی قبر کے پاس رکھ دیا۔

اب بدر منیر کی روح غائب ہو چکی تھی۔ ناگ غار سے نکل کر باہر آیا اور عقاب کی صورت میں اڑتا ہوا یہاں سے روانہ ہو گیا۔

O

رات کا وقت تھا جب عنبر کی کشتی حبشیوں کے جزیرے سے جا لگی۔ عنبر دل میں سوچ رہا تھا خدا جانے فیڈرک اور ماں زندہ بھی ہوگی یا نہیں اور میری غیر حاضری میں فیڈرک کا کیا حال ہو گا۔ وہ تو پہلے ہی محنت اور مشقت سے کافی کمزور ہو چکا تھا۔

عنبر اندھیرے میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے اپنی کشتی حبشی لوگوں کی کشتیوں کی جگہ سے کافی دور سرکنڈوں میں چھپا دی تھی اور اب وہ اسی جگہ جا رہا تھا جہاں رات کے وقت حبشی ان مجبور قیدیوں کو زنجیر سے باندھ کر کھلے آسمان کے نیچے سونے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

حبشی سردار جیری ہوم مطمئن تھا کہ عنبر کو سمندر کا جنون نگل چکا ہے اور اب کوئی طاقت بھی اس جزیرے پر ان کے خلاف سر نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے یہاں پہرہ برائے نام ہی تھا۔ البتہ کتوں کو ضرور رات بھر کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔ جن کی تعداد میں عنبر نے خاصی کمی کر دی تھی۔

وہ سرکنڈوں میں چھپا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک جگہ آہٹ ہوئی تو عنبر چوکنا ہو گیا اور سمجھا شاید کوئی کتا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی بُو پاکر اس کے پیچھے لگ گیا ہے۔ وہ محتاط انداز میں آگے سرکتا رہا اور پھر اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہاں کنڈیالے خرگوشوں کا جوڑا بیٹھا سرکنڈوں کو کتر رہا تھا ان خرگوشوں کو بعض لوگ کنڈیالے چوہے بھی کہتے ہیں حالانکہ یہ خرگوش ہی ہوتے ہیں اور شکاری کتوں کی موت ہوتے ہیں، سانپ بھی اس سے پناہ مانگتا ہے کیونکہ اس کے جسم پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں جسے ہم سولیں بھی کہتے ہیں۔ یہ خرگوش پہلے شکاری کتوں کو اپنے پیچھے لگا کر بھاگتا ہے اور پھر اپنے کانٹے کھڑے کرکے آڑ میں دبک جاتا ہے۔ جونہی شکاری کتا اس پر جھپٹتا ہے خرگوش کے لمبے کانٹے اس کے پیٹ میں گھس جاتے ہیں جو کافی زہریلے ہوتے ہیں اور کتا وہیں تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔

عنبر نے سوچا یہ تو بڑی ہی کام کی چیز ہے۔ اس نے چھرتی سے دونوں کو کپڑے سے اٹھا کر تھیلے میں رکھ لیا اور شکاری کتوں سے نبرد آزما ہونے کی بجائے وہ ان کی موت لے کر قیدیوں کی طرف چل پڑا۔ جن کی حفاظت صرف دو حبشی کر رہے تھے اور بقایا کام انہوں نے کتوں کے سپرد کر رکھا تھا،

عنبر نے دیکھا دونوں حبشی ایک جگہ بیٹھے اونگ رہے تھے۔

وہ آہستہ آہستہ اندھیرے میں ان کی طرف بڑھتے رہا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ بغیر آواز نکالے دونوں کو ختم کر دے۔ ان کی خوش قسمتی تھی کہ اب تک اس کی ملاقات کسی کتے سے نہیں ہوئی تھی۔ اسے زمین پر پڑے ہوئے بدنصیب قیدی نظر آرہے تھے۔ وہ چیتے کی پھرتی کے ساتھ دونوں پہرے پہ اونگتے ہوئے حبشیوں پر حملہ آور ہوا اور دونوں کی گردنیں پکڑ کر اس زور سے ان کے سر ٹکرا دیئے کہ دونوں کے مغز نکل کر ان کے چہروں پر پھیل گئے اور ان کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی اور وہ مٹی کے تودے کی طرح سے زمین پر گر کر ڈھیر ہو گئے۔

عنبر رینگتے ہوئے قیدیوں کے پاس آیا جن میں سے کچھ نڈھال پڑے تھے وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

عنبر نے ان سے فیڈرک کے متعلق پوچھا۔

ایک قیدی نے کہا آج اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے کئی دن سے بیمار ہے اور اگر آج تم نہ آجاتے تو سردار کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ صبح اگر وہ کام کرنے کے قابل نہ ہوا تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔ وہ بیچارا اُس دوسرے سرے پر پڑا بخار میں پھنک رہا ہے۔

عنبر فوراً فیڈرک کے پاس پہنچا جو اپنی زندگی سے مایوس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بخار میں جل رہا تھا اور ہذیانی کیفیت میں بڑبڑا رہا تھا و
کہہ رہا تھا میری پیاری ممی مجھے معاف کر دینا میں بڑھاپے
میں تمہاری خدمت کرنے کی بجائے دکھوں کے حوالے کر کے
جا رہا ہوں - جس لاٹھی کے سہارے تو اپنے بڑھاپے کو
گھسیٹتی پھر رہی ہے وہ لاٹھی بھی کل ٹوٹ جائے گی - میں و
نہیں ہوں - ممی سونا حاصل کرنے کے لئے تو اس لیۓ چلا آیا
تھا کہ تو نے میری پیدائش سے پہلے اولاد کے لئے مقدس
مریم کے روبرو منت مانی تھی کہ اگر بیٹا ہوگا تو میں تیرے
قدموں میں سونے کا بنا ہوا کینڈل اسٹینڈ چڑھاؤں گی - پھر
مقدس ماں کی دعا سے میں پیدا ہوا تو میرا باپ غربت اور ال
کی بھینٹ چڑھ گیا - تو زندگی بھر گیلی لکڑی کی طرح سلگتی رہی
ایک ایک دن گن گن کر تو نے مجھے جوان کیا - لیکن تیرے سینے
پر پہاڑ جیسا بوجھ تھا کہ تو مقدس ماں مریم سے کیا ہوا و
نہ پورا کر سکی -

عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے -

فیڈرک سسک رہا تھا - مگر میری جوانی بھی تیرے کسی کام
نہ آ سکی - غم تیری جوانی کو کھا گئے اور تو دنوں میں بوڑھی
ہو گئی -

عنبر نے کہا فیڈرک بس کر دو میرے بھائی - میں آ گیا

- اب بوڑھی ماں کو تیرا زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا
گا -

فیڈرک نے کہا انتظار تو میری ماں کے مقدر کا دوسرا
ہے - میری زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا ہے - صبح ہوتے ہی
جائے گا -

عنبر نے چیخ کر کہا - نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا - مجھے خدا
قسم ہے فیڈرک اگر ایسا ہو گیا تو پھر اس جزیرے پر کبھی
نہ ہو گی - میرے بھائی! میں نے تمہاری ماں سے وعدہ
کیا تھا کہ تمہیں تمہارا بیٹا لا کر دوں گا -

نہیں - نہیں - فیڈرک نے ہذیانی آواز میں کہا - میں اس
قابل نہیں کہ اپنی ماں کو اپنا منہ دکھا سکوں - میں تو یہاں
سونے کے کینڈل اسٹینڈ کے لئے سونا حاصل کرنے آیا تھا تا کہ
اپنی ماں کی زندگی میں اس کی آرزو پوری کر دوں اور اس کے
ہاتھوں سے مقدس ماں کے قدموں میں اس اسٹینڈ پر موم بتیاں
روشن کروا دوں - فقیر کی جھولی کی طرح خالی اپنی ماں کے
سامنے جانے سے تو مر جانا بہتر ہے -

عنبر نے کہا تم فکر نہ کرو میں تمہیں سونا دوں گا -

ادھر فیڈرک اور عنبر میں یہ باتیں ہو رہی تھیں - دوسری
طرف تمام قیدیوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ عنبر زندہ ہے اور واپس آ گیا ہے۔ تمام قیدیوں میں ایک دفعہ پھر زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

عنبر نے تمام قیدیوں سے کہا تیار ہو جاؤ۔ اب کچھ کر گذرنے کا وقت آ گیا ہے۔

پھر اس نے لبی اور مضبوط زنجیر سے تمام قیدیوں کو آزاد کیا اور ان میں سے توانا اور تندرست قیدیوں کو ساتھ لے کر وہ اسلحہ خانے کی طرف بڑھے۔ تنہا وہ یہ جسارت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عنبر کے ہوتے ہوئے خدا جانے یہ جسارت ان میں کہاں سے آ گئی تھی۔ دس بارہ قیدی عنبر کے پیچھے اسلحہ خانے کی طرف بڑھ رہے تھے جو ایک جھونپڑی میں تھا اور جس میں کئی حبشی رہتے تھے۔ آدھی رات کے وقت تمام حبشی سو رہے تھے۔ صرف دو پہرے پہ موجود تھے عنبر کے ساتھ ہی ایک قیدی جو پہلے پہرے داروں کے خنجر حاصل کر چکے تھے، دبے پاؤں دونوں کی طرف بڑھے اور قریب جا کر ان کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کمر میں خنجر گھونپ دیئے تین چار وار کرنے کے بعد دونوں کو تڑپنے کے لئے لٹا دیا۔ پھر جونہی وہ آگے جھگی کی طرف بڑھے، انہوں نے کتوں کی غراہٹ قریب ہی سے سنی جو ان پر جست لگا چکے تھے۔ ایک ہی وقت میں عنبر اور ساتھ والے قیدی کے خنجر

بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھے اور فضا میں ہی کتوں کے پیٹ چیرتے ہوئے نکل گئے۔ کتوں کی انتڑیاں زمین پر بکھر گئیں۔ کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور دو کتے اور دو حبشی ختم ہو چکے تھے۔

پھر پہلے عنبر اس جھونپڑی میں داخل ہوا اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ سب غافل سو رہے ہیں، بقایا دس بارہ قیدی بھی دبے پاؤں اندر داخل ہو کر ہتھیاروں پر قبضہ کر چکے تھے۔ تقریباً بارہ حبشی یہاں سو رہے تھے۔ اس طرح ان کے حصے میں ایک ہی آتا تھا۔

پھر عنبر کے حکم سے سب نے اپنے حصے کے دشمن حبشی کو ٹھوکر مار کر جگایا۔ اس سے پیشتر کہ وہ معاملے کو سمجھ سکیں بارہ کے بارہ خون میں نہائے زمین پہ پڑے اپنے کئے کی سزا بھگت رہے تھے۔

یہاں سے فارغ ہو کر جب عنبر کی قیادت میں بارہ قیدی ہتھیاروں سے لیس باہر نکلے تو چار کتے ان کی بُو پر وہاں منڈلا رہے تھے۔ پھر کیا تھا چاروں خونخوار آدم خور کتے جھپٹ پڑے۔ لیکن ایک کتے کے مقابلے کے لئے یہاں تین مقابل موجود تھے۔ پھر باقی لاشوں میں ان چاروں کا بھی اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ یہ قیدی ان کتوں کو حبشیوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان چاروں کا قیمہ بنا کر ہی انھوں نے دم لیا۔

لیکن اب ان چاروں کتوں کی چیخ و پکار نے اپنے مالکو کو آگاہ کر دیا تھا۔ لہٰذا قریب کی ایک جھونپڑی سے آٹھ حبشی ہتھیاروں سمیت نکل کر قیدیوں پر حملہ آور ہو گئے اور زور دار مقابلہ شروع ہو گیا جس میں بقایا قیدی بھی شامل ہو گئے اور جلدی ہی ان آٹھ حبشیوں کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔

عنبر اس مقابلے کے شروع ہوتے ہی حبشی سردار جیری ہو کی جھگی میں داخل ہو گیا۔ جیری ہوم شور سن کر اپنے بستر سے اٹھ ہی رہا تھا کہ عنبر اس کے سامنے پہنچ گیا۔

جیری ہوم کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ آنکھیں مل مل کر حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

عنبر نے کہا خوب اچھی طرح سے دیکھ لو سردار میں گیا وقت تھا پھر لوٹ آیا ہوں۔ تم اپنے گناہوں کو یاد کر لو۔ تمہارے جسم کا قیمہ بھی کر دیا جائے تو اتنی بوٹیاں نہ ہوں گی جتنے تمہارے گناہ ہیں۔

عنبر جیری ہوم کی طرف متوجہ تھا اور پیچھے سے اس کا نائب ٹوبو ہاتھ میں تلوار لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جسے صرف جیری ہوم دیکھ رہا تھا اور اس کی کوشش تھی کہ

اسی کی طرف متوجہ رہے۔ اس نے سہمے ہوئے انداز میں عنبر میں ایک دفعہ پھر تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا۔ اس دوران میں ٹوبو نے پیچھے سے عنبر کی کمر میں زور ار کی نوک گھسیڑ دی لیکن نوک ٹوٹ گئی اور عنبر نے ٹوبو کو دوسرا وار کرنے کی مہلت نہ دی اور اسے اٹھا زمین پر دے مارا۔ جس سے اس کی کمر کی ہڈی چٹخ گئی۔ نے جلدی سے مڑ کر دیکھا لیکن اس لمحہ سے فائدہ اٹھا جیری ہوم فرار ہو چکا تھا۔ عنبر اس کے پیچھے ہی باہر ل گیا۔ جہاں قیدیوں اور حبشیوں کے درمیان تلواریں اور خنجر رہے تھے۔ قیدیوں کی تعداد حبشیوں سے زیادہ تھی اور وہ اوپر کئے ہوئے مظالم کا گن گن کر بدلہ لے رہے تھے۔

عنبر نے دیکھا جیری ہوم اپنے تمام بقایا کتوں کے ساتھ بڑی سی جھگی میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ ننگی تلوار اور دوسرے میں زنجیر سے بندھا ہوا کانٹوں والا کا گرز تھا۔

عنبر نے ایک قیدی سے کہا فیڈرک کا خیال رکھنا اور باآواز بلند تمام قیدیوں سے کہا خبردار ایک حبشی بھی زندہ نہ جائے۔ لڑنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو اور بھاگنے والوں کا دنیا کے آخری کونے تک پیچھا کرو۔ یاد رکھو ایسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موقعے بار بار نہیں ملا کرتے۔ اس جنگ آزادی کو فیصلہ کن بنا دو۔ تم ان حبشیوں سے نپٹو اور میں ان کے سردار بڑے شیطان کی خبر لیتا ہوں۔

عنبر بھاگتا ہوا اس جھگی کی طرف چلا گیا جہاں جیری ہوم چھپا ہوا تھا۔ وہ عنبر سے گھبراتا تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت دیکھ چکا تھا جس کے جسم پر دنیا کا کوئی بھی ہتھیار زخم نہیں لگا سکتا تھا۔

عنبر نے دیکھا جھگی کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ عنبر نے تھوڑی ہی محنت سے اسے توڑ پھینکا۔ دروازہ ٹوٹتے ہی چار کتوں نے عنبر پر چھلانگ لگائی۔ عنبر ایک طرف ہٹ گیا اور کتے اپنے ہی زور میں دور جا کر گرے۔

عنبر نے فوراً ایک کنڈیالہ خرگوش نکالا اور اسے چھوڑ دیا۔ چاروں کتے جو دوبارہ پلٹ رہے تھے، شکار کے پیچھے بھاگ گئے۔

عنبر اندر داخل ہوا تو چار اور خونخوار کتوں کی جیری ہوم نے زنجیر کھول دی جو بے قرار ہو کر غرّا رہے تھے اور دروازے کی طرف منہ کر کے بھونک رہے تھے۔

عنبر نے کتوں کو دکھا کر دوسرا کنڈیالہ خرگوش بھی چھوڑ دیا اور کتے عنبر کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگ گئے۔ اب

کوٹھی میں تنہا جیری ہوم رہ گیا تھا۔ عنبر اس کی طرف بڑھا تو جیری نے کہا۔ عنبر میں نے سونے کی کان تلاش کر لی ہے اس کے باوجود کہ تم نے میرے بہترین بہادر ساتھی موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں اور میرے نہایت قیمتی ایک درجن بھر کتے ہلاک کر دیئے ہیں، میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ ہم دونوں سونے کے برابر کے حصے دار ہوں گے۔

عنبر نے کہا تم مجھے سونے کے نہیں ظلم کرنے میں برابر کے حصہ دار بنانا چاہتے ہو۔ میں ایسے سونے کو ٹھوکر مارتا ہوں جو انسانوں پر ظلم کر کے حاصل ہوتا ہے۔ جس لالچ کی تلوار سے تم نے کئی بے گناہوں کا خون کیا ہے میں اس میں حصہ دار بن کر اپنے لئے جہنم نہیں خریدنا چاہتا۔ فکر مت کرو جس سونے کے لئے تم انسان سے حیوان بن گئے ہو میں تمہاری قبر اسی سونے کی کان میں بنا دوں گا۔

جیری ہوم نے کہا تو ہمارے درمیان مصالحت کی ہر تدبیر ختم ہو گئی۔

عنبر نے کہا ایسا ہی سمجھ لو۔

جیری ہوم نے آگے بڑھ کر عنبر پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ وہ دونوں ہاتھوں کے ہتھیار استعمال کر رہا تھا اور عنبر کے گلے، سر اور سینے پر وار کر رہا تھا۔ لیکن فولاد پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خراش تک نہ آسکی تھی۔

عنبر نے اسے پورا پورا موقع دیا۔ جیری کے ہاتھ میں ک
تلواریں، بھالے اور کلہاڑیاں عنبر کو قتل کرنے کی حسرت
ٹوٹ چکی تھیں اور اب وہ جنگلی بھینسے کی طرح ہانپ رہا

عنبر نے کہا جیری۔ دل کی حسرت پوری کر لو۔ مرتے
یہ خیال نہ آئے کہ تمہیں میں نے حملہ کرنے اور مقابلہ کرنے
موقع نہ دیا۔

جیری جواب دینے کے بجائے بھاگا اور کسی چیز سے
کر گر پڑا۔ پھر آنکھیں پھاڑ کر عنبر کی طرف دیکھنے لگا

عنبر نے کہا۔ نہیں جیری میں تمہیں اپنے ہاتھ سے قت
نہیں کروں گا۔ تمہارا قتل انہی مظلوموں کے ہاتھوں ہو
جو اپنے ماں باپ بیوی بچوں سے جدا ہو کر قیدِ تنہائی می
تمہارے ظلم کی چکی میں پستے رہے ہیں۔ میں نے صرف تمہیں
دفنانے کا وعدہ کیا ہے جو ضرور پورا کروں گا۔

جیری پھر اٹھ کر باہر بھاگا جہاں اب میدان میں ہر
حبشیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور قیدی خون آلود تلوار
ہاتھوں میں لے کر دندناتے پھر رہے تھے۔

عنبر نے کہا۔ ساتھیو! ظالموں کا سرغنہ سردار جیری
آ رہا ہے۔ اسے بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو

ہر کیا تھا۔ قیدیوں نے چاروں طرف سے جیری ہجوم
گھیرے میں لے لیا اور آہستہ آہستہ زخم لگا لگا کر
مارنے لگے۔ وہ بھینسے کی طرح گلا پھاڑتا رہا۔ خدا
لئے مجھے تڑپا تڑپا کر مت مارو۔ مجھے ایک دم قتل
کر دو۔

قیدیوں میں سے ایک نے کہا۔ سردار تم بھی ہمیں آہستہ
قتل کرتے رہے ہو۔ ہم تمہیں دکھانا چاہتے ہیں کہ آدمی
آہستہ آہستہ قتل کیا جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

عنبر نے کہا۔ اب یہ خونی ڈرامہ ختم کرو۔ تم لوگوں کو لوٹ
کر بھی جانا ہے۔

تمام منظر فیڈرک بھی دیکھ رہا تھا اور اس کی آدھی
دور ہو گئی تھی اور سردار کے قتل میں حصہ لینے کے
اس نے بھی ایک تلوار پکڑ لی تھی۔

پھر عنبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سردار کا سر کاٹ کر
ختم کر دیا گیا۔

عنبر نے فیڈرک کو گلے لگا لیا اور کہا دوست! تمہاری
کیسی ہے۔

فیڈرک نے کہا میرے تمام مرضوں کا علاج تم نے کر دیا ہے
کہ میرے مسیحا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اس نے تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا اور کہا دوستو! تم
لوگ یہاں سونا لینے آئے تھے میں تمہیں سونا دے کر
گا۔ لیکن یاد رکھو ہر کام اعتدال سے ہونا چاہیئے۔ لا
سے بچو۔ یہ وہ بُری بلا ہے جو انسان کو نگل جاتی ہے
پاس یہ تھیلا ہے اور یہی مساوات کا کام دیتا ہے۔
تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تھیلا سونے کا بھر کے
گا۔ جسے تم یہاں سے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو لوٹ
گے۔ اتنا ہی کھانا اچھا ہوتا ہے جو ہضم ہو جائے۔
اتنا ہی اٹھانے کی کوشش کرو جو وبالِ جان نہ بن جا
لے جانے کو تو تم کشتیاں بھر کے بھی سونے کی لے جا
ہو۔ لیکن یہ لالچ ہو سکتا ہے۔ تمہیں سمندری ڈاکو
ہاتھوں ختم کر دے یا سونے کے لالچ میں تمہیں کوئی بھی
انسان ختم کر سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تم آپس میں
کر کٹ مرو۔ لالچ کی سزا تم اپنے سامنے بکھری ہوئی
کی صورت میں دیکھ چکے ہو۔ اس کی سزا تم آج تک
رہے ہو۔ قدرت نے ہر چیز میں توازن بر قرار رکھا ہوا
خلافِ فطرت چیز انسان کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

سب ساتھیوں نے کہا آپ ہمارے نجات دہندہ ہیں
کے حکم پہ عمل کریں گے۔

عنبر نے کہا یہ سونا صرف۔ تمہاری ملکیت ہے۔ میں اس
ایک ذرّہ بھی نہیں لوں گا۔

سب نے کہا یہ انصاف نہیں آپ بھی برابر کے حق
دار ہیں۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے۔ میں بھی لوں گا اور اسے
سب میں برابر تقسیم کر دوں گا اس لئے کہ مجھے
کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا کوئی گھر نہیں۔ میں ساری
دنیا کو اپنا گھر سمجھتا ہوں۔ میرے ماں باپ نہیں۔ میں
بوڑھے آدمی اور بوڑھی عورت کو اپنا ماں باپ سمجھتا ہوں
سب میرے بھائی ہو۔ میں نے جیری ہوم سے وعدہ
کیا تھا کہ اس کی قبر سونے کی کان میں بناؤں گا۔ آؤ پہلے
دفنا دیں۔ یہاں آٹھ کشتیاں ہیں۔ ایک سمت کو جانے
والے سب اکٹھے ہو کر چار کشتیاں لے لیں اور اسی طرح
مخالف سمت کو جانے والے چار کشتیاں لے لیں اور سونے کا
ایک تھیلا لے کر اپنے گھروں کو روانہ ہو جائیں۔

پھر ان سب نے سردار جیری ہوم کو زمین سے اٹھایا
اور سونے کی کان کی طرف چلے گئے۔

عنبر فیڈرک کو سہارا دے کر پیچھے چل رہا تھا۔
کان میں قبر کھود کر جیری ہوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے سب ساتھیوں کو ایک ایک تھیلا سونے کا ج
کر دیا اور پھر سب کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ ہو
گیا۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ کنڈیاں خرگوشوں
آٹھوں کتوں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کی لاشیں تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی تھیں۔

پھر ایک سمت جانے والے قیدی چار کشتیوں میں بیٹھ
روانہ ہو گئے۔ اسی طرح دوسری سمت جانے والوں میں
فیڈرک کے ساتھ عنبر بھی تھا۔ چار آدمیوں نے پتوار سنبھا
رکھی تھی اور کشتی لہروں پر اڑتی جا رہی تھی۔ سمندر پُرسکو
تھا۔ اور یہ سفر بغیر کسی حادثے کے دو تین روز
میں کٹ گیا۔

فیڈرک کے ساتھ عنبر بھی اس کے گھر آیا۔ جہاں اس کی
ماں بیمار تھی۔ لوگوں نے جب اسے فیڈرک کی آمد کی اطلا
دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

پھر دونوں ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے گلے لگ کر د
تک روتے رہے۔

بڑھیا نے عنبر کو دیکھا تو اسے بھی سینے سے لگا لیا اور
کہا۔ بیٹا! میں غریب ہوں۔ سوائے دعا کے تجھے کچھ نہیں
دے سکتی۔ تو نے ماں کا دل ٹھنڈا کیا ہے۔ خدا تجھے رہ

ک سلامت رکھے۔

ڈرک نے مسکرا کر کہا کہ ماں ہم عنبر بھائی کو کیا دے
ہیں۔ انہوں نے تو خود ہمیں بھرا ہوا تھیلا سونے کا دیا
۔ اب صبح ہی بازار جا کر کینڈل اسٹینڈ سونے کا بنوائیں
۔ تیری منت جو پوری کرنی ہے۔ پھر تو خود اپنے ہاتھوں سے
مقدس ماں مریم کے قدموں میں رکھ کر موم بتیاں روشن
کرنا۔

ماں نے پھر بیٹے کو سینے سے لگا لیا اور کہا تو نے میرے
دل سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔

عنبر نے کہا اچھا ماں میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔
اب مجھے اجازت دو۔

بڑھیا نے کہا میرے چاند! جی چاہتا ہے تو ہمیشہ میرے گھر
کا ہی روشن رہے لیکن تجھ سے تو پوری انسانیت فیض حاصل
کرتی ہے۔ بس آج کی رات میرے مہمان رہو صبح چلے جانا۔

عنبر نے کہا ماں! میں تیرا دل نہیں توڑنا چاہتا۔ میں ضرور
رات بھر تیرا مہمان رہوں گا اور صبح ہی یہاں سے روانہ ہو
جاؤں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھگوں کا انجام

ماریا جونہی کیبن میں داخل ہوئی دونوں ٹھگ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

چمپت لال نے کہا۔ گنپت لال! تم اس لڑکے کو یتیم خانے سے لے تو آئے ہو۔ اس کے متعلق معلوم کر لیا کہ کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ کوئی آگے پیچھے ہے تو نہیں جو کل کو راستے کا کانٹا بن جائے۔

گنپت لال نے جواب دیا۔ میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں عمر بھر ٹھگی کی ہے۔ اناتھ آشرم کے نگران نے بتایا تھا یہ بچہ چھوٹا ہی تھا کہ اسے کوئی رحم کھا کر سڑک سے روتا ہوا اٹھا لایا تھا اور اناتھ آشرم میں پہنچا گیا تھا۔ اس کے بعد کئی سال گذر گئے کوئی اس کی تلاش میں نہیں آیا۔

چمپت لال نے کہا۔ پھر تو ٹھیک ہے لڑکے کو جانکی دیوی کا بیٹا بنا کر پہنچا دو اور جب ستیش تمام مال، دولت اور جائیداد پر قابض ہو جائے تو بڑھیا کو چلتا کرو اور خود جا کر لال کے سر پہ جا بیٹھو تاکہ ہماری بلی ہم سے میاؤں نہ کرے۔

ماریا نے یہ سن کر دل میں کہا بیٹا! تم اس کے سر پہ جا بیٹھو اور میں تمہارے سر کی حجامت بنا کر رکھ دوں گی۔

اب ماریا کو پتہ چل چکا تھا کہ ستیش در اصل کوئی لاوارث بچہ ہے جسے یہ ٹھگ اس کام کے لئے اناتھ آشرم سے لائے ہیں۔

چمپت لال نے پھر کہا سندر کو سمجھا دیا نا کہ اب اپنا اصلی نام بھول جائے کیونکہ بڑھیا کے لڑکے کا نام ستیش تھا۔

گنپت لال نے کہا۔ یار تم تو بال کی کھال نکالتے ہو سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ میرے بھائی! میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔

چمپت لال نے پھر سوال کیا اس کے بچپن کا نام سندر تھا کیا؟

گنپت لال نے کہا نام کا تو اناتھ آشرم والوں کو بھی پتہ نہیں۔ بچہ کیونکہ خوبصورت تھا اس لئے اناتھ آشرم کے نگران نے خود ہی اس کا نام سندر رکھ لیا تھا

ماریا ان دونوں کی ہر بات غور سے سن رہی تھی۔ کیونکہ معاملہ ٹھگوں سے تھا اس لئے ماریا کچھ زیادہ ہی محتاط ہو گئی تھی۔

جہاز مڈغاسکر برما سے ہوتا ہوا کالی کٹ کی بندرگاہ پر پہنچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ جانکی دیوی کو لے کر دونوں ٹھگ یہیں اتر گئے۔

پھر چھپت لال کوئی بہانہ کر کے ستیش کو لے کر کسی اپنے دوست کے گھر روانہ ہو گیا اور گنپت لال جانکی دیوی کو لے کر شیو جی کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس زمانے میں بڑے بڑے مندروں میں یاتریوں کے ٹھہرنے کے لئے بے شمار کمرے بھی ہوتے تھے۔ جن میں دُور دراز سے آئے ہوئے یاتری ٹھہرا کرتے تھے۔

گنپت لال اور جانکی دیوی پہلے بڑے پجاری کے درشن کو گئے۔ اپنی اچھیا بیان کی کہ وہ اپنے گمشدہ بیٹے کو بھگوان سے لینے آئی ہے اور پھر اس کی اجازت سے مندر کے منتظم نے انہیں ٹھہرنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا۔

چھپت لال ستیش کو لے کر اپنے ایک دوست کے ہاں جا پہنچا اور اسے اپنا بھتیجا ظاہر کر کے اس کے گھر میں ٹھہرا دیا اور خود اپنے دوست کو بتا کر کہ وہ شیو جی کے مندر کے بڑے پجاری کے درشن کر آئے۔ مندر میں آ گیا۔

بڑھیا کے بیٹے ستیش کے بازو پر چندرما کا سیاہ نشان تھا جو پیدائشی تھا اور بڑھیا نے بھی ایک نشانی اپنے بیٹے کی ٹھگوں کو بتائی تھی۔ لہٰذا کافی دوڑ دھوپ کے بعد ہی ان کو بازو پر چندرما کے نشان والا لڑکا اناتھ آشرم سے ملا تھا۔ گویا سندر

کو بھی پیدائشی چندرما کا نشان بازو پر تھا اور یہی چیز اس کی خوش قسمتی بن کر اسے اناتھ آشرم سے محلوں میں لے جانے والی تھی۔ آج کے دن تو جانکی دیوی نے مندر کے کمرے میں آرام کیا۔ کل یہاں بڑی سالانہ پوجا ہونے والی تھی اور ٹھگوں نے بڑھیا سے کہہ رکھا تھا اسی بڑی پوجا میں اس کو کھویا ہوا ستیش مل جائے گا۔

جانکی دیوی تو آرام کرتی رہی اور دونوں ٹھگ اپنی بنائی ہوئی سکیم پر عملدرآمد کرنے پر غور کرتے رہے جبکہ ماریا بھی ان دونوں کے سروں پر سوار بالکل ان کے قریب ہی رہی۔

مندر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ دور دور سے یاتری یہاں پرساد لینے اور پوجا پاٹ میں حصہ لینے آئے ہوئے تھے۔

دوسرے دن صبح ہی چھپت لال ستیش کو لے کر اپنے دوست کے ہاں چلا گیا اور گنپت لال جانکی دیوی کو قبل از وقت مبارک باد اور خوشامد میں مصروف ہو گیا۔

پھر مردنگوں پر چوٹ پڑی۔ ناقوس کی صدا مندر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ مجیرے بجنے لگے اور دیوداسیاں سونے کی تھالیوں میں گھی کے دیپ جلائے سفید ساڑھیوں میں ملبوس قطار در قطار شیو جی کی مورتی کے سامنے آرتی اتارنے میں اور رقص میں مصروف ہو گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پجاری واپس چلے جائیں گے جو لڑکا یہاں رہ جائے گا وہی ستیش ہوگا۔ آپ اپنے اطمینان کے لئے چندرما کا نشان دیکھ کر پہچان لیں۔ زور شور سے پوجا ہوتی رہی اور پھر دوپہر کے وقت بڑے پنڈت اٹھ کر چلے گئے۔ پوجا ختم ہو گئی۔ دیوداسیاں بھی اپنے ٹھکانوں پر چلی گئیں اور پھر یاتری بھی جانے شروع ہو گئے۔

تیسرے پہر کے قریب اس ہال میں جانکی دیوی، چمپت لال، گنپت لال ہی رہ گئے پا پھر شیوجی کی مورتی کے قریب ستیش بیٹھا رہ گیا۔ جیسے چمپت لال سمجھا کر گیا تھا۔

جانکی دیوی نے چاروں طرف دیکھا۔ اس ایک لڑکے کے سوا اب یہاں کوئی نہ تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اس لڑکے کے پاس گئی جو مورتی کے سامنے جھکا ہوا تھا اور اس کی قمیض کے بازو کو الٹ کر دیکھا وہاں چندرما کا نشان تھا۔

جانکی نے ماتا بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کہا بیٹا یہ نشان؟

ستیش نے کہا ماں جی یہ پیدائشی نشان ہے۔

جانکی نے کہا تیرا نام کیا ہے۔

ستیش نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ماں نے ستیش نام رکھا تھا۔

بڑے پنڈت ماتھے پر چندن مختلف رنگوں میں سجائے، جینو گلے میں اور مالا ہاتھ میں پکڑے شیوجی کے قدموں میں بیٹھے تھے۔

چمپت لال نے بڑے پجاری کے قریب ہی ایک جگہ ستیش کو بٹھا دیا اور خود جانکی دیوی اور گنپت لال کے پاس آگیا۔

ماریا بھی ان لوگوں کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ مندر کا پورا ہال بھرا پڑا تھا اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ دیوداسیاں رقص میں مصروف تھیں اور پنڈت مندر میں لگی ہوئی گھنٹیاں جو سونے کی زنجیروں سے بندھی ہوئی تھیں، ہلا ہلا کر بجا رہے تھے۔

گنپت لال اور چمپت لال بگلا بھگت بنے آنکھیں بند کئے جھوم رہے تھے۔

پھر چمپت لال نے جانکی دیوی سے کہا دیوی اب سمے آ گیا ہے آپ اپنے من میں اپنے بیٹے کا دھیان کریں اور ساتھ ساتھ ہرکا اوم کا جاپ بھی جاری رکھیں۔

جانکی دیوی بے چاری ماتا کی ماری تو بیٹے کے لئے آگ کے دریا میں بھی کودنے کے لئے تیار تھیں۔ جس طرح یہ بتاتے گئے وہ کرتی گئی۔

پھر چمپت لال نے کہا دیوی جی پوجا کے بعد جب سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانکی کی سانس دھکنی کی طرح چلنے لگی۔ اور اس نے سوال کیا کہاں ہے تیری ماں۔

ستیش نے ٹھگوں کے بتائے سبق کو دہرایا۔ پتہ نہیں بچپن میں کھو گیا تھا۔ صرف نام یاد ہے اور دھندلی سی ماں کی صورت

جانکی نے کہا کیسی تھی تیری ماں کی صورت۔

ستیش نے کہا۔ شما کریں دیوی ایسا لگتا ہے اگر آپ جوان ہوتیں تو میری ماں ہوتیں۔

جانکی دیوی نے چیخ کے ساتھ روتے ہوئے ستیش کو گلے لگا لیا۔

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جادو کا ڈانڈا ریشم کی ڈوری

کالی کٹ شیو جی کے مندر میں جانکی دیوی اور ستیش کو مل کر اس طرح روئے کے دونوں ٹھگ چمپت لال اور گنپت لال بھی ستیش کی اداکاری پر عش عش کر اٹھے۔ اس منظر کو دیکھ کر تو ماریا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ گنپت لال نے چمپت لال کو کہا یہ لڑکا تو ہماری توقع سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا ہے۔ اب تو جانکی دیوی شک کر ہی نہیں سکتی پھر دونوں ٹھگ جانکی دیوی کو مبارک باد دینے لگے۔ اور جانکی دیوی نے شیو جی مہاراج کی مورتی پر مکٹ چڑھانے کے لیے ذرا دونوں ٹھگوں کو روپے دیئے اور کہا:

اصلی سونے کا بنوا کر لائیں میں یہ منتا اپنے بیٹے کے ہاتھوں پوری کرواؤں گی۔ ستیش اپنے ہاتھوں مورتی پر مکٹ سجائے گا ذرا دھیان سے بنوانا سونا خالص ہو ملاوٹ بالکل نہ ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھپت لال نے کہا:

چھی چھی دیوی جی بھلا بھگوان شیو کے مکٹ میں کو
بے ایمانی کرے گا سونا باون تولے اور پاؤ رتی خالص
ہو گا آپ ستیش بابو کو لے کر بڑے پنڈت جی سے اش
لے آئیں اور پھر چلنے کی تیاری کریں اس وقت تک
ہم مکٹ بنوا کر لے آئیں گے

دونوں ماں بیٹا پنڈت جی کے پاس چل دیئے اور
دونوں ٹھگ بازار کی طرف روانہ ہو گئے لیکن تیسری ا
کے ساتھ ماریا تھی جو یہ جانتی تھی کہ یہ ٹھگ ہندو
ہوتے ہوئے بھی بھگوان کی چوری کرنے سے باز نہ آئیں
گے۔ دونوں ٹھگ صرافے بازار گئے اور سونے کی دکان
کی بجائے پیتل کے زیورات بنانے والے ایک سنار کے
پاس پہنچ گئے اور اس سے کہا:

پیتل کا ایک خوب صورت مکٹ بنا کر اس پر سو
کا پانی چڑھا دو۔

سنار نے کہا بھائی اگر دام پاس نہیں تو بھگوان ک
مورتی پر پیتل کا مکٹ ہی چڑھا دو سونے کا پانی پھر
بھلا بھگوان سے دغا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

گنپت لال نے کہا چھی چھی کیسے نیچ وچار ہیں تمہا

کٹ بھگوان کے لیے نہیں ہم ایک دولہا کے لیے
رہے ہیں۔ صرف شادی کے دن ہی تو پہننا ہے
برادری میں ہماری ناک اونچی ہو جائے گی اور دام
بچ جائیں گے۔

نار نے کہا یہ بات تو تم ٹھیک ہی کہتے ہو بھائی
دنیا میں دولت مندوں نے تو غریبوں کا جینا
حرام کر دیا ہے خود تو سونے کے مکٹ دولہا اور دلہن
کو پہناتے ہیں اور غریبوں کو اس ریت کو پیٹنا پڑ جاتا
برادری میں بھرم رکھنا بھی پڑتا ہے۔ اب تم سے کیا
دہ کئی بے چارے اسی طرح مجھ سے کھوٹ کا، زیور
ا کر لے جاتے ہیں۔

چھپت لال نے کہا ہاں بھیا کلجگ ہے کلجگ۔

سنار نے کہا شاستروں میں بھی یہی لکھا ہے۔ اچھا اب
تم ذرا گھوم پھر آؤ پیتل کے مکٹ تو میرے پاس کئی
ار پڑے ہیں۔ کسی اچھے پر سونے کا پانی چڑھا
ا ہوں۔

گنپت لال نے کہا کوئی خوب صورت سا بنا ہوا مکٹ
ا بھیا تم جانو عزت کا معاملہ ہے۔

ماریا نے یہ ساری گفتگو سن لی اور کہا کوئی بات نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچو تم بھگوان سے بھی ٹھگی کرنے سے باز نہ آؤ لیکن یہ مال… میں تمہیں ہضم نہیں کرنے دوں گی۔

چھپت لال اور گنپت لال دونوں شہر میں گھومنے چل… پڑے ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ دونوں نے گھومتے… گھومتے تھوڑی ہی دور ایک جگہ حویلی میں دیکھا لوگ حو… کو سجا رہے ہیں۔

گنپت لال نے ایک آدمی سے پوچھا کیوں بھیا یہ… کیا ہے۔

آدمی نے کہا بھائی بارات جانے والی ہے یہ دولہا… گھر ہے کوئی دو گھنٹے بعد یہاں سے بارات جائے گی۔

چھپت لال نے پوچھا حویلی کس کی ہے۔ آدمی نے ک… نئے آئے ہو اس شہر میں بھیا سیٹھ گووند لام کے بـ… سیوک روم کا بیاہ ہے۔

دونوں ٹھگ وہاں سے چل دیئے۔ راستے میں گنپـ… نے کہا لو بھیا کام بن گیا اب تو پیتل کے ٹکٹ کے… دام بھی بچ گئے۔

چھپت نے کہا وہ کیسے۔

دوسرے نے جواب دیا یہ بات مجھ پر چھوڑ دو… ماریا ساتھ تھی سوچنے لگی کم بخت یہاں بھی کوئی…

…نا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر گھوم کر جب سنار کے پاس گئے تو ٹکٹ تیار تھا۔

اب گنپت نے کہا دام ہم تمہیں مونہہ مانگے دے دیں گے ذرا تھوڑی دیر بعد خود ہی ٹکٹ لے کر سیٹھ گووند رام کی حویلی آ جانا ہم چاہتے ہیں ساری برادری کے سامنے ہی تم ٹکٹ لے کر آؤ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے ہماری برادری میں رواج ہے کہ ٹکٹ سنار لے کر آتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے دولہا کے سر پر سجاتا ہے پھر برادری والے اپنی طرف سے اسے انعام بھی دیتے ہیں۔

سنار خوش ہو گیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولا:

واہ بھگوان کیسے دیالو گاہک بھیج دیئے ہیں تو نے آج تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔

گنپت نے کہا ہم چلتے ہیں وہیں گووند رام کی حویلی میں آ جانا ہم دونوں وہیں ملیں گے کیوں کہ وقت کم ہے اور ساری برادری کی خاطر تواضع کا بھی انتظام کرنا ہے۔

سنار نے خوش ہو کر کہا آپ لوگ جائیں میں تھوڑی دیر بعد آ جاتا ہوں لڑکا گھر کھانا لینے گیا ہے۔ آ جائے تو دوکان پر بٹھا کر خود آتا ہوں۔ دونوں وہاں سے گووند رام کی حویلی پہنچ گئے اور کام دھندے میں مصروف ہو گئے انہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے گووند رام سے کہا:

سیٹھ جی ہم شادیوں وغیرہ میں کام دھندہ کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں غریب ہیں لوگ جو خوش ہو کر دے دیتے ہیں وہ لیتے ہیں۔

گووند رام نے کہا ٹھیک ہے ہمیں بھی کام دھندا کرنے کے لیے آدمیوں کی ضرورت تھی تم آ گئے اچھا ہوا پھر آواز دے کر کہا:

منیم جی ان دونوں سے بھی کچھ کام لیجئے بھلے آدمی ہیں۔

ماریا دونوں کی حکمتِ عملی پر عش عش کر رہی تھی اور ان کی ذہانت کی قائل ہو گئی تھی واقعی وہ اپنے پیشے کے بہت ماہر معلوم ہوتے تھے۔ دونوں کام میں لگے ہوئے تھے کہ ستار آ گیا۔

دونوں نے اسے بھی مہمانوں کے ساتھ ہی بٹھا دیا جہاں دولہا بیٹھا تھا اور مکٹ اس سے لے کر کہا:

تم یہاں دولہا کے پاس بیٹھو ہم ذرا زنانے میں دولہا کی ماں کو یہ مکٹ دکھا آئیں۔

ستار بے چارہ باراتیوں میں بیٹھ گیا اور یہ دونوں ٹھگ دوسری طرف کے دروازے سے مکٹ لے کر تو دو گیارہ ہو گئے اور مندر کا رخ کیا لیکن ماریا نے راستے میں چمپت

لال کی جیب سے ایک بھیڑ بھاڑ والے بازار میں سارا مال نکال لیا۔ دونوں مندر پہنچے اور جانکی نے سنتیش کے اشلوں میں مکٹ شیو کی مورتی کو پہنا دیا اور پھر بڑے پنڈت سے آ گیا لے کر چاروں بندرگاہ کی طرف واپس مڈغاسکر کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں چمپت نے جو جیب کو ہاتھ لگایا تو وہ فقیر کی جھولی کی طرح خالی تھی۔ اس نے گنپت لال کو بتایا کہ لٹ گئے۔ چوروں کے گھر مور پڑ گئے۔ کوئی ٹھگوں کا ٹھگ ہمیں بھی لوٹ گیا۔

دوسری طرف ناگ کالے سفید جنگل سے تیزی سے اڑتا ہوا گذر رہا تھا۔ اسے اور سرخ پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ اور وہی اس کی منزل تھی۔ لیکن کالے سفید جنگل میں یہاں کا کوئی زمیندار اپنے ساتھ چند آدمی لیے شکار پر نکلا ہوا تھا اس نے جو ناگ کو باز بنا اڑتا دیکھا تو خوش ہو گیا ناگ سنہری باز کی شکل میں تھا اور اس زمانے میں یہ جانور نہایت قیمتی سمجھا جاتا تھا اور بادشاہوں کے شوق کا جانور کہلاتا تھا جنہیں بادشاہ اپنے محل میں رکھنا باعث برکت اور باعث عزت خیال کرتے تھے۔ زمیندار نے اپنے حواریوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا کیا خوب صورت سنہری باز ہے کسی صورت اسے حاصل کرنا چاہیے۔

ایک حواری نے کہا سرکار یہ تو اڑتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ بھگوان جانے اس کی منزل کہاں ہے یہ پرندہ تو کئی کئی دن اڑتا ہی رہتا ہے اور جب تک یہ بیٹھے نا جال بھی ڈالا نہیں جا سکتا۔

زمیندار نے کہا تم میں سے جو اچھا نشانہ باز ہے۔ وہ اس کے پر میں تیر مارے یہ گر پڑے گا بعد میں اس کے پر کا علاج ہو جائے گا یہ معمولی زخم ہوتا ہے لیکن پرندہ پر کی وجہ سے اڑ نہیں سکتا اور گر پڑتا ہے۔ لہٰذا اُن میں سے ایک ماہر تیر انداز نے کمان کے چلے میں تیر چڑھا کر باز کا نشانہ لیا۔

ناگ ہوشیار ہو گیا اور اس نے کہا لعنت ہے تم لوگوں کو بھی شکار کے لیے میں ہی نظر آیا ہوں۔ جوں ہی پہلا تیر اس کی طرف آیا وہ غوطہ مار کر اس سے بچ گیا۔ اب ناگ نے سوچا اگر ان سب تیر اندازوں نے اگر تیر چڑھا لیے تو بچنا مشکل ہو جائے گا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ سنسناتا ہوا ایک تیر آ کر اس کے پر میں لگا اور ناگ کو پر میں پرویا ہوا تیر لے کر اڑنا مشکل ہو گیا۔ درد کے مارے اُسے

غش آ گیا اور پھر وہ زمین کی طرف گرتا ہی چلا گیا۔ ناگ کو اس وقت ہوش آیا جب زمیندار اپنے گھر میں اس کا بازو پکڑ کر اس پر کوئی مرہم لگا رہا تھا۔ ناگ کے بازو میں سخت درد تھا۔ جاگیردار نے مرہم لگا کر اسے پنجرے میں ڈال دیا اور خود اپنے آدمیوں سے کہنے لگا۔ ایسا پرندہ سالوں بعد ہاتھ آتا ہے کیا خوب صورت شے ہے۔ دھوپ میں رکھو تو معلوم ہوتا ہے سونے کا بنا ہوا ہے۔ یہ جلدی سے اچھا ہو جائے تو میں اسے لے جا کر بادشاہ کی نذر کروں۔ ہمارا بادشاہ ایسے پرندوں کا بڑا ہی شوقین ہے مجھے امید ہے اس پرند کے بدلے میں اپنے بھائی کو چھڑوا لوں گا۔ جس سے اتفاقیہ قتل ہو گیا تھا اور بادشاہ نے اسے موت کی سزا سنائی ہے۔ مجھ سے بھائی کی جوان بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے روتے نہیں دیکھے جاتے۔ جاگیردار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ کوئی بدمعاش آدمی نہیں اس نے بادشاہ کے اہل کار کو اس لیے قتل کر دیا تھا کہ اس نے میرے بھائی کی بیوی پر بری نظر ڈالی تھی۔

حواری نے کہا چھوٹے جاگیردار صاحب نے یہ جوانوں والا کام کیا ہے۔ عزت بچانے کے لیے جان دے دینا اور لے لینا بہادروں کا کام ہے۔ تم ٹھیک کہتے ہو جاگیردار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

میری ماں بیٹے کے غم میں رو رو کر اندھی ہو گئی ہے میرا باپ چارپائی پر جوان بیٹے کے غم میں جا پڑا ہے بھاوج نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی ہے۔ میرا تو سارا گھر ہی برباد ہو گیا ہے بس اب اس پرندے پر ہی آس ہے بھگوان کرے بادشاہ اسے دیکھ کر خوش ہو جائے تو میں اس کے بدلے اپنے بھائی کو بادشاہ سے مانگ لوں ناگ پنجرے میں یہ سب کچھ سن رہا تھا اسے بہت [illegible] ہوا کہ ایک آدمی کے لیے پورا ہی خاندان موت کے منہ میں جانے والا ہے۔ اس نے سوچا اگر میرے بدلے ایک خاندان بچ سکتا ہے تو اسے بچا لینا چاہیے۔ بادشاہ کے محل سے جب جی چاہے گا چلا جاؤں گا۔ جاگیر دار روزانہ دو وقت اس کے زخم پر مرہم لگاتا رہا اور اس کے لیے اچھے کھانے بھی لا کر پنجرے میں ڈالتا رہا جس کی وجہ سے ناگ ایک ہی ہفتے میں ٹھیک ہو گیا۔ اس نے اس دوران میں چھوٹے جاگیر دار کی ہری کو بھی دیکھا نہایت ہی خوب صورت لڑکی تھی اور گلاب کے پھول کی طرح مرجھا گئی تھی۔ اس نے دو معصوم خوبصورت بچوں کو بھی دیکھا جن کو یتیمی ملنے والی تھی۔ جاگیر دار کی ماں

[illegible] بی نے جو رات بھر اپنے جوان بیٹے کے [illegible] میں گا گا کر ماتم کرتی تھی۔ چارپائی پر پڑا بوڑھا باپ [illegible] بھر مرغِ بسمل کی طرح تڑپتا رہتا تھا جو قابلِ رحم [illegible] ہی دکھ ناگ کے پاؤں کی زنجیر بن گئے تھے اس [illegible] سوچا جہاں راج کماری نے اتنے سال گزارے ہیں [illegible] دن اور سہی ان چند دنوں کی قید کے بدلے کئی انسانی زندگیاں بچ سکتی ہیں انہیں بچا لینا چاہیے۔ ناگ اب مکمل طور پر ٹھیک ہو چکا تھا اور بادشاہ کی سالگرہ بھی آ گئی تھی اور یہاں سارا گھر اس کی کامیابی کے لیے دعا کرنے لگا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں اور باپ ہیں اس لیے یہ وہ بابرکت ہستیاں ہیں جن کے ہوتے ہوئے کوئی دکھ تکلیف اور بلا اولاد تک نہیں پہنچ سکتی یہاں تک کے خداوند کریم بھی ان کی التجا کو قبول کر لیتا ہے۔ سالگرہ کے دن بادشاہ بہت خوش تھا اور اس دن ہر خاص و عام کو دربار میں آنے کی اجازت ہوئی تھی لہذا اس دن بڑے بڑے عہدے داروں اور جاگیر داروں نے بادشاہ کے حضور اپنی حیثیت کے مطابق تحائف پیش کیے۔ بادشاہ آج بہت خوش تھا اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جاگیر دار نے بھی پنجرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مین بند سنہری باز پیش کیا۔ بادشاہ تخت سے اٹھ کھ
ہوا اور باز کو دیکھ کر چلا اٹھا لاجواب ہمارے محل
میں اس قسم کے پرندے کی کمی تھی پھر بادشاہ نے جاگیر
سے کہا۔

تمہارے تحفے سے ہم بہت ہی خوش ہوئے یہ ایک
نایاب اور نادر پرندے۔ ہم سے کچھ مانگو بھگوان کی قسم
اس پرندے بدلے میں جو مانگو گے ہم دیں گے۔

جاگیر دار نے کہا تو جان کے بدلے جان عنایت کر دیجئے
میرے بھائی کو قتل کے الزام میں سزائے موت کا حکم ہے
اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کرتے ہوئے اسے
معاف کر دیجئے۔

بادشاہ نے کہا مجھے منظور ہے تم نے اس پرندے کی
بہت کم قیمت مانگی ہے ہم تو اس سے کہیں زیادہ دینے
تیار تھے۔

جاگیر دار نے کہا بادشاہ سلامت میری نظر میں میرے
بھائی کی زندگی دنیا جہان کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

بادشاہ نے اسی وقت داروغہ جیل کو طلب کیا اور
حکم دیا ملزم جگدیش چندر کو اسی وقت رہا کر دیا جائے۔
ناگ سن کر بے انتہا خوش ہوا۔

گیر دار کے بھائی کو رہا کر دیا گیا اور دونوں بھائی بادشاہ
ادا کرتے ہوئے یہاں سے روانہ ہو گئے۔ سنہری باز
میر شکاری کے سپرد کر دیا گیا۔ اس نے ناگ
ایک نہایت ہی قیمتی سنہرے پنجرے میں دوسرے
وں کے کمرے میں بند کر دیا جہاں عجیب و غریب
صورت پرندے بند تھے۔ لیکن رات کے وقت یہ
باز ایک باریک سانپ بن کر پنجرے میں نکل کر
آ گیا اس نے لوٹ لگائی اور پھر اس ڈر سے کہ
کوئی اور شوقین شکار نہ کر لے ایک بڑا سا گدھ
کر ہوا میں اڑ گیا۔ ناگ رات بھر اڑتا رہا اس نے
سفید جنگل پار کر کے صبح کے وقت لال پہاڑوں کے
میں قدم رکھ دیا اور سب سے بلند سرخ پہاڑی کی چوٹی
کر لوٹ لگائی اور انسان بن گیا۔ یہاں اس نے دیکھا
سفید ریش بزرگ سفید عمامہ اور سفید ہی کپڑے پہنے
کی کھال پر بیٹھے ہاتھ میں تسبیح لیے کچھ پڑھ رہے ہیں۔
چپ چاپ قریب جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد
ں نے اپنا وظیفہ ختم کر کے آنکھیں کھول دیں اور
گ کو دیکھ کر مسکرائے اور کہا سارے خاندان کو تباہی سے
انے کے صلے میں باری تعالیٰ تم سے بہت خوش ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کو بچانے والی خود وہی ذات ہے صرف تمہیں نیت کا صلہ مل رہا ہے۔ وہ جن مسلمان ہے اور عبادت بھی ہے لیکن اس سے صرف یہی ایک غلطی ہوئی ہے کی سزا خود حق تعالیٰ نے تجویز کی ہے جو مجھے معلوم پھر انہوں نے ہاتھ اوپر کیا ایک ریشمی ڈوری کا لچھا میں آ گیا بزرگ نے یہ ڈوری ناگ کو دیتے ہوئے جب جن کی مشکیں بند جائیں تو ڈنڈے سے کہنا لو اب تیری باری ہے۔ یہ ڈنڈا اس جن پر برسنا شروع جائے گا۔ خدا جانے یہ سزا اس جن کو کب تک ملتی گی۔ تم راج کماری کے دھڑ کو سر کے ساتھ جوڑ کر راج کماری خدا کے حکم سے اُٹھ جا۔ وہ اُٹھ جائے جو جادو کے الفاظ راج کماری کو یاد **ہیں** وہ جن نے بتائے ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کو جب پڑھا جائے تو سے ملنے کی بجائے جن کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ غار راج کماری کے پاس کوئی موجود ہے۔ تم پہلے وہی الفاظ ادا کرنا تاکہ جن آ جائے اور اس کی سزا شروع جائے۔

ناگ نے بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور دعا لیتا ہوا ڈنڈے اور ریشم کی رسی کے ساتھ وہاں سے

ہوا۔ پہاڑ سے اترتے وقت اس نے سوچا یہ اور ڈنڈا لے کر وہ کیسے پرواز کرے گا۔ اسی سوچ وہ نیچے آ گیا جہاں ایک سفید گھوڑا جس پر کاٹھی ہوئی تھی تیار کھڑا تھا۔ ناگ خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ سفر کا انتظام خود ہی کر دیا ہے۔ ناگ خدا کا نام لے ڈنڈے کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ گھوڑے تھوڑی دور دوڑ لگائی پھر اس کے پَر نکل آئے اور سے ہوا میں اڑتا ہوا دنوں کا سفر گھنٹوں میں کرتا جن کی غار کے باہر آ اترا۔ جب ناگ اُتر گیا گھوڑے نے کہا:

اے نیک انسان میں گھوڑا نہیں جن ہوں اور اُسی بزرگ کا خادم ہوں۔ انہیں تمہاری مجبوری کا علم ہو گیا تھا۔ لہٰذا حکم دیا گھوڑا بن کر تمہیں منزل تک پہنچا آؤں۔ میں موجود ہوں تمہیں اور راج کماری کو اس کے شہر پہنچا واپس لوٹ آؤں گا۔

ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ سفر کا مسئلہ بھی حل ہو پھر وہ بدر منیر کی قبر کے پاس گیا جہاں راج کماری پڑا تھا۔ اسے اٹھایا اور راج کماری کے پاس آ گیا کے آنسو اب بھی آبشار میں مل کر سنہری موتی بن رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راج کماری نے ناگ کو دیکھا تو مسکرا دی۔
ناگ نے کہا بہن آزادی مبارک ہو اب جلدی
ہم یہاں سے تمہارے شہر روانہ ہو جائیں گے اور جن
کیے کی سزا بھگتتا رہے گا۔ پھر ناگ نے راج کماری
دھڑ سر کے ساتھ رکھ دیا اور کہا راج کماری خدا کے
سے اُٹھ۔ راج کماری کا سر دھڑ سے جڑ گیا اور وہ
کر بیٹھ گئی۔

راج کماری نے حیران ہو کر پوچھا تم نے بغیر جادو
الفاظ ادا کیے مجھے زندہ کر دیا۔

ناگ نے کہا میں نے تمہیں خدا کے حکم سے ت
ہوئی ہو میں تو ایک گنہگار انسان ہوں مجھ میں بھلا
طاقت کہاں ہے۔ تمہیں جن نے دھوکے میں رکھا
تھا وہ جادو کے الفاظ دراصل جن کو اطلاع دینے
لیے تھے جن کے پڑھنے سے جن کو اطلاع ہو جاتی
کہ غار میں کوئی آ گیا ہے۔

راج کماری نے کہا اب اسے بلانے کی کیا ضرو
ہے چلو یہاں سے نکل چلیں۔

ناگ نے مسکرا کے کہا جن کی سزا میرے پاس
اور مجھے حکم ہوا ہے۔ اس کی سزا شروع کیے بغیر نہ

ادا تم خود ہی وہ جادو کے الفاظ دہرا دو جن کا بادیا
شہزادی نے مونہہ میں وہی جادو کے الفاظ دہرا
دیئے۔ پھر تو غار میں زلزلہ آ گیا اور چاروں طرف سے
ناگ آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ زور سے آندھی
شروع ہو گئی اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ہی دھواں
میں داخل ہوا اور یہ دھواں جن کی شکل اختیار کر گیا۔
نے ناگ اور راج کماری کو دیکھا اور غضب ناک
گیا اور چیخ کر کہا زمین پر رینگنے والے کیڑے تیری یہ
ت میں تجھے کچا ہی کھا جاؤں گا۔

ناگ نے کہا بڑا سخت گوشت ہے دوست میرا لے
کے کھانا ورنہ پیٹ میں درد ہو جائے گا۔

جن نے کہا او کیچوے تو میرے مونہہ آتا ہے۔ جونہی
آگے بڑھا ناگ نے ریشم کی رسی اچھال کر کہا: "اپنا کام
شروع کر دے"؛ رسی جن کے جسم کے گرد لپٹ گئی اور
اس کی مشکیں کس دیں۔ جن نے بہت زور لگایا پھر رسی
ٹوٹ سکی۔ پھر ناگ نے کہا جن بھائی ناراض نہ ہوں
میں یہاں سے جانے سے پہلے آپ کی تواضع ضرور کروں گا
کیا ہوا تم میرا کچا گوشت نہ کھا سکے۔ پھر ڈنڈا اچھال کر کہا۔
لے بھئی اب تیری باری ہے؛ پھر کیا تھا ڈنڈا جن پر برسنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رفوچکر ہو گیا۔
ناگ نے کہا تمہیں دوست کچھ کھلا کر ہی جانا
کوئی اور چیز نہ سہی مار ہی سہی اب عمر بھر کھاتے ر
اور پیٹ بھرتے رہو۔ ڈنڈا جن کے جسم پر برس رہا تھا
جن چیخیں مار رہا تھا۔
ناگ نے ہنس کر راج کماری سے کہا چلو یہ تو
پھر اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ دونوں باہر آئے گھوڑا
موجود تھا۔
ناگ نے کہا میرے ساتھ ہی بیٹھ جاؤ پہلے ناگ گھو
پر سوار ہوا پھر اس نے راج کماری کو سوار کروایا ا
گھوڑے کو حکم دیا ہمیں ہندوستان کے شہر کاشی لے چل
گھوڑا تھوڑی دور دوڑا پھر اس کے پر نکل آئے۔ راجکما
حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ گھوڑا ہوا میں پرواز کر گ
خدا کی قدرت دیکھئے جب اوپر ہوائی گھوڑا پرواز کرتا
ہندوستان کے شہر کاشی کی طرف جا رہا تھا اس وقت
نیچے سمندر میں ماریا کا جہاز ہندوستان سے مڈغاسکر کی طر
جا رہا تھا۔ راج کماری اور ناگ کو سمندر میں تیرتا ہوا جہ
کھلونے کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن ناگ کو یہ پت
نہیں تھا اس کھلونا نما جہاز میں اس کی بہن مخالف سم

جا رہی ہے۔ ویسے ناگ کو اب عنبر اور ماریا
اور آ رہے تھے کہ خدا جانے وہ کس ملک میں
اور اب کب ان سے ملاقات ہو گی۔ اس وقت
ہی جہاز میں مڈغاسکر کی طرف جاتے ہوئے دونوں
ئیوں کے متعلق سوچ رہی تھی۔ جو چند دن بھی ساتھ نہ
تھے اور پھر بچھڑ گئے تھے۔ ہوائی گھوڑا ایک دفعہ
زمین کی طرف اترا ناگ نے چونک کر دیکھا مندروں
کلس سورج کی شعاعوں سے چمک رہے تھے اور شہر
گنگا ندی چاندی کی نہر کی طرح سے بہہ رہی تھی جس
بادبانی کشتیاں کھلونوں کی طرح سے گھومتی نظر آ رہی
تھیں۔ گھوڑے نے شہر کے ایک ویرانے حصے میں دونوں
زمین پر اتار دیا ناگ اور راج کماری دونوں گھوڑے
اتر گئے۔ گھوڑے نے ناگ سے کہا۔ اب مجھے اجازت
۔ راج کماری نے حیرت سے گھوڑے کو بولتے ہوئے
دیکھا۔
ناگ نے کہا بابا جی سے میرا سلام کہہ دینا۔
گھوڑا اجازت لے کر تھوڑی دور دوڑا اور پھر ہوا میں
پرواز کر گیا۔
راج کماری نے کہا ناگ بھائی یہ بولنے اور اڑنے والا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھوڑا آج ہی دیکھا ہے۔

ناگ نے کہا یہ گھوڑا نہیں ہے جن ہے اور انہیں کا مرید ہے جنہوں نے رسی اور ڈنڈا دیا تھا۔ یہ دونو شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ راج کماری کے ماں با ناامید ہو چکے تھے کہ اب ان کی بیٹی انہیں کبھی نہ سکے گی۔ راج کماری کے شوہر سریش چندر کے باپ راجا رام سروپ کے وزیر بھی تھے اور جن کا نام چند بہادر تھا، نے بہت کوشش کی کے سریش چند شادی کر لے یہاں تک کے راجا نے بھی اجازت دے لیکن سریش چندر نے کہا اس کی شادی راج کماری چندر سے ہو چکی ہے اور وہ دوبارہ شادی نہیں کروائے گا۔ راجا بادشاہ کو بیٹی کی آمد کا علم ہوا تو خوشی سے باغ باغ ہو گیا اسی وقت سریش چندر اور امی چند بہادر بھی اطلاع پہنچا دی گئی۔ جلد ہی سب پہنچ گئے اور شادی کا جشن جو ادھورا رہ گیا تھا زبردست طریقے منایا گیا۔ راجا نے ناگ کو انعام و اکرام سے نوازنا لیکن ناگ نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اسے غریبوں، یتیم اور بیواؤں میں بانٹ دیں جس خدمت کی قیمت وصو کر لی جائے وہ خدمت نہیں لالچ میں شمار ہونے لگتی

اگ نے دو نہایت قیمتی لعل ایک راج کماری چندرمکھی دوسرا سریش چندر کو نذر کیا۔ جسے سب دیکھ کر دنگ گئے۔ راجا اور وزیر نے اتنا قیمتی لعل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ناگ نے زمین کے اندر سے کسی راجا کے خزانہ سے انے کے سانپ سے حاصل کیا تھا پھر ناگ نے راجا اجازت لی اور یہاں سے روانہ ہو گیا!!

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ورجینیا اور بلیک لائن

ادھر عنبر فیڈرک اور اس کی ماں کے ہاں سے
ہو کر شہر میں گھومنے کے لیے نکل پڑا۔ وہ گھوم
ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا چاہتا تھا جو طوفان میں
سے بچھڑے ہوئے ابھی تک نہ ملے تھے اور نہ ہی
چلتا تھا کہ وہ کس ملک یا کس شہر میں ہیں۔ عنبر
اب یہاں آ ہی گیا ہوں تو لگے ہاتھوں اس شہر
ان کو تلاش کر لوں۔ وہ انہیں خیالوں میں کھویا ہوا
سے گذر رہا تھا کہ اسے شور و غل کی آوازیں سنائی
اس نے چونک کر دیکھا تو لوگ بھاگتے ہوئے اسی
آ رہے تھے وہ ایک طرف ہٹ کر حیرانی سے سوچ
کہ کیا ماجرہ ہے پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس کی سمجھ
آ گیا ایک فائٹنگ بل کھل کر منڈی میں بازار میں
اور یہاں آدمیوں کی بھیڑ میں خون خوار ہو کر لوگوں
پیچھے بھاگ رہا تھا۔ زمانہ قدیم میں سپین کے ملک میں

میں ہسپانیہ کہا جاتا تھا۔ بل فائٹنگ کا بڑا رواج
... بیلوں کی ایک خاص قسم پائی جاتی ہے جن کے
... کی طرف جانے کی بجائے ماتھے کی طرف اُگے
... ہوئے ہوتے تھے لوگ ان کو پال کر باقاعدہ لڑائی
... تیار کرتے تھے۔ یہ بیل سرخ کپڑا دیکھ کر خونخوار
... تھے ان کو بچپن سے ایسا ہی سدھایا جاتا تھا۔
... ہونے کے بعد باقاعدہ ارینے میں لوگ بڑی
... خرچ کر کے یہ مقابلے دیکھنے آتے۔ ارینا کے
... ایک میدان ہوتا جس کے چاروں طرف لوہے کے
... ہوتے تھے اور ان جنگلوں سے باہر نیچے سے اوپر
... چاروں طرف سیڑھیاں بنی ہوتی تھیں۔ جہاں لوگ بیٹھ
... دیکھا کرتے تھے۔ لڑنے والے کے ہاتھ میں ایک
... کپڑا ہوتا تھا اور اس کے مقابل بُل چھوڑ دیا جاتا
... سرخ کپڑا دکھاتا اور بُل خون خوار ہو کر اس پر
... اور وہ آدمی اس کا وار بچا جاتا یہ سلسلہ ایک
... وقت تک قائم رہتا جس میں کبھی لڑاکا آدمی بُل
... نکیلے سینگوں اور اس کے انتقام کا نشانہ بن کر مارے
... یا پھر بُل کو تھکا دینے والا جوان جیت جاتا جب
... تھک کر مونہہ موڑ کر واپس بھاگ جاتا۔ اسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قسم کا ایک بیل آزاد ہو کر بازار میں آ گیا تھا اور ا
اس سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ کئی بے چارے ا
کے سینگوں کا نشانہ بن گئے تھے۔

عنبر نے دیکھا ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کے سا
سات آٹھ سالہ بچی سرخ فراک پہنے چلی آ رہی تھی
وہ آدمی بھی لاعلمی میں بھیڑ میں پھنسا ہوا تھا جب
تو اس نے دیکھا ایک خون خوار پلا ہوا بیل تیزی
اس کے قریب سے گذر گیا اور چند قدم کے فاصلے
جا کر رُک گیا۔ سرخ رنگ کے فراک نے اسے اور
کر دیا اور وہ پلٹ کر بچی پر حملہ کرنے بھاگا۔ باپ
مونہہ سے چیخ نکل گئی۔ عنبر یہ سب کچھ دیکھ رہا
ادھر بیل بھاگ کر لڑکی کی طرف بڑھا دوسری طرف عنبر
لمبی جست لگائی اور بیل اور لڑکی کے درمیان میں آ گیا
نے لڑکی اور اس کے باپ کو پرے دھکیل دیا۔ اور
بیل کے دونوں سینگوں کو پکڑ لیا۔ لوگ دور دور کھڑے
تماشہ دیکھنے لگے۔ اب کبھی بیل عنبر کو سینگوں پر اٹھا
دور تک لے جاتا اور کبھی عنبر بیل کو دھکیلتا ہوا مخالف
میں دور تک لے جاتا۔ لوگ دلچسپی سے اونچے اونچے
پر کھڑے تماشہ دیکھنے لگے اور بعض نے تو باقاعدہ

ں ہی شروع کر دیں ایک دھڑا کہتا بیل اس آدمی کو
دے گا۔ دوسرا دھڑا کہتا سو سونے کے سکے شرط
کہ یہ آدمی بیل کو ختم کر دے گا۔ عنبر مقابلے میں
ت تھا لیکن یہ آوازیں اس کے کان برابر سن رہے
اور وہ انسان کی بے حسی پر ماتم کر رہا تھا جو زندگی
وت کے کھیل میں دوسرے کی مدد کرنے کی بجائے
یں لگا رہے تھے۔ عنبر کو تو خیر یقین تھا یہ بیل اس کا
نہیں بگاڑ سکتا مگر وہ سوچ رہا تھا اگر کوئی معمولی
دمی ہوتا تو یہ لوگ کیسے پتھر دل ہیں آدمی کی جان
نے کی بجائے۔ خوش ہو رہے ہیں، تالیاں بجا رہے
اور شرطیں لگا رہے ہیں۔ یہ کھیل تھوڑی دیر چلتا
اور آخر عنبر نے بیل کی گردن کو اپنی گرفت میں لے
ے توڑ دیا اور بیل زمین پر چاروں شانے چت
کر تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اب عنبر نے غصے سے
ط لگانے والے دونوں دھڑوں کو دیکھا۔

عنبر نے حقارت سے ان کی طرف تھوک دیا۔

بچی کا باپ اسے ایک طرف لے گیا اور اس کا شکریہ
ادا کرتے ہوئے کہنے لگا۔

بہادر انسان میرے پاس تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الفاظ نہیں ہیں تم نے بن ماں کی اس بچی کو بچا کر
پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

عنبر نے بچی کو گودی میں لے کر پیار کرتے ہو
کہا کیا اس کی ماں مرگئی ہے۔

آدمی نے دکھی انداز میں کہا ایسا نہ کہو خدا اُ
میری عمر بھی دے دے میں ہی بدنصیب ہوں جس
بازی جیت کر بھی ہار دی ہے۔

عنبر نے کہا میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔

آدمی نے کہا دوست دکھ بھری داستان ہے بیان
ہوں تو پھر زخم ہرا ہو کر لہو دینے لگتا ہے میں تم
درخواست کروں گا یہاں سے تھوڑی دور میرا گھر ہے
کبھی میری محبوب بیوی ورجینیا، میں اور یہ ننھی بچی
تھے لیکن آج میں اور یہ اس کی نشانی ننھی گڑیا دونوں
رہ گئے ہیں میرے ساتھ چلو تمہاری خدمت کر کے
انتہائی خوشی ہو گی پھر میں تمہیں اپنی دکھ بھری کہانی
سناؤں گا۔ میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔

عنبر سوچ میں پڑ گیا ننھی بچی جسے وہ گود میں اٹھا
ہوا تھا، نے پیار سے کہا۔

چلو نا انکل، ڈیڈی رات بھر روتے رہتے ہیں ممی

کر کے، مجھے بھی ممی بہت یاد آتی ہیں انکل۔

عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے کہا میں
چلوں گا بیٹا مجھ سے ہو سکا تو تمہارا دکھ بھی بانٹ
وں گا۔

بچی نے پیار سے ماتھے کا بوسہ لیتے ہوئے کہا میرے
انکل بہت بہت شکریہ اور عنبر نے اسے سینے سے
لیا جب کے بچی کا باپ رو دیا۔

عنبر نے کہا صبر کرو بھائی میں تمہارے ساتھ چل رہا
مجھے بتاؤ اگر میں کوئی خدمت کر سکا تو خدا کی قسم
بے انتہا خوشی ہو گی۔

پھر عنبر، بچی کا باپ، جس کا نام جارج تھا اور یہ بچی
کو سویٹی کہتے تھے تینوں ایک چھوٹے لیکن صاف
ے اور خوب صورت مکان میں داخل ہوئے۔ سورج
ب ہو چکا تھا لہذا جارج نے بستر پر کھانا لگا دیا۔

عنبر نے کہا جارج تم نے خوامخواہ تکلیف کی ہے
بھوک نہیں۔

سویٹی نے کہا انکل کھاؤ، تم نہیں کھاؤ گے تو میں
کھانا نہیں کھاؤں گی پھر نوالے بنا بنا کر عنبر کو اپنے
سے کھلانے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کو بچی کا یہ انداز بہت پیارا لگا اور اس نے کہا۔ بیٹی تم خود کھاؤ میں اپنے ہاتھوں سے کھاؤں گا اور جب تک کھو گی کھاتا رہوں گا پھر جارج، سویٹی اور عنبر نے کھانا کھایا اب اسی کمرہ میں جہاں دونوں باپ بیٹی سوتے تھے۔ جارج نے عنبر کے لیے ایک پلنگ لگا دیا اور سویٹی سے کہا بے بی تم نے صبح جلدی اُٹھنا ہے بیٹا سکول جانے کے لیے اب سو جاؤ۔

بے بی نے کہا ڈیڈی میں سو گئی تو انکل چلے جائیں گے۔

عنبر نے کہا نہیں بیٹی بھلا تم سے ملے بغیر انکل کیسے جا سکتا ہے انکل تو اپنی بیٹی کے حکم کے بغیر ہل بھی نہیں سکتا۔ تمہارے ڈیڈی ٹھیک کہہ رہے ہیں اب سو جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہیں نہیں جاؤں گا۔

سویٹی نے عنبر سے کہا گڈ نائٹ انکل اور کمبل اوڑھ کر سو گئی۔

تھوڑی دیر جارج بچی کے سو جانے کا انتظار کرتا رہا عنبر سمجھ گیا تھا کے جارج بچی کے سامنے اپنی داستان بیان نہیں کرنا چاہتا اس لیے وہ بھی انتظار کرتا رہا کیونکہ عنبر کو تو نیند آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر جب

جارج نے محسوس کر لیا کے بچی سو گئی ہے تو اُس نے عنبر سے کہا۔

بھائی ورجینیا میری وہ محبوب بیوی ہے جس کے لیے میں نے اپنے باپ کی لاکھوں روپے کی جائداد چھوڑ دی۔ وہ میری شادی اپنی بھتیجی کیتھورائن سے کرنا چاہتے تھے لیکن میں اور ورجینیا دو قالب اور ایک جان ہو چکے تھے۔ ورجینیا ایک غریب لڑکی تھی اور بے سہارا تھی میں نے اسے سہارا دیا اور میرے باپ نے مجھے حکم دیا اگر میں نے ورجینیا کے ساتھ شادی کر لی تو مجھے عاق کر دے گا لیکن مجھے ورجینیا کے بدلے دنیا جہان کی دولت ہیچ لگتی تھی میں نے اس سے شادی کر لی اور اپنی تمام جائداد پر ٹھوکر مار کر اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آ بسا۔ ہم دونوں میں بے انتہا محبت تھی ایک دوسرے کے بغیر رہ نہیں سکتے تھے ہمارے گھر سویٹی ہوئی اور ہماری خوشی اور دوبالا ہو گئی لیکن تقدیر کو ہماری یہ خوشی ایک آنکھ نہ بھائی۔ سویٹی ابھی چھوٹی ہی تھی کے ایک تاریک رات کو مشہور ڈاکو نے ہمارے گھر کو گھیر لیا یہاں سے دور پہاڑوں میں جو وادی ہے اسے لوگ موت کی وادی کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیوں کہ یہی وادی ان ڈاکوؤں کا ٹھکانہ ہے اس گروہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا سردار بلیک لائن بڑا ہی ظالم ہے۔ اس تاریک رات کو بلیک لائن اور اس کا گروہ کہیں سے لوٹ مار کرکے لوٹ رہے تھے کہ ان کو پیاس لگی میرا مکان قریب دیکھ کر انہوں نے دروازے پر دستک دی میں نے کنڈی کھول دی اور بلیک لائن کو دیکھ کر خوف سے میرا رنگ زرد ہو گیا۔

بلیک لائن نے کہا فکر نہ کرو تم جیسے کنگلے کے گھر پر رکھا ہی کیا ہے جسے ہم لوٹیں گے۔ ہمیں پانی پلاؤ۔

میں ایک بالٹی پانی کی اور گلاس لے کر باہر گیا۔ ورجینیا نے مجھ سے پوچھا کون ہے مجھ پر خوف سے کپکپی طاری تھی کوئی جواب نہ دے سکا اور ورجینیا میرے پیچھے باہر آ گئی۔ ورجینیا بہت خوبصورت تھی اور بلیک لائن کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ ورجینیا کو دیکھ کر ہنسا اور مجھ سے مخاطب ہوا میں نے غلط کہا تھا کہ تم کنگلے ہو جہاں اس قسم کا کوہِ نور ہیرا ہو وہ غریب کا گھر نہیں ہو سکتا۔ ورجینیا بھی ڈر کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ پھر بلیک لائن نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور ورجینیا کو اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا لیا۔ میں آگے بڑھا تو اس نے

مجھے ٹھوکر مار کر گرا دیا اور ورجینیا کو لے کر چلا گیا۔

عنبر نے کہا تم نے قانون کا سہارا کیوں نہ لیا۔

جارج نے غمگین قسم کی مسکراہٹ سے کہا تم بلیک لائن کے متعلق نہیں جانتے دوست موت کی وادی میں تو قانون بھی جاتے خوف کھاتا ہے۔ میری فریاد گنبد کی صدا ثابت ہوئی اور میں آج تک ورجینیا کی صورت کو ترس گیا ہوں مجھے زندگی سے پیار نہیں لیکن سوئٹی کے لیے جی رہا ہوں۔

عنبر نے کہا مجھے تمہاری داستان سن کر بہت دُکھ ہوا دوست میں سوئٹی کے لیے ورجینیا کو اُن ڈاکوؤں سے چھین لاؤں گا۔

جارج نے دُکھ کے ساتھ کہا اگر وہ زندہ ہوئی تو۔

عنبر نے کہا موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے، لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اس موت کی وادی میں قانون جائے نہ جائے میں ضرور جاؤں گا۔ ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہی میرا ایمان ہے صبح سوئٹی جب سکول چلی جائے گی میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اس کے سامنے گیا تو ضد کرے گی اور اس کی معصوم ضد کے سامنے میرا حوصلہ جواب دے جائے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جارج نے کہا دوست تم نے پہلے ہی مجھ پر جو احسان کیا ہے وہی کیا کم ہے۔ میں تمہیں اپنی مصیبت کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتا تم تنہا موت کی وادی کا رخ نہ کرنا تم نے صرف اس کا نام سنا ہے وہاں تو قدم قدم پر موت کا پہرہ ہے تم جیسے اچھے آدمی کو زندہ رہنا چاہیے تمہیں وہاں جانے کا مشورہ دینا خود غرضی ہے۔

عنبر نے کہا تم میری فکر نہ کرو ہمارے سامنے تو موت بھی بے بس ہو چکی ہے۔

صبح سویٹی بیدار ہوئی تو سب سے پہلے اس نے اپنے ڈیڈی سے انکل کے متعلق پوچھا۔

عنبر نے کہا بیٹی میں یہاں ہوں میں نے وعدہ کیا تھا تا اپنی بیٹی سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا۔

سویٹی نے کہا انکل ایک وعدہ اور کریں آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔

عنبر نے کہا بیٹی مجھے چند روز کے لیے جانا پڑے گا۔ مجھے امید ہے میرے جانے کے بعد تم اپنے ڈیڈی کو تنگ نہ کرو گی پھر جب میں لوٹ کے آؤں گا تو اپنی بیٹی کے لیے ایک بہت اچھی چیز تحفے میں لاؤں گا۔

سویٹی نے کہا اچھا انکل لیکن آیئے گا ضرور چاہے تحفہ نہ بھی لائیں۔

عنبر نے کہا تحفہ بھی لائیں گے اور خود بھی آئیں گے پھر سویٹی نے ضد کر کے عنبر کو اپنے ساتھ ناشتہ کروایا اور عنبر کا ماتھا چوم کر خدا حافظ کہہ کر اپنے ڈیڈی کے ساتھ سکول چلی گئی عنبر نے یہاں سے نکل کر جارج کے بتائے ہوئے رستے پر چل دیا جو موت کی وادی کی طرف جاتا تھا۔

○

مڈغاسکر میں جانکی دیوی کی ایک بہت بڑی حویلی تھی۔ ال زمینیں اور جائداد تھی اور پورے گاؤں کی مالک تھی۔ ستیش کو اپنے ساتھ بگھی میں بٹھا کر جانکی نے تمام اپنی جائداد اور زمینیں دکھائیں اور ہر ایک سے ملوایا اور کہا کہ اس کا بیٹا مل گیا ہے۔ سب لوگ اس بات سے خوش تھے کہ مالکن کا بیٹا مل گیا ہے ہر طرح سے مبارک باد دی کے پیغامات وصول ہو رہے تھے۔ ستیش سے زیادہ دونوں ٹھگ خوش تھے کہ ان کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا ہے۔ ماریا نے اپنا ٹھکانہ ان ہی دونوں ٹھگوں کے کمروں میں بنا لیا تھا۔ جانکی دیوی کی خوشیاں دیکھ کر ماریا کا دل چاہتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاش ستیش اس بڑھیا کا اصلی بیٹا ہوتا۔ ماریا حیران تھی آخر… دولت مند اور عقل مند بڑھیا نے اتنی جلدی ستیش کو ا… بیٹا مان کیسے لیا۔ اور یہی مشورے ٹھگوں میں ہوتے… کے صرف اتنی سی بات سے کہ ستیش کے بازو پر چند… کا نشان موجود ہے بڑھیا نے یقین کر لیا کہ یہ اس کا… بیٹا ہے۔

چمپت لال نے کہا گنپت لال اب اس چکر کو چھوڑ… اور بچے جمورے سے کہو تمام جائداد کا لین دین اور… کی چابیاں اس کے ہاتھ آ گئی ہیں کچھ گرو دکشنا تو دے… سات مہینے سے ایک پھوٹی کوڑی وصول نہیں ہوئی تھ… مال ملا بھی تو کسی ہمارے ہی استاد نے ہاتھ دکھا دیا۔

ماریا یہ سن کر مسکرا دی۔

گنپت لال نے کہا آج ہی ستیش حویلی سے باہر جا… تو ذکر کروں گا اور تم بھی تو بڑھیا کو کہو بیٹا اسے ہمدی… سے ملا ہے کچھ رقم تو دے ہمیں۔

چمپت لال نے کہا تم نے تو میرے مونہہ کی با… چھین لی میں آج ہی بڑھیا سے بات کروں گا۔

ستیش آج پہلی مرتبہ زمینوں کے لگان کی وصولی… لیے نکلا تھا۔

…ڑھیا کو لاوارث اور کمزور جان کر کئی کسانوں نے …ان کی رقم دبا رکھی تھی۔ ساتھ ہی گنپت لال بھی ہو لیا …راستے میں جب کسانوں کو پتہ چل گیا کہ بڑھیا کا …آگیا ہے اور وہ بزور بازو بھی لگان وصول کرے گا …انوں نے پچھلی رقم کی تھیلیاں ستیش کو پیش کرنی شروع …یں اور شام ہونے تک ستیش نے کافی رقم جو …ان دبائے بیٹھے تھے۔ وصول کر لی۔

…قم کو دیکھ کر گنپت لال کے مونہہ میں پانی آ رہا …ر اس نے موقع دیکھ کر ستیش سے ذکر کیا کہ …ہمارا بھی حق ہے ان تھیلیوں میں سے دو چار غائب …کر لو تو تمہیں کون پوچھنے والا ہے۔

لیکن ستیش نے کہا بڑھیا نہ بھی پوچھے تو استاد پوچھنے …اوپر تو بیٹھا ہے ذرا مجھے قدم تو جما لینے دو۔ جب ڈوبی …ی رقموں کی وصولی کر کے میں دیوی ماں کو دوں گا تو …ہ پھر مجھ پر بھروسہ ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے آزما …ی ہو گرم گرم کھانے سے مونہہ جل جاتا ہے یہ جواب سن …گنپت لال اپنا سا مونہہ لے کر رہ گیا۔

…دوسری طرف بڑھیا کو خوش دیکھ کر چمپت نے کہا۔

دیوی جی اب ستیش بابو گھر آ گئے ہیں لیکن آپ نے ہماری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خدمت کا انعام ابھی تک نہیں دیا حالانکہ ستیش بابو کے بارے میں بتانے والے ہم ہی لوگ ہیں۔

جانکی نے کہا وہ تو ٹھیک ہے۔ چمپت لال جی تمہیں تو معلوم ہے میں تجوری کی چابیاں بھی بیٹے کے سپرد کر چکی ہوں اب تم انعام بھی اسی سے مانگو مجھ بڑھیا کے پاس کیا رکھا ہے۔

سوکھا جواب سن کر چمپت لال کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے دل ہی دل میں کہا کوئی بات نہیں بڑھیا تجھے کیا پتہ ہے کہ تیرے گھر میں نقب لگانے والا ہمارا ہی ہاتھ ہے سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلتا تو اسے ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑتا ہے۔ رات کو جب دونوں بھائی اپنے کمرے میں ملے تو گنپت لال نے کہا:

ستیش تو چکنا گھڑا ہے ہاتھ ہی رکھنے نہیں دیتا کہتا ہے تھوڑا انتظار کرو حالاں کہ آج اس نے ڈوبی ہوئی خاصی رقم وصول کی ہے چاہتا تو ایک دو تھیلیاں ہمارے حوالے کر سکتا تھا تم سناؤ بڑھیا کیا کہتی ہے۔

چمپت نے جواب دیا کیا کہتی ہے سنو گے تو تمہارے تن بدن میں بھی آگ لگ جائے گی حرافہ کہتی ہے میں نے تو تجوری کی چابیاں ستیش کو دے دی ہیں اس سے جو چاہو

لو۔

ماریا نے یہ سب سنا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔

گنپت نے کہا تو کیا خیال ہے گھی اگر سیدھی انگلی نہیں تو ذرا ٹیڑھی کر لیں۔

چمپت نے کہا ابھی نہیں ستیش کا خیال ٹھیک ہے تھوڑا انتظار کر ہی لینا چاہیے۔

ماریا نے دل میں کہا بچو تم تو اب ساری زندگی انتظار کرتے رہو گے۔

اب ماریا نے سوچا چل کر ماں بیٹے کی باتیں بھی سننی [illegible] وہ جانکی دیوی کے کمرے کی طرف گئی یہاں جانکی کے [illegible] ستیش نے تھیلیاں رکھی ہوئی تھیں اور کھاتے نکال کر حساب اسے سمجھا رہا تھا۔

جانکی نے کہا اب مجھے کیا بتاتا ہے دولت تیری ہے۔ [illegible] چاہے خرچ کر جہاں جی چاہے رکھ ہاں وہ چمپت [illegible] انعام مانگ رہا تھا میں نے کہہ دیا کہ ستیش سے [illegible] میں نے چابیاں اس کے سپرد کر دی ہیں۔

[illegible] ہنسنے لگا اور پھر ماں کی گودی میں لیٹ کر کہنے لگا [illegible] لوگ اب بھی مجھے نقلی ستیش ہی سمجھ رہے ہیں [illegible] کہہ رہے تھے۔ ایک دو تھیلیاں گرد دکشنا کی ہمیں دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو ـــــ!

بڑھیا نے کہا یہ ٹھگ سے زیادہ تو مجھے پاگل لگ
ہیں یہ نہیں سمجھتے ہیں نے اطمینان کرنے کے بعد ہی چا
ستیش کے حوالے کی ہیں وہ تمہیں اب بھی لاوارث اور
بچہ سمجھ رہے ہیں جسے انہوں نے یتیم خانے سے لاکر
کے مندر میں بٹھا دیا تھا۔

ماریا حیران ہو کر سننے لگی۔

ستیش نے کہا ماں میری سمجھ میں نہیں آتا دھرم مندر چا
نے ایسا کیوں کیا۔

جانکی نے کہا وہ تیرے باپ کے زمانے سے ہمارا
منیم تھا تیرے باپ کے مرنے کے بعد اس نے خوب
کیا میں نے جب حساب کتاب دیکھا تو مجھے اس کی بے ایما
کا پتہ چل گیا اور میں نے اسے نکال باہر کیا تو ابھی چھوٹا
اور باہر باغیچے میں کھیل رہا تھا یہ ظالم بدلہ لینے کے لیے
اٹھا کر لے گیا۔

ستیش نے کہا ہاں ماں مجھے خواب کی طرح سے یاد
میں کھیل رہا تھا۔ منیم چاچا نے مجھے مٹھائی دلانے
بہانے اپنے ساتھ آنے کو کہا اور پھر مجھے جہاز میں بٹھا کر
گئے۔ پھر نہ جانے ہم کہاں اتر گئے پھر وہاں سے یاد

ایک باغ سے گذر رہے تھے کہ منیم چاچا کو سانپ
نے ڈس لیا اور میں سانپ کو دیکھ کر ڈر کر روتا ہوا بھاگا
ایک آدمی نے مجھے گود میں اٹھا کر پیار کیا اور پھر لے جا کر
ایک آدمی کے حوالے کر دیا آج پتہ چلتا ہے کہ وہ اناتھ آشرم
تھا۔ وہ اناتھ آشرم والا آدمی بڑا اچھا تھا مجھے پیار سے سندر کہتا
تھا پھر میں اس نام سے مشہور ہو گیا۔ اس آدمی نے مجھے پڑھانا
شروع کر دیا میں بڑا ہوتا گیا اور ایک روز یہ دونوں وہاں
آئے جانے اس سے کیا بات ہوئی۔ انہیں میں بابوجی کہتا تھا۔
پھر بابوجی نے کہا بیٹا سندر تیرے بازو پر چندرما کا نشان
ہے نا۔ بابوجی نے یہ نشان چمپت لال کو دکھایا اور مجھے
کہا یہ تیرے چاچا ہیں تجھے تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے
ہیں بڑے بھلے آدمی ہیں۔ تم ان کے ساتھ جاؤ۔

ماریا بڑے غور سے یہ داستان سن رہی تھی۔

پھر ستیش نے کہا میں چمپت لال کے ساتھ چلا گیا پھر
مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ یہ اچھے لوگ مجھے کسی مالدار
عورت کا نقلی بیٹا بنا کر دولت ہتھیانا چاہتے ہیں اس وقت
تک مجھے پتہ نہ تھا کہ وہ مال دار عورت خود میری ماتا
ہے لیکن پھر بھی میں نے یہ سوچ رکھا تھا خواہ کچھ بھی
ہو اس بڑھیا کی دولت کو ان ٹھگوں سے ضرور بچاؤں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھیا نے کہا تیرے دھیان میں میری صورت تھی ا
تو نے پہچان ! میں تیری ماں ہوں میں نے صرف ایک
نشانی چندرما والے نشان کی ہی انہیں بتائی تھی باقی نشانیا
اسی لیے ان کو نہ بتائیں تھیں کہ میرے ساتھ دھوکہ
ہو پھر میں نے تیرے انگ کی ایک ایک نشانی دیکھی او
کسی شبے کی گنجائش ہی نہیں رہی ادھر تو نے اپنا گھر بھی
پہچان کر اپنے بُت ایک کھلونے کے بیے متعلق مجھ سے
پوچھا جو میں نے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔

ستیش نے کہا ماں یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں میرا
خیال ہے انہیں قانون کے حوالے کروا دوں۔

جانکی نے کہا بیٹا نہیں دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک
پھونک کر پیتا ہے اب میں کسی سے دشمنی کرنی نہیں چاہ
ایسے خطرناک لوگ مار دھاڑ اور قتل پہ اتر آتے ہیں میں
کہتی ہوں اپنی جان کا صدقہ دے کر انہیں رخصت کر دے
ٹھیک ہے ماں اب تم آرام کرو پھر سوچیں گے۔ ان
کے بارے میں۔

ماریا کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ستیش ہی
جانکی کا اصلی بیٹا ہے۔ وہ جوں ہی یہاں سے باہر نکلی
یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ دونوں ٹھگوں نے ماں بیٹے کی

...تیں سن لی ہیں وہ دروازے سے لگے کھڑے تھے۔
...ا سو گئے تو یہ دونوں اپنے کمرے میں آئے اور
...ورہ کرنے لگے کہ آج ہی رات تجوری کو صاف کر
...بھی ہاتھ آتا ہے لے کر یہاں سے رفو چکر ہو جائیں
...یا معلوم تھا ہم اصلی کو نقلی بنا کر لے آئے ہیں۔
گپت نے کہا اسی لیے کہتے ہیں سب کچھ بھگوان
...ہاتھ میں ہے اب دیکھ لو ہم نے تو دونوں ہاتھوں سے
...کی دولت سمیٹنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن بھگوان نے
...ہی ہاتھوں اس دولت کو بچانے والا بھیج دیا۔
ہمت نے کہا میرا خیال ہے تجوری میں کافی دولت
...ہے اور تجوری کی چابی ستیش کے سرہانے کے
...ے۔ یہ کام آج ہی کر ڈالو۔
گپت نے کہا ٹھیک ہے ذرا رات اور گذر جانے دو۔
ماریا نے کہا۔ بچو اسی آخری معرکے کے لیے تو میں یہاں
...ہوں میں سارا انتظام کر لوں گی۔
پھر آدھی رات گذر جانے کے بعد دونوں ٹھگ
...اور چوری سے جانکی دیوی کے کمرے میں جا گھسے۔
...یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کمرہ اندر سے بند کرنا
...ک بھول گئے تھے انہیں کیا علم یہ کام ماریا کا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر وہ اندر داخل ہوئے۔ دونوں نے اپنی جیبوں سے خ
نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیے پھر ایک بڑھیا کے سرہانے
ہو گیا۔

گنپت نے جا کر ستیش کے سرہانے سے چابی نکال کر
تجوری کھولی اور تمام دولت سمیٹ کر ایک بڑی تھیلی میں
بھری۔ جوں ہی وہ پلٹا اس کے جسم سے لگ کر کوئی
گری جس سے دونوں ماں اور بیٹے کی آنکھ کھل گئی۔

چمپت نے خنجر دکھا کر کہا بڑھیا چپ چاپ پڑی
ورنہ خنجر دل کے پار کر دوں گا۔

گنپت نے ستیش کو دیکھا جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا
اپنا خنجر اٹھا لیا تھا۔

ستیش نے کہا گرو جی یہ کیا۔

گنپت نے کہا چیلے گرو ہمیشہ بڑا ہی ہوتا ہے ہمیں کی
خبر تھی کہ ہم سنپو بیلے کو اٹھا لائے ہیں۔

ستیش نے کہا تم تو خوامخواہ ناراض ہو گئے گرو۔

گنپت نے کہا چیلے ہماری آنکھوں میں دھول نہ جھونک
ہمیں علم ہے نقل اصل ہو گیا ہے اب ہماری راہ سے
ہٹ جا ورنہ اب کے تو ماں سے بچھڑ گیا تو دوسرے
جنم میں ہی ملاقات ہو گی۔

بڑھیا نے کہا ستیش تیری زندگی مجھے اس دولت سے
زیادہ عزیز ہے لے جانے دے۔

ستیش نے کہا ماں یہ اتنی آسانی سے ہماری دولت نہیں
لے جا سکتے۔ اس میں ہمارے خاندانی ہیرے اور جواہرات بھی
ہیں لاکھوں کی مالیت کے ہیں وہ۔

چمپت نے کہا ستیش اگر تم نے شور مچایا یا کوئی حرکت
کی تو میں تیری ماں کو قتل کر دوں گا۔

ستیش ماں کے سینے پر خنجر دیکھ کر ایک طرف ہو گیا
اور گنپت تھیلی لے کر باہر جانے لگا لیکن ماریا نے ٹانگ
اڑا دی اور وہ زمین پر گر پڑا تھیلی اس کے ہاتھ سے گر
گئی جسے ماریا نے اٹھا لیا اور گنپت حیران رہ گیا تھیلی کدھر
غائب ہو گئی وہ سمجھا یہ ٹانگ ستیش نے اڑائی ہے۔ وہ
جلدی سے اٹھا دوسری طرف ماریا نے ایک زور دار مکا
چمپت کے جڑ دیا جو بڑھیا کے سینے پر خنجر لگائے کھڑا تھا
اور وہ دور جا گرا۔ اس دوران میں ستیش نے گنپت پر
حملہ کر دیا خنجر گنپت کے ہاتھ سے دور جا گرا اور اب
دونوں میں خنجر اٹھانے کے لیے جدوجہد شروع ہو گئی۔ ستیش
کامل نوجوان تھا اور گنپت کی جوانی ڈھل رہی تھی وہ ستیش
کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن اپنے تجربے کی بنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر وہ ستیش کا ہاتھ خنجر تک نہیں پہنچنے دیتا تھا۔

دوسری طرف جوں ہی غصے سے چمپت اٹھا ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک زور دار ٹھوکر ماری جس سے ا کے دو دانت ٹوٹ گئے اور اس کے مونہہ سے خون فوراً نکل پڑا۔ وہ حیران تھا کہ یہ کون سی غیبی طاقت ا سے مقابلے پر اتر آئی ہے کیوں کہ بڑھیا تو پلنگ پر پڑ تھر تھر کانپ رہی تھی۔

دوسری طرف خنجر ایک دفعہ پھر گنپت کے ہاتھ آگیا اور وہ ستیش سے کہہ رہا تھا تھیلی کہاں غائب کر دی میرے حوالے کر دو ورنہ یہ خنجر تیرے سینے میں اتار دو گا۔ ستیش خود حیران تھا کہ تھیلی کہاں غائب ہو گئی۔

چمپت نے زمین سے اٹھتے ہوئے کہا، گنپت ہم بازی ہار گئے ہیں کوئی نظر نہ آنے والی طاقت ہمارے خلاف ان کی مدد کر رہی ہے۔ دیکھو اس نے ٹھوکر مار کر میرے دانت توڑ دیئے ہیں۔ ضرور تھیلی بھی اسی نے غائب کی ہے بہتر یہی ہے یہاں سے نکل چلو۔

گنپت نے کہا ایسے تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ اگر یہ دولت ہمارے حصے نہیں آسکی تو بڑھیا کو بھی زندگی بھر بیٹے کی جدائی برداشت کرنی ہوگی۔ اس نے خنجر سے ستیش

پر وار کرنے کے لیے خنجر اٹھایا ہی تھا کہ ماریا نے اس کے پیٹ میں اپنا گھٹنا مار دیا وہ دہرا ہو گیا تو ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک زور دار ٹھوکر رسید کی جو اس کے ناک پر پڑی اور وہ خون میں نہا گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا۔

چمپت نے جو یہ دیکھا تو بھاگنا چاہا مگر ماریا نے اس کے چہرے پر ایک زور دار ہاتھ مارا اور وہ دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کا سر دیوار سے لگا اور پھٹ گیا اور وہ بھی زمین پر جا گرا۔

اب بڑھیا اور ستیش دونوں حیران تھے کہ یہ کون ہے جو نظر نہیں آتا اور اس نے نا صرف ہماری جان بچا دی ہے بلکہ ہماری دولت بھی ان ٹھگوں سے بچا لی ہے۔

تب بڑھیا نے کہا آپ کون ہیں جنہوں نے ہماری مدد کی ہے آپ نے میرے بیٹے کی جان بچا کر مجھ دکھیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

تب ماریا نے کہا میں ایک روح ہوں ماں جی اور ان ٹھگوں کے پیچھے اس وقت سے ہوں جب وہ یہ ستیش کو نقلی سمجھ کر اپنے ساتھ ہی کالی کٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے جا رہے تھے وہاں میں نے آپ کو بیٹے کی یاد میں
تڑپتے دیکھا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ ٹھگ ایک
ماں کی ممتا کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کی دولت لوٹنا چاہتے
ہیں میں سائے کی طرح ان کے ساتھ رہی ان ٹھگوں نے
بھگوان کا مکٹ بھی پیتل کا بنوایا تھا۔ اس پر سونے کا
پانی چڑھا ہوا تھا اور پھر اس غریب سنار سے بھی دھوکہ
کیا اور مفت میں پیتل کا مکٹ لا کر بھگوان کی مورتی پر
چڑھا دیا۔ لیکن میں نے وہ سکے ان کی جیب سے نکال
لیے تھے جو مکٹ خریدنے کے لیے آپ نے ان کو دیئے تھے
میں نے دیکھ لیا تھا کہ انہوں نے چھپ کر آج ماں بیٹے
کی باتیں سن لی ہیں اور انہیں پتہ چل گیا ہے کہ یہ نقلی
بیٹا نہیں اصلی ہے پھر انہوں نے تجوری سے دولت چرا
لینے کا پروگرام بنایا۔ میں نے سن لیا اور ان کو سزا دینے
کے لیے یہاں آ گئی۔

ماریا نے سونے کے سکے نکال کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیئے
اور کہا یہ ہے مکٹ کے لیے دیئے ہوئے سکے پھر تھیلی
سامنے رکھ کر کہا یہ رہی وہ تھیلی۔

پھر ستیش سے کہا تم چاہو تو انہیں صبح قانون کے حوالے
کر دینا کیوں کہ صبح تک تو یہ ہوش میں آنے کے قابل

گئی ہیں۔

بڑھیا نے کہا:

کتنی سندر آواز ہے تیری بیٹی کاش میں تجھے دیکھ
سکتی تو اپنے کلیجے سے لگا لیتی تو نے ایک ماں کا کلیجہ
ٹھنڈا کیا ہے بھگوان تجھے اس کا صلہ دے۔

ستیش نے کہا بہن ہمارے پاس الفاظ نہیں جس سے
آپ کا شکریہ ادا کر سکیں پھر بھی کوئی خدمت ہمارے لائق
ہو تو بتاؤ۔

ماریا نے کہا:

بھائی ہم کسی لالچ یا خدمت کے لیے کسی کی مدد نہیں
کرتے برائی کے خلاف ہمیشہ جہاد کرتے ہیں انسانیت
کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ظالم کے خلاف ہمیشہ
مظلوم کی مدد کرتے ہیں جس کا صلہ ہمیں انسان سے نہیں
خدا سے ملتا ہے۔ اچھا خدا حافظ میں جا رہی ہوں۔

پھر دونوں ماں بیٹے کو حیرت میں ڈال کر ماریا ان
کے کمرے سے نکل آئی ابھی آدھی رات باقی تھی۔ اس نے
سوچا کیوں نہ ٹھگوں کے کمرے میں گزار دوں صبح یہاں سے
چلی جاؤں گی۔ وہ ٹھگوں کے کمرے میں آئی اور صبح کے انتظار
میں چارپائی پر لیٹ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گنیش دیوتا کی محبوبہ

ناگ ہندوستان کے قدیم شہر کاشی کے بلند اور سنہری کلسوں والے مندر دیکھتا ہوا ماریا اور عنبر کی تلاش میں گھوم رہا تھا اس نے سوچا اس شہر میں بھی دیکھ لوں شاید ان میں سے کسی سے ملاقات ہو جائے وہ گھومتا ہوا گنگا ندی کے کنارے کنارے چلا جا رہا تھا۔ جہاں ہندو لوگ اپنے پاپ دھونے کے لیے گنگا کے پانی میں نہا رہے تھے۔ گنگا کے ایک کنارے پر کاشی شہر آباد ہے جہاں بے شمار مندر ہیں اور ہندو لوگ سارا سال اس شہر کی زیارت کو آتے رہتے ہیں۔ شہر سے تھوڑی ہی دور گنگا ندی کے دوسرے کنارے پر ایک پرانا اور شکستہ مندر ہے جو اب غیر آباد ہے یہاں کبھی گنیش دیوتا کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ مندر کی عالی شان عمارت میں جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی ہیں اور مشرقی حصہ شکستہ ہونے کے باعث گر کر زمین بوس ہو چکا ہے۔ اس مندر کے پاس

شمشان گھاٹ ہے جہاں ہندو اپنے مُردے جلاتے ہیں پھر ان کی راکھ گنگا میں بہا دیتے ہیں۔ کسی زمانے میں یہ مندر نیا نیا تھا کوئی چار سو سال کی بات ہے تو ناگ اس وقت کسی سادھو کا اسیر ہو کر یہاں آیا تھا۔ اس زمانے میں یہ علاقہ خاصہ آباد تھا جہاں اب مٹی کے اونچے اونچے ٹیلے کھڑے ہیں یہاں شہر کا بارونق حصہ تھا اور بڑے زور و شور سے گنیش دیوتا کی پوجا ہوا کرتی تھی پھر ایک زلزلے کے باعث شہر کا یہ حصہ تباہ ہو گیا تو دوسری طرف نئے شہر کی تعمیر شروع ہو گئی اور یہ جگہ ویران ہو کر رہ گئی۔

ناگ چار سو سال پرانے زمانے کے تصور میں کھویا ہوا تھا کہ بینڈ باجوں کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا ایک جلوس شمشان گھاٹ کی طرف آ رہا تھا۔ جہاں پہلے ہی لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جب جلوس قریب آ گیا تو ناگ نے دیکھا اس جلوس میں ایک تیرہ سال کی لڑکی دلہن بنی ہوئی ہے۔

ناگ نے ایک آدمی سے دریافت کیا ماجرہ کیا ہے۔ آدمی نے جواب دیا یہ ٹونڈیا کلاوتی ہے جو دلہن بنی ہے اس کی شادی چار سال کی عمر میں نند کشور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لڑکے رام کشور سے ہو چکی تھی۔ ابھی تک بدائی نہیں
ہوئی اگلے سال بدائی ہوئی تھی لیکن اس کا پتی ہیضے میں مبتلا
ہو کر مر گیا ہے۔

ناگ نے کہا تو یہ باجے تاشے اس خوشی میں بجائے
جا رہے ہیں۔

آدمی نے غصے سے کہا تم بھی بڑے بدھو ہی ہو ارے
بھائی یہ لڑکی ستی ہو رہی ہے۔ آئی ہے آگ میں زندہ جل
مرے گی تاکہ اس کی آتما بھی اس کے پتی کی آتما سے
مل جائے۔ اور پھر دونوں ایک ساتھ دوسرا جنم لیں۔

ناگ نے دیکھا لڑکی بہت خوب صورت تھی لیکن
اس کے چہرے پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی ابھی
غریب نے جوانی کی دہلیز میں قدم ہی رکھا تھا۔ ابھی ہاتھوں
میں مہندی رچا کر گھونگھٹ نکال کر وہ اپنے سسرال گئی
نہ گئی تھی۔ اس کے پتی نے اس کی اور اس نے پتی کی
صورت بھی نہ دیکھی تھی کہ پیغامِ اجل آ گیا۔ خاوند کا تو
وقت پورا ہو گیا تھا۔ لیکن اس معصوم کو یہ ظالم لوگ
زبردستی زندہ آگ میں جلانے لے آئے تھے۔

اس نے دیکھا پنڈت اشلوک پڑھ رہا تھا اور لڑکی کا
باپ لکڑیوں کے ڈھیر پر گھی ڈال رہا تھا۔

لڑکی اپنی ماں کے سینے سے لپٹی دبی دبی سسکیوں
کے درمیان احتجاج کر رہی تھی۔ ماں مجھے بچا لو ماں میں
نہیں چاہتی۔ ماں میں مرنا نہیں چاہتی۔

ماں بے چاری کا خود بُرا حال تھا اور وہ تسلی دے
رہی تھی بیٹی عزت دار گھرانوں میں یہی دستور چلا آ رہا ہے
ودھوا اگر ستی نہ ہو تو اس کی زندگی موت سے بدتر
ہو جاتی ہے سماج میں وہ اچھی نظر سے نہیں دیکھی جاتی
جیسے جیسے کارروائی آگے بڑھتی جا رہی تھی لڑکی ماں کے سینے
سے لپٹی جا رہی تھی۔

ماں تو سماج کے ڈر سے رو بھی نہیں سکتی تھی۔

ناگ نے سوچا یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ انسان کو زندہ
آگ میں جلا دیا جائے۔ یہ ودھوا ہے جس نے شوہر کے
گھر کی دہلیز کے اندر بھی قدم نہیں رکھا۔ جس غریب نے شوہر
کی شکل بھی نہیں دیکھی۔

لڑکی کا باپ اور دیگر سماج کے معزز آدمی لڑکی کو لینے
آ گئے۔

لڑکی چیخ مار کر ماں سے لپٹ گئی اور پاگلوں کی طرح
ہذیان بکنے لگی میں نہیں مرنا چاہتی میں زندہ رہنا چاہتی
ہوں۔ میں ایسے سماج کو نہیں مانتی جس میں انسان پر جبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ کے اسے زندہ جلا دیا جائے۔ سماج کے معزز ارکان لڑکی کی اس گستاخی پر سیخ پا ہو رہے تھے اور اس کے باپ سے کہہ رہے تھے۔

رام سروپ تمہاری لڑکی کے مونہہ میں تو گز بھر کی زبان ہے اچھا ہوا اس کا پتی مر گیا اور بدائی نہ ہوئی ورنہ سسرال سے جوتے کھا کر نکالی جاتی۔

باپ کے ماتھے پر شرم سے پسینہ آ رہا تھا۔

ماں بار بار کلاوتی کے مونہہ پر ہاتھ رکھ رہی تھی رہی سہی کسر پنڈت نے پوری کر دی اور آ کر اعلان کر دیا اس لڑکی پر کسی بد روح کا سایہ پڑ گیا ہے پنڈت ایک لکڑیوں کے ڈھیر سے اٹھا لایا اور کہہ رہا تھا ابھی اس بد روح کو اس کے شریر سے اتار دیتا ہوں میرا نام پنڈت بالک رام ہے، کیا سمجھ رکھا ہے اس بدروح نے پھر اس نے لڑکی کو مارنا شروع کر دیا۔

لڑکی کی چیخوں سے ناگ کا دل دہل گیا اور اس نے تہیہ کر لیا خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ اس لڑکی کو بچانے کی ضرور کوشش کرے گا۔

پنڈت نے مار مار کر لڑکی کو بے ہوش کر دیا اور وہ زمین پر گر پڑی۔

پنڈت نے رام نام کی جے کا نعرہ لگاتے ہوئے فخر سے کہا دیکھ لو نکال دی نا بدروح۔

ناگ نے دل میں کہا بدبخت بدروح کی جگہ تو نے تو غریب کی روح نکال دی۔ پھر بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھ دیا گیا اور بے ہوش لڑکی کے اوپر جلدی جلدی اور لکڑیاں چنی جانے لگیں اور لڑکی کے جسم کو لکڑیوں کے ڈھیر کے نیچے دبا دیا گیا۔

ناگ نے سوچا اگر اب کچھ نہ کیا گیا تو بے ہوشی میں لڑکی جل مرے گی پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کا لکڑیوں کو آگ دکھائے ناگ ہاتھی بن کر کالی کے مندر چنگھاڑتا ہوا شمشان میں داخل ہوا۔

پنڈت نے گنیش جی کی جے کا نعرہ لگایا۔

ہاتھی نے سب سے پہلے پنڈت کو اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا۔ اب کیا تھا سب لوگ ڈر کے مارے بھاگ ہاتھی نے لکڑیوں کے ڈھیر سے لڑکی کو نکالا اور کالی کے مندر میں چلا گیا۔ اب کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی کے اندر جا کر وہاں آ سکے سماج کے ٹھیکیدار کہہ رہے تھے ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے لڑکی کے جسم میں بدروح نہیں بلکہ کالی جی تھے۔ انہوں نے ہی لڑکی کو سویکار کر لیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر وہ لڑکی کے باپ کو مبارک دے رہے تھے رام ...
تمہاری لڑکی بڑی بھاگیوان ہے جسے دیوتا نے سویکار ...
اور پھر یہ اندھے اعتقاد کے مالک بے وقوف لوگ
گنیش جی کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے واپس لوٹ
گئے۔

اندر ناگ نے لڑکی کو ایک چبوترے پر لٹا دیا ...
پھر انسان کے روپ میں آ کر اسے ہوش میں لانے لگا
اس کے جسم پر ظالم پنڈت نے مار مار کر زخم بنا دیے
تھے۔ ناگ گنگا سے پانی لایا جس کے چھینٹے لڑکی کے
مونہہ پر مارے اور بڑی مشکل سے لڑکی کو ہوش ...
جو ڈری سہمی ہوئی چاروں طرف دیکھ رہی تھی پھر جوں ...
ناگ پر نظر پڑی اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا کیا میں سورگ ...
میں آ گئی ہوں.... آپ.... آپ.... میرے پتی... ناگ
نے سوچا اس لڑکی کی حالت خراب ہے اگر اسے کہہ
دیا تو زندہ ہے تو جلائے جانے کے خوف سے اس ...
دماغ پر بُرا اثر پڑے گا۔ ہو سکتا ہے پاگل ہو جائے
اس نے لڑکی کی جان بچانے کے لیے کہہ دیا ہاں
کلاوتی۔ میں.... ہی.... اور کلاوتی نے جھٹ سے منہ ...
کر گھونگھٹ نکال لیا۔

... ناگ عجیب مصیبت میں پھنس گیا۔
... وتی گھونگھٹ کی اوٹ سے کن انکھیوں سے دیکھ رہی
... ناگ کو پریشان دیکھ کر کہنے لگی کیا بات ہے
... ناتھ یہ کیسی پریشانی ہے کیا داسی پسند نہیں آئی اور
... کا گلا یہ بات کرتے ہوئے روند گیا۔
ناگ مزید پریشانی میں مبتلا ہو گیا لیکن اس معصوم
... کا دل رکھنے کو کہہ دیا نہیں تو کلاوتی تو بہت سندر
... میری پریشانی کا کارن کوئی اور ہی بات ہے۔
کلاوتی نے کہا کیا داسی کو نہ بتاؤ گے۔
ناگ نے کہا فی الحال تم آرام کرو میں تمہیں سب
... بتا دوں گا اور پیچھا چھڑانے کے لیے کہہ دیا تجھے
بھوک لگی ہو گی میں تیرے لیے کھانے کو لے کر آتا
ہوں۔ باہر نکل کر ناگ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور
... اب گھبراتے کیوں ہو بیٹا یہ ڈھول تو تم نے خود
... گلے میں ڈال لیا ہے اب دھیرے دھیرے ہی
... حقیقت سے آشنا کرنا ہو گا۔ اس شہر میں تو اس
کی شادی ممکن نہیں کسی دوسرے شہر ہی جا کر اس کی
شادی کسی اچھے سے لڑکے سے کرنی ہو گی تب جا کر تیرا
پیچھا چھوٹے گا اور وہ سوچتا ہوا بازار کی جانب چلا گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ کلاوتی کے لیے کھانا لے کر آئے۔ سب لوگ
چکے تھے، لیکن ایک آدمی تھا جو چھپ کر یہ سب
دیکھ رہا تھا اور وہ تھا۔ وہی پنڈت جسے ناگ
اٹھا کر ہوا میں اچھالا تھا۔ اتفاق سے جہاں وہ گرا
برسوں جلائی جانے والی ارتھیوں کی راکھ اکٹھی ہو چکی
اس لیے اسے چوٹ نہ آئی اور وہ بھاگ کر مندر
جا چھپا۔ پھر جس جگہ ناگ نے کلاوتی کو جا کر
اس کے قریب ہی جالی سے وہ پنڈت سب کچھ
چکا تھا۔

ناگ نے بازار سے جا کر مٹھائی پوریاں وغیرہ
اور دوبارہ مندر کی راہ لی۔ جب وہ مندر میں داخل ہوا
کلاوتی وہاں نہیں تھی۔ ناگ نے سمجھا یہیں کہیں ہوگی وہ چبوتر
کے پاس ہی بیٹھ گیا پھر اچانک کلاوتی کے ٹوٹے ہوئے ہار پر
کی نظر پڑ گئی۔ اس نے سارا مندر چھان مارا لیکن کلاوتی غائب
اور ٹوٹا ہوا ہار گواہی دے رہا تھا کہ اسے کسی نے زبردستی یہا
سے لے جانے کی کوشش کی ہے اور اسی زور آزمائی میں
کا ہار ٹوٹ گیا ہے۔

○

عنبر اور وائٹ کوبرا

عنبر جارج کے بنائے ہوئے راستے پر چلتا رہا اور
ایک جگہ آ کر اس نے ایک ہوٹل کے باہر بیٹھے
ے آدمی سے جو چائے پی رہا تھا موت کی وادی کا
دریافت کیا۔

چائے کی پیالی پہلے زور سے چھلکی اور پھر گر کر
الٹ گئی۔ موت کی وادی کا نام سن کر وہ آدمی ایک
بھاگ گیا۔

عنبر حیرت سے دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دور
کر اس نے دیکھا ایک آدمی سر پہ گھاس کا گٹھا
اٹھائے آ رہا ہے۔

عنبر نے اس سے دریافت کیا بڑے میاں کیا تم
مجھے موت کی وادی کا راستہ بتا سکتے ہو۔ عنبر نے دیکھا
بڈھے کا سارا بدن کانپ گیا اور وہ گھاس کا گٹھا
پھینک کر بھاگ گیا۔ عنبر کو بڑی حیرت ہوئی آخر اس نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یں کیا جادو ہے کہ لوگ سن کر ہی بھاگ جاتے

عنبر اسی راستے پر بڑھتا گیا۔ ایک جگہ اس نے دیکھ
زمین پر ایک قوی ہیکل بوڑھا بیٹھا ہے اور اس
اپنے پاؤں کو ٹخنے کے پاس زور سے پکڑ رکھا ہے۔

عنبر نے قریب جا کر ہمدردی سے پوچھا کیا میں
کی کوئی مدد کر سکتا ہوں۔

بوڑھے نے عنبر کو غور سے دیکھا۔

عنبر کو محسوس ہوا یہ بوڑھا کوئی چھٹا ہوا بدمعاش
ہے لیکن پھر بھی وہ اس وقت کسی مصیبت میں تھا
مصیبت میں کسی کے کام آنا نیکی کا کام ہے۔

بوڑھے نے کہا میرے پاؤں پر سانپ نے کاٹ
ہے تم پہلے کوئی چیز زور سے میرے ٹخنے سے او
باندھ دو تا کہ زہر پھیل نہ سکے۔

عنبر نے اپنا رومال نکال کر زور سے بوڑھے کے
پر باندھ دیا۔

بوڑھے نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنا خنجر نکال
عنبر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ لو اب ٹخنے کے
زخم لگا کر زہر آلود خون نکال دو۔

عنبر نے جلدی سے خنجر لیا اور پاؤں میں ایک

دھار پھیر کر زخم لگا دیا۔ وہاں سے کالے قسم کا خون
لگا جو زہر کی وجہ سے سرخ سے سیاہ ہو گیا تھا۔ کالا
بہتا رہا لیکن عنبر کو حیرت تھی۔ بوڑھے کو اس زخم کا
سانپ کے کاٹ کھانے کا ذرا سا بھی احساس نہیں تھا۔

عنبر نے پوچھا سانپ کیسا تھا۔؟

بوڑھے نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا خود دیکھ
میں نے اس کا سر کچل دیا ہے۔

عنبر نے دیکھا سانپ کافی زہریلا تھا۔ اور اسے بوڑھے
حوصلے اور بہادری کی داد دینا پڑی۔ اس نے بوڑھے
کہا اس عمر میں آپ کا یہ حوصلہ ہے تو جوانی میں
حال ہو گا۔

بوڑھے نے قہقہہ لگایا اور کہا مجھے کبھی بڑھاپے کا
اس ہی نہیں ہوا۔ جوانی میں صرف طاقت تھی دماغ نہ
لیکن اب تو طاقت کے ساتھ ساتھ دماغ بھی کام
رنے لگا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں اب میں جوانی
زیادہ طاقت ور ہوں۔

عنبر کو یہ جواب سن کر پھر حیرت ہوئی۔ اب سیاہی
ائل خون کی بجائے سرخ خون اس کے زخم سے بہہ
تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے نے کہا زہر نکل گیا ہے رومال کھول دو۔

عنبر نے رومال کھول دیا۔

بوڑھے نے زمین سے تیر کمان اٹھایا اور کچھ پرندے جنہیں وہ شکار کر کے لایا تھا اکٹھے کیے اور جانے کی تیاری کرنے لگا۔

عنبر نے کہا کیا آپ مجھے موت کی وادی کا راستہ بتا سکیں گے۔

بوڑھے کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اور اس نے کہا لڑکے ابھی تیری عمر موت کی وادی میں جانے والی نہیں وہاں جا کر کیا لینا ہے تو نے، جہاں ہر طرف موت موت کا پہرہ ہے۔

عنبر نے کہا میں سمجھا نہیں۔

بوڑھے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا موت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو زندگی بھر اس سے آنکھ مچولی کھیلتے رہے ہوں تو ابھی نادان ہے تو نے صرف موت کا نام سنا ہے اسے دیکھا نہیں۔ اس شہر میں اجنبی ہے۔

عنبر نے کہا ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔

بوڑھے نے کہا آ میرے ساتھ یہاں سے قریب ہی میری ہٹ ہے وہاں چل کر پرندے بھون کر کھائیں گے

اور مجھے بتانا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے بس تیری مدد کروں گا۔ موت کی وادی، کبھی میرا بھی گھر رہا ہے۔

عنبر نے سوچا یہ نہایت کام کا آدمی ہے پھر اس نے بوڑھے کا تھیلہ خود اٹھا لیا اور کہا:

چلو وہاں چل کر میں تمہارے زخم پر پٹی بھی باندھ دوں گا اور پرندے بھوننے میں تمہاری مدد بھی کروں گا۔

پھر عنبر کو بوڑھا لے کر ایک طرف چل دیا جہاں ایک لکڑی کی ہٹ بنی ہوئی تھی۔ اور اس ہٹ کے آگے چھوٹا سا صحن جھاڑیوں کی باڑ سے بوڑھے نے بنا رکھا تھا جہاں مختلف قسم کے پھول کھل رہے تھے۔ لکڑی کی ہٹ پر روغن کیا ہوا تھا اور صحن میں لکڑی کی ایک میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہٹ کو دیکھ کر عنبر کو اندازہ ہو گیا۔ بوڑھا کافی صفائی پسند اور نفیس طبیعت کا مالک ہے۔

بوڑھا صحن سے گذر کر عنبر کو اندر کمرے میں لے کر چلا گیا۔

عنبر نے دیکھا ہٹ کو بوڑھے نے بڑے سلیقے سے سجایا ہوا تھا۔ لکڑی کے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور نفیس اور قیمتی لکڑی کا فرنیچر اندر سجا ہوا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک فانوس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹلک رہا تھا۔

بوڑھے نے ستورا کر کے آواز دی ایک موٹی سی ادھ
عمر کی عورت اندر داخل ہوئی جو شاید اس بوڑھے کی بیو
تھی۔ بوڑھے نے پرندے اسے دے کر کہا مہمان کے
کھانا تیار کرو اور پہلے مجھے دوائیوں کا تھیلا دے جاؤ میر
پاؤں پر ذرا زخم آ گیا ہے۔

ستورا اندر چلی گئی اور جب واپس آئی تو اس کے
ہاتھ میں ایک تھیلا تھا ہرن کی کھال کا بنا ہوا۔

بوڑھے نے اس کے اندر سے چند ڈبیاں نکالیں او
ساتھ ہی ایک کپڑا بھی پھر عنبر سے کہا جب تک کھانا
ہوتا ہے تم ذرا زخم پر دوائی لگا کر پٹی باندھ دو۔ پھر
نے ایک ڈبیا کھول کر عنبر کے آگے رکھتے ہوئے کہا شکا
آدمی اکثر زخمی ہوتے ہی رہتے ہیں۔

عنبر نے مرہم زخم پر لگایا اور پٹی باندھ دی۔

پھر بوڑھا آرام سے ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا او
عنبر سے کہا اب بتاؤ تمہیں موت کی وادی میں کیا کا

عنبر نے اسے تمام کہانی سنائی اور کہا میں جارج او
سویٹی سے وعدہ کر کے آیا ہوں ورجینیا کو اس بلیک لا
سے چھین کر لے آؤں گا۔

...ڑھے نے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے کہا لڑکے کافی مشکل
... نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ بلیک لائن کس بلا کا نام
... میں ہی جانتا ہوں۔

عنبر نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ سے کوئی جھپٹ ہو
...

بوڑھے ... قہقہہ لگایا اور کہا تمہیں یقین نہیں آئے گا لیکن
... یہ میرے پورے جسم پر ایک سو اسی زخموں کے
... ہیں جو کئی معرکوں میں بلیک لائن کے لگاتے ہوئے ہیں۔

اب عنبر سنبھل کر بیٹھ گیا۔

بوڑھے نے کہا دنیا میں صرف برنارڈ ہی ایک ایسا شخص
... ہے بلیک لائن کی دشمنی ہے۔ کبھی لوگ مجھے بھی وائٹ
... نام سے پکارتے تھے۔

... اکثرت سے پایا جاتا ... جو نہایت ہی زہریلا
... شمار ہوتا ہے۔ میں بھی بھیڑیوں کے اس گروہ میں
...کا ہوں اور بلیک لائن کے بعد بہادری میں میرا دوسرا
تھا۔ اس گروہ میں رہ کر میں نے بھی بڑے ظلم کیے
... اب یاد کرتا ہوں تو شرم سے گردن جھک جاتی ہے
... بھی ایک بھیڑیا ہی تھا ذرا سی بات پر انسان کو قتل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر دینا میرے لیے معمولی بات تھی۔ پھر میری زندگی میں
مستورا داخل ہوئی نادر گلیمر کی لڑکی جس کے خون میں نیکی
شرافت اور معصومیت رچی بسی ہوئی تھی۔ وہ ایک تاریک
رات تھی اور اس بستی میں ایک نیا قانون کا محافظ آیا
تھا جس کی بہادری کی بڑی دھوم تھی اور اسی لیے اس
کو اس خطرناک علاقے میں تبدیل کر کے بھیجا گیا تھا جو
ہمارے لیے ایک چیلنج تھا۔ کیوں کہ اس نے آتے ہی
ہمارے چند ساتھیوں کے کام میں مداخلت کی تھی جو ہمارے
لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی جوں ہی ہمیں اطلاع
ملی شیرف نے ہمارے چند آدمیوں کو بند کر دیا ہے بلیک
لائن نے مجھ سے کہا اس خطرے کو یہیں روک دو۔ ورنہ
نیا شیرف یہ سمجھے گا کہ ہم اس کے رعب میں آ گئے
ہیں۔ جوانی کا زمانہ تھا اور ہم بہادری کے نام پر موت کو
بھاڑ پوچھتے پھرتے تھے۔

حکام بالا نے نئے شیرف کے ساتھ ایک پوری پلٹن
سپاہیوں کی بھی مدد کے لیے بھیجی ہوئی تھی اور ان کا پروگرام
تھا کہ وہ موت کی وادی میں آ کر ہمیں گرفتار کریں گے
جس کی ہمیں اطلاع مل چکی تھی اور اس لیے بلیک لائن
چاہتا تھا ہم خود جا کر دشمن سے ٹکرا جائیں اور اپنے آدمیوں

کو حوالات سے چھڑا لائیں۔ تمام گروہ نے ہمارے
جانا چاہا لیکن میں نے اور بلیک لائن نے اپنی برتری
کرنے کے لیے سب کو روک دیا اور کہا صرف ہم
ہی جائیں گے اور اس شیرف کو سبق سکھا کر آئیں
دوبارہ موت کی وادی کا نام بھی نہ لے گا۔ تو وہ ایک
رات تھی جب میں اور بلیک لائن اپنے سیاہ
پر موت کی وادی سے نکل کر شیل گراہم شہر میں
جہاں شیرف کا تھانہ تھا اور پھر ہم جوش میں تھانے
دیواروں سے کود کر شیرف کے کمرے تک پہنچے اور
اور طوفان کی طرح دفتر میں داخل ہو کر شیرف کی
دی یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع اور اچانک ہوا کہ
کو تیاری کا موقعہ بھی نہ مل سکا جس وقت میں
کے کمرے میں توڑ پھوڑ مچا رہا تھا یہاں موجود سپاہی
اکٹھے ہو کر اس کمرے کی طرف دوڑ پڑے اور
لائن کو موقع مل گیا اس نے حوالات کا تالا توڑ کر
ساتھیوں کو آزاد کروا لیا۔

جب شیرف کو علم ہوا تو اس نے تمام سپاہی
کی طرف بھیج دیئے۔ جب کہ میں بھی کئی سپاہیوں
میں اپنی تلوار سے لڑائی میں مصروف تھا۔ ذرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہیوں کی بھیڑ میری طرف سے چھٹی تو مجھے فرار کا مو
مل گیا اور میں پچھلی طرف کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر باہر
گیا لیکن شیرف نے پیچھے سے تلوار پھینک کر ماری
میری کمر میں گڑھ گئی میں نے سیٹی مار کر اپنے سدھائے
ہوئے گھوڑے کو بلایا اور اس پر بیٹھ کر نکل گیا۔ میں
زخمی تھا میں نے دیکھا میرے پیچھے بلیک لائن اور
ساتھی بھی آ رہے ہیں اور ان کے پیچھے سپاہی گھوڑوں
پر سوار مع شیرف چلے آ رہے ہیں۔ میں شدید زخمی تھا
زخم سے کافی خون نکل چکا تھا۔ میں نے محسوس کر لیا
کے اب زیادہ دیر گھوڑے کی پیٹھ پر نہ بیٹھ سکوں
میں نے اپنا گھوڑا ایک موڑ پر آ کر موت کی وادی
بجائے دوسری طرف موڑ دیا مجھے معلوم تھا سپاہی بلیک
اور ڈاکوؤں کا پیچھا موت کی وادی تک کریں گے اور
وہاں جا کر آخری معرکہ ہو گا لیکن میری ہمت جواب
گئی تھی اور پھر میرا گھوڑا گرجا کے باہر پہنچا ہی تھا
میں نڈھال ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ فادر گلیمر اس
عبادت میں مصروف تھے میرے گرنے کے بعد گھوڑا
ہو کر ہنہنایا اور فادر گرجا کے ہال سے باہر آئے مجھے
حالت میں دیکھا تو سنورا کو آواز دی جو اس کی بیٹی

پھر مجھے سہارا دے کر اندر لے گئے۔ سنورا اور فادر
نے مجھے پولیس سے چھپا کر کئی روز رکھا اور میرا
کرتے رہے۔ اس دوران میں فادر گلیمر نے مجھے بھیڑیئے
انسان بنا دیا، انہوں نے اپنے کردار سے ثابت کر
کہ بھیڑیئے اور انسان میں کیا فرق ہوتا ہے۔
سنورا نے میری بڑی خدمت کی اور میرے اندر کے
ہوئے انسان کو جگایا مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو
میں مٹی میں ملا ہوا ہیرا تھا فادر گلیمر نے مجھے
کے پیل دی اور ڈاکو سے انسان بنا دیا۔ یہاں
کے اپنی پیاری بیٹی کو میری بیوی بنا کر ساتھ بھیج

عنبر نے کہا واقعی نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں
یریں۔
بوڑھے نے اپنا ذکر شروع رکھتے ہوئے کہا پھر میں نے
م کر لیا کہ برائیوں کے خلاف جہاد کروں گا۔ ظلم کی
از میں آواز ملانے کی بجائے اسے خاموش کر دوں گا۔
نیت کو ان بھیڑیوں سے نجات دلا کر دم لوں گا۔
عنبر خاموشی سے سن رہا تھا۔
بوڑھے نے کہا پھر میں ہی بلیک لائن کی راہ کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب سے بڑا پتھر بن گیا۔

فادر گلیبر کی سفارش سے مجھے اس علاقے کا شیر
بنا کر بھیجا گیا۔ بلیک لائن سے کئی معرکے ہوئے
میں نے ان ڈاکوؤں کو موت کی وادی تک محدود کر
دکھ دیا۔ شہر کو اس گندگی سے پاک کر دیا۔ اس
سے آج تک یہاں قانون کی بالا دستی ہے ڈاکو شہ
داخل ہوتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ آج تم نے آکر
جوانی بھی یاد دلا دی ہے اور زخم بھی ہرے کر د
ہیں تم بہادر آدمی ہو اور تمہیں موت کی آنکھوں
آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کی ہمت ہے راستہ
دکھاؤں گا منزل پر پہنچنا تمہارا کام ہے۔ اس دو
میں سنورا پرندے پکا کر لے آئی اور عنبر کو بھوک
کے باوجود کھانے میں بوڑھے شیرف کا ساتھ دینا پڑا۔

○

دن کے وقت ماریا جانکی دیوی کے گھر سے
ہو گئی وہ شہر میں گھوم پھر کر عنبر اور ناگ کو تلا
کرتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ بگھیوں کے اڈے
آ گئی اور یہاں سے جانے والے مسافروں کی روا

اچانک اس نے دیکھا، شہر کی طرف سے ایک
نہایت تیز رفتاری سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ راستے
کئی مسافر پیچھے ہٹتے ہوئے بچے کئی شریف آدمیوں
اچھالتی ہوئی ماریا کے قریب سے گزری۔ بگھی کے
وں کے نتھنوں سے جھاگ نکل رہا تھا اور اوپر بیٹھا
ان چابک برسا رہا تھا۔ بگھی کے پردے گرے ہوئے
اور ایسا لگتا تھا کہ یہ بڑی عجلت میں یہاں سے
ل جانا چاہتے ہیں۔

ماریا نے سوچا ضرور دال میں کالا ہے پھر جب
اس کے پاس سے گزری تو وہ بھاگ کر بگھی پر چڑھ
اور کوچوان کے قریب بیٹھ کر اس نے اندر جھانکا
ر ایک لڑکی کی مشکیں کسی ہوئی تھیں اور ایک
چمک دار خنجر لے کر اس کے پاس بیٹھا تھا۔ ماریا
چاپ کوچوان کے قریب ہی بیٹھ گئی۔ بگھی کے
ے ہوا سے باتیں کر رہے تھے لیکن کوچوان پھر
چابک پر چابک برسائے جا رہا تھا۔ اب شہر کافی
رہ گیا تھا اور بگھی جنگل سے گذر رہی تھی پھر جنگل
درمیان جا کر اچانک بگھی ایک کچے راستے پر مڑ
اور دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک شکستہ قدیم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمارت کے پاس رُک گئی اس عمارت کا زیادہ
کھنڈر میں تبدیل ہو چکا تھا یہ کھنڈر بتا رہے
اپنے وقتوں میں یہ خوب صورت عمارت ہو گی
راستہ یہاں آ کر ختم ہو جاتا تھا۔

آدمی نے لڑکی کو بڑی بے رحمی سے نیچے گھ
لیا اور اسے گھسیٹتا ہوا عمارت کے شمالی حصے کی
لے گیا راستے میں اس عمارت کا صحن پڑتا تھا ج
بے تکے درخت اُگے ہوئے تھے اور ان کی شا
ایک دوسرے میں اُلجھ کر رہ گئی تھیں کسی زمانے
یہ باغ ہو گا، کیوں کہ یہاں اب بھی شکستہ سا نا
بنا ہوا تھا جو اب خشک تھا اور یہ باغ پامال ہو
جنگل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ باغ سے گذرنے کے بعد
شروع ہوتی تھی یہ ضرور کسی جاگیر دار زمیندار کی حویلی ہو
جس کے آثار بتا رہے تھے کہ اس کے مکین یا تو دنیا
نہیں ہیں یا گردشِ حالات نے انہیں باغ کی طرح پامال
دیا ہے جو اس عمارت کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ آدمی
کو لے کر راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں لے آ
کے ایک طرف ایک خوبصورت ستون تھا جس پر اس
کمرے کی چھت کھڑی تھی۔

آدمی نے لڑکی کو لا کر اسی ستون سے باندھ دیا اور
ایک بار پھر باہر نکل گیا۔

ماریا بھی ان کا پیچھا کرتی ہوئی یہاں پہنچ گئی تھی اور
تک اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔

لڑکی نے جب دیکھا وہ آدمی باہر گیا ہے۔ اُس نے
کی بندش سے اپنا ایک ہاتھ آزاد کر لیا اور پھر
گریبان سے کوئی سبز رنگ کا چھوٹا پتھر نکال کر اپنے
میں رکھ لیا۔

ماریا سمجھ گئی۔ اس لڑکی نے اپنے گلے میں وہ جگہ
کھی ہے جہاں زمانہ قدیم میں چور اور ڈاکو سونے
کو مونہہ میں ڈال کر اپنے گلے میں محفوظ کر لیتے تھے
ضرورت پڑنے پر پھر نکال لیتے تھے۔

آدمی کوچوان کی چابک اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا
اب لڑکی کے چہرے پر پہلے والی گھبراہٹ نہ تھی
ایک اطمینان تھا۔

آدمی نے کہا دیکھو رجنی پارس پتھر میرے حوالے کر دو
تمہارے کپڑوں سے لے کر تمہاری کھال تک کی تلاشی
کر رہوں گا۔ ہم تبت سے تمہارے پیچھے لگے ہوئے
جب تمہارے باپ تبت کے دلائی لامہ نے تمہارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہیز میں وہ پارس پتھر دیا تھا۔ تم اور تمہارا خاوند ہم
سے بچتے بچاتے تبت سے برما اور پھر یہاں آ پہ
مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ راستے
تم لوہے سے پارس چھو کر سونا بناتے آئے اور
بیچ بیچ کر عیش کرتے رہے تمہارا خاوند ہمیں جل
کر نکل گیا ہے میرے ساتھی اس کے پیچھے ہیں ا
بھی یہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس چوہا بلی کے کھیل
ہم تنگ آ گئے ہیں اور اب یہ کھیل ختم ہو کر رہ
اس پارس پتھر کے لیے ہم نے تبت کا سفر کیا
معلوم ہوا تھا۔ کہ تبت کے موجودہ دلائی لامہ شالا
کے پاس ان کا خاندانی پارس پتھر موجود ہے جو نسل
چلا آ رہا ہے۔ پھر جب ہم نے ایک رات شال
کی شہ رگ پر خنجر رکھ دیا تو اس نے ہمیں بتا د
اس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی اور پارس پتھر میں
اسے جہیز میں دے دیا ہے۔ پھر ہمیں تمہاری اور تمہا
خاوند کی تلاش ہوئی۔ تم دونوں مل تو گئے لیکن تمہا
خاوند بلاشبہ ایک بہادر اور عقل مند آدمی ہے ا
معلوم ہو گیا کہ ہم پارس پتھر کے پیچھے اس کے پ
لگے ہوئے ہیں۔ وہ ہم سے بچتا بچاتا ہوا یہاں تک

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے ہمیں قدم
پر شکست دی لیکن اس دفعہ جیت کا پانسہ ہماری
ہو گا۔ چپ چاپ بتا دو پتھر کہاں ہے وہ پہلے
ے خاوند کی انگوٹھی میں تھا ہم نے وہ انگوٹھی حاصل
ل ہے۔ لیکن اس میں نگ کی جگہ خالی ہے جس سے
ات ظاہر ہے کہ تم لوگوں نے ہمیں دھوکہ دینے کے
اسے انگوٹھی سے نکال کر کہیں چھپا دیا ہے۔
ماریا کی سمجھ میں تمام کہانی آ گئی۔
دوسری طرف اس آدمی نے لڑکی پر چابک برسانے
ع کر دیئے لیکن لڑکی نے اپنی زبان سختی سے بند
تھی پھر اس بدمعاش نے لڑکی کے گریبان میں
ڈال کر اس کی قمیض پھاڑ کر پھینک دی اور اسی
وہ لڑکی کے جسم سے ایک ایک کر کے سارے
ے نوچ کر پھینکتا رہا۔
معاملہ ماریا کی برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔
اس سے پہلے کہ ماریا کوئی فیصلہ کرے۔
بدمعاش نے ایک زوردار مکا لڑکی کی ٹھوڑی پر جڑ
لڑکی نے بچنے کی کوشش کی اور مکا ٹھوڑی کی بجائے
کی گردن پر لگا اور سبز رنگ کا پتھر اس کے مونہہ

ے نکل کر کمرے کے فرش پر جا پڑا ۔ بدمعاش کی ...
دیکھ کر باچھیں کھل گئیں ۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر پار...
پتھر کی طرف دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ پ...
اٹھائے ۔ ماریا نے بڑھ کر وہ پتھر اٹھا لیا ۔ بدمعاش کو ...
حیرت ہوئی کہ پتھر ایک دفعہ پھر ملتے ملتے رہ گیا ا...
غائب ہو گیا ۔ وہ پریشان ہو کر چاروں طرف دیکھنے ...
اور پھر رجنی کی طرف دیکھ کر کہا پتھر کہاں چلا گیا ۔ ر...
بھی حیران تھی ۔

پھر ماریا نے کہا پارس پتھر میرے پاس ہے ۔

بدمعاش نے نظر نہ آنے والی شے کی آواز سن کر ...
کیا تم کون ہو ؟

ماریا نے جواب دیا میں رجنی کی ماں ہوں تم کیا ...
ہو یہ سینکڑوں سال سے نسل در نسل چلے آنے وال...
پارس پتھر جسے ہم نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا ہے ...
ان سے چھین لو گے ۔ کان کھول کے سن لو میں ا...
تک یہ تماشہ دیکھتی رہی لیکن آج تم نے میری بیٹی ...
جسم پر جس وحشیانہ طریقے سے چابک برسائے ہیں میر...
مامتا بے چین ہو گئی اور مجھے اس کی مدد کو آنا پڑا...
یہ پتھر بزرگوں کی بخشش ہے اور ہمارے خاندان سے ...

...نہیں جا سکتا ۔ اگر تم نے وقتی طور پر کبھی اسے حاصل کر
...لیا تو یاد رکھو یہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی بن
جائے گا اور تمہارے لالچی گروہ کا ایک آدمی بھی زندہ
نہیں بچے گا میری نصیحت پر عمل کرو اور پارس کا خیال دل
سے نکال دو ۔

بدمعاش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا یہ پتھر تو تمہیں
ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا ورنہ یاد رکھو ہم تیرے داماد اور
...ی کے جسم سے کھال اتار کر بھس بھر دیں گے ۔

اب ماریا کو انتہائی غصہ آ گیا اور اس نے بدمعاش کو
گریبان سے پکڑ کر ایک مکا اس کے مونہہ پر رسید
کر دیا ۔

بدمعاش زمین پر جا گرا اور چابک اس کے ہاتھ سے
ایک طرف گر گئی ۔

ماریا نے وہ چابک اٹھا لی اور پھر جی بھر کر اس
بدمعاش کے جسم پر چابک برسائے یہاں تک کہ کئی جگہ
سے اس کی کھال بھی اُدھڑ گئی اور بدمعاش موقعہ پا کر
یہاں سے بھاگ گیا ۔ ماریا نے رجنی کو کھول دیا ۔

رجنی نے کہا میں تمہاری بہت شکر گذار ہوں بہن تم
نے اس آڑے وقت میں میری مدد کی ان بدمعاشوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرا اور میرے خاوند کا جینا محال کر رکھا ہے۔ یہ ہم سے ہمارا پارس پتھر چھین لینا چاہتے ہیں مگر تم نظر آتی نہیں ہو۔

تم کون ہو کاش میں تم جیسی نیک لڑکی کو دیکھ سکتی۔

ماریا نے کہا بہن تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں لیکن میں تمہاری مدد ضرور کروں گی۔

رجنی نے کہا اچھی بہن یہ تو بتا دو تم کون ہو۔

ماریا نے کہا تمہاری ہی عمر کی ایک لڑکی ہوں یوں سمجھ لو ایک بزرگ کی دعا یا بددعا سے میں غائب ہوں کسی کو نظر نہیں آتی۔

رجنی نے کہا تو پھر میری سہیلی بن جاؤ۔ ان ظالموں نے ہماری زندگی اجیرن کر دی ہے ہم نے شادی کے بعد ایک دن بھی چین سے نہیں گذارا اب دیکھو نا جانے میرا خاوند کہاں چھپا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظالم مجھے یہاں اٹھا لایا ہے اس کے ساتھی میرے خاوند کے پیچھے ہوں گے اور اب نا جانے ہم دونوں کی کب ملاقات ہو گی ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔

ماریا نے کہا یہ انسانیت کے نام پر بدنما داغ ہیں ایسے لوگ جو بے گناہوں پر ظلم کر کے ان سے زبردستی

ان کی دولت چھین لینا چاہتے ہوں کسی رعایت کے مستحق نہیں ہوتے مجھے سہیلی کہا ہے تو مجھ پر اعتماد کرو۔ پارس میرے پاس تمہاری امانت ہے جب تک یہ لوگ اپنے انجام تک نہیں پہنچ جاتے اسے میرے پاس ہی رہنے دو۔

رجنی نے کہا مجھے آپ پر اعتماد ہے بہن لیکن ہماری جان کسی صورت ان بدمعاشوں سے بچاؤ۔

ماریا نے کہا تمہیں ان کے ٹھکانے کا پتہ ہے۔

رجنی نے کہا ہاں شہر میں ہے یہ بارہ بدمعاشوں کا ایک گروہ ہے۔

ماریا نے کہا آؤ میرے ساتھ یہ بارہ کی بجائے سو بھی ہوں گے تو نبیٹ لوں گی ان سے۔ دوسری طرف وہی بدمعاش مار کھا کر اپنے گروہ کے پاس گیا اور ان کو ساری کہانی کہہ سنائی کہ پارس پتھر رجنی کی ماں کی روح کے پاس ہے۔

ان کے سردار ہنٹ نے کہا روح کا علاج بھی ہو جائے گا تم ابھی جا کر "قادر لونگ" مین کو لے آؤ اس کی ساری عمر کالے جادو میں گذری ہے۔ رجنی کا خاوند ہمارے سامنے ہیں ہے اور رجنی اسے چھڑانے کے لیے یہاں ضرور آئے گی پھر لونگ مین اس کی ماں کی روح کو بھی قید کرلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا اور اس سے پارس وصول ہو جائے گا۔ اس کے خاوند کی حفاظت کرنا خطرناک آدمی ہے غائب نہ ہو جائے۔ ایک ساتھی نے کہا ہم نے اسے ساتھ والے کمرے میں باندھ رکھا ہے۔ فارمن اور ٹینز دونوں اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

ہنٹ نے کہا ٹھیک ہے اب وہی ایک مہرہ ہمارے پاس ہے جس کی وجہ سے رجنی یہاں ضرور آئے گی اسے ہمارا ٹھکانہ معلوم ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سانپوں کی بارش

ناگ سوچتا ہوا باہر نکلا تو مالا کا ایک اور موتی پڑا تھا۔ پھر وہ اور آگے بڑھ گیا تھوڑے فاصلے پر ایک اور موتی پڑا تھا۔ اب ناگ کی سمجھ میں آ گیا ہار ٹوٹا نہیں کلاوتی نے خود توڑا ہے اور جس طرف اسے اغوا کر کے لے جایا گیا ہے۔ اس کی نشاندہی موتیوں سے کی ہے گویا اسی طرح موتیوں سے وہ میرے لیے راستہ بنتی گئی ہے۔ ناگ ان ہی موتیوں کا پیچھا کرتا ہوا چلتا گیا کئی بازار پار کرنے اور کئی موڑ مڑنے کے بعد آخری موتی اسے ایک دروازے کے باہر ملا جس کا صاف مقصد تھا کہ اغوا کرنے والا کلاوتی کو اس گھر میں لایا ہے۔ ناگ نے دیکھا دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ لوٹ لگا کر سانپ بن گیا اور دروازے کے ایک سوراخ سے مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک صحن تھا جہاں تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اس کے اختتام پر ایک کمرہ تھا جہاں روشنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو رہی تھی ناگ سانپ کے روپ میں اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں، اندر جا کر اس نے دیکھا ایک طرف کلاوتی رو رہی تھی دوسری طرف اس کا باپ رام سروپ پریشان بیٹھا تھا جس کے ساتھ وہی پنڈت بیٹھا تھا جسے ناگ نے ہاتھی بن کر اٹھا کے پھینکا تھا جو چتا کے پاس اشلوک پڑھ رہا تھا اور ہاتھی کو دیکھ کر اس نے گنیش دیوتا کی جے کا نعرہ لگایا تھا۔ کلاوتی کے پاس اس کی ماں بیٹھی ہوئی تھی اور پنڈت کہہ رہا تھا۔ رام سروپ جی میں نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے وہ کوئی جادوگر تھا جو گنیش دیوتا کے روپ میں ہمیں چھل گیا۔ آپ کی سپوتری اس کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

کلجگ ہے کلجگ۔ رام۔ رام۔ ایک ودھوا اور پرائے مرد سے باتیں کرے، پھٹ جائے یہ دھرتی اور سماں جائیں اس میں ہم، رام سروپ نے کہا کیوں کلاوتی پنڈت جی سچ کہہ رہے ہیں۔

کلاوتی نے کہا بابو جی وہ میرے پتی دیو تھے۔

مت ماری گئی ہے تیری ماں نے غصے سے کہا جب سے آئی ہے یہی رٹ لگائے جا رہی ہے اری کلموہی

...نے اپنے پتی کو دیکھا ہی کب ہے اور تا ہی اس ...کیا شی نے تجھے دیکھا تھا۔ چار سال کی تو تھی اور پانچ سال کا وہ تھا جب تمہارے پھیرے ہوئے تھے۔

رام سروپ نے کہا اچھی خاصی سماج میں عزت بنی ہوئی تھی پنڈت جی آپ نے اسے یہاں لا کر میرے لیے مصیبت کھڑی کر دی ہے۔

پنڈت نے کہا رام رام میں دھرم کا سیوک ہو کر دھرم کے خلاف کیسے ہوتا دیکھ سکتا تھا۔ یہ پاپ مجھ سے نہ دیکھا گیا اور اسے یہاں لے آیا۔

رام سروپ نے کہا۔ اب تم کیا کہتے ہو۔

پنڈت نے کہا یہ ودھوا ہے اسے اوش چتا میں جلنا ہو گا۔

ناگ ایک کونے میں سانپ بنا سب کچھ سن رہا تھا۔ رام سروپ نے ہاتھ جوڑ کر کہا رحم کرو پنڈت جی اس کا کوئی اور اپائے سوچو میں دھن دولت سے آپ کی سیوا کرنے کو تیار ہوں۔

پنڈت نے کہا میری نظر میں ایک اپائے ہے۔

رام سروپ نے کہا جلدی بتائیں پنڈت جی۔

پنڈت نے کہا بجھان ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوکھا آئے۔

رام سروپ نے کہا اب کہہ بھی چکو پنڈت جی۔
پنڈت نے کہا عزت بچانی ہے تو کنیا دان کر د
رام سروپ نے کہا میں سمجھا نہیں پنڈت جی۔
پنڈت نے کھسیانی ہنسی ہنس کر کہا تو اتنی سی با
بھی سمجھ میں نہیں آئی رام سروپ جی کنیا مجھے دان کر
میں رات کے اندھیرے میں اسے لے کر اس شہر
چلا جاتا ہوں تمہاری عزت بھی بچ جائے گی۔ پھر کو
کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی۔

رام سروپ پلنگ سے اُٹھ کر غصے میں کھڑا ہو گیا
کہا شرم کرو پنڈت جی تم تو اس کے باپ کے برا
بھگوان کی سوگند اگر تم برہمن نہ ہوتے تو تمہیں دھکے ما
گھر سے نکال دیتا۔

پنڈت نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا سوچ لو جان
نے بھس میں چنگاری ڈال دی تو تمہارا سب کچھ جل
راکھ ہو جائے گا۔ سماج میں دو کوڑی کی عزت بھی نہ
گی اور برادری دوبارہ تمہارا حقہ پانی بند کر دے گی۔

ناگ کا جی چاہ رہا تھا آگے بڑھ کر اس شیطا
پنڈت کے جسم میں اپنا سارا زہر انڈیل دے لیکن اس

پنڈت کے مر جانے سے یہ مسئلہ حل نہ ہوگا۔
وتی کی زندگی برباد ہو جائے گی یا تو برادری دوبارہ اسے
یں جلا ڈالے گی یا پھر گھر میں قیدی بن کر تمام
گزار دے گی جو کسی طرح بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ ناگ
سوچا کوئی بڑا چمتکار دکھانا پڑے گا۔

کلاوتی کی ماں نے کہا کلاوتی کا ہاتھ آپ کو پکڑانے
بہتر ہے کہ ہم اسے چتا میں جلا ڈالیں آپ
آپ کو دھرم کا داس کہتے ہیں مگر آپ جلا دیں دھرم
کے قریب سے بھی نہیں گذرا۔

پنڈت نے کہا بس بس دیوی بہت ہو چکا میں چلا اب
تو اور تمہاری برادری میں دھرم کے خلاف کوئی بات
نہیں کر سکتا۔ رام رام کرتا ہوا پنڈت گھر سے باہر
تو کلاوتی کی ماں رام سروپ کے پاس آئی اور کہا
ب کیا ہوگا۔

رام سروپ نے کہا اگر ہماری جائداد اور کاروبار یہاں
وتا تو میں آج ہی رات اپنی بیٹی کو لے کر یہ شہر
جاتا۔ اس کاروبار دھن دولت نے پاؤں میں زنجیر
دی ہے۔ اب تو برادری کے فیصلے کا انتظار کرنا ہوگا
ں نے کہا نہ جانے وہ جادوگر کون تھا اس میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں ہوتا تو ہماری مدد کرتا۔
رام سروپ نے کہا سرسوتی تو بھی عجیب بات کر
ہے بیٹی کو بھیڑیئے سے بچا کر شیر کے آگے ڈالنے وا
بات نہ کر اس پاپی سے تو پنڈت لاکھ درجے اچھا
سرسوتی نے کہا اچھا اب جو بھگوان کرے سو ہو
پنچایت کیا فیصلہ کرتی ہے۔

ناگ نے یہاں سے واپس جا کر اسی ویران مند
میں بیٹھ کر اس علاقے کے سردار سانپ کو سگنل د
وہ بے چارہ اپنے بل میں اپنی ناگن کے پاس بیٹھا
سگنل ملتے ہی دوڑا ہوا دیوتا کی خوشبو پر مندر میں چلا
ناگ نے کہا یہاں اس علاقے میں کتنے سانپ ہو
ہیں۔

سردار سانپ نے کہا بے شمار ہیں دیوتا آپ حکم
کریں۔

ناگ نے کہا کل شہر میں رام سروپ کے مکان
مجھے سانپوں کی بارش کرنی ہے۔ میں وہاں انسان
روپ میں موجود ہوں گا اور وہاں پنچایت بیٹھی ہو گی
انہوں نے میری مرضی کے خلاف فیصلہ دیا تو میں تمہیں
زبان میں حکم دوں گا۔ تمام سانپوں کو چھت پر موجود ہونا چا

حکم ملتے ہی وہاں سانپوں کی بارش شروع ہو جانا چاہیے
کسی انسان کو کاٹنا نہیں۔

سانپ نے کہا تو میں ابھی یہ پیغام تمام سانپوں کو
دیتا ہوں اور راتوں رات ہمیں وہاں پہنچ کر چھپ
چاہیے۔

پھر ناگ نے رام سروپ کے مکان کی نشاندہی اس
ر سانپ کو کروا دی اور وہ یہاں سے چلا گیا۔

دن کے وقت جو چنگاری پنڈت نے بھس میں ڈالی
ی آگ کی شکل میں بھڑک اٹھی تھی تمام برادری کے بڑے
ات کے ساتھ پنچایت کے پنچوں کو لے کر رام سروپ
گھر پر پہنچ گئے اور رام سروپ سے جواب طلب کر
کے اس نے ودھوا بیٹی کو چتا سے بچا کر گھر میں کیوں
ا لیا ہے ہم دھرم کے خلاف کوئی بات نہیں ہونے
یں گے۔ برادری کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دو اور
یا کو جو ودھوا ہے چتا کی آگ میں جلا دو۔

رام سروپ سر جھکائے ملزموں کی طرح کھڑا تھا کہ ایک
رف سے ناگ نکل کر انسان کے روپ میں سامنے آ گیا
اس نے پنچوں سے کہا کون کہتا ہے یہ ودھوا ہے
اس کا پتی ہوں اور زندہ تمہارے سامنے موجود ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرپنچ نے کہا تم کون ہو۔ اس لڑکی کی شادی تو نند کشور کے لڑکے رام کشور سے ہوئی تھی جو مر چکا ہے۔

ناگ نے کہا وہ شادی چار سال کی عمر میں ہوئی تھی جب کلاوتی بچی تھی اور ناسمجھ تھی۔ جوان تو یہ اب ہوئی ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں اب آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ رام کشور کو اپنا پتی مانتی ہے دوسری بات اب جب کہ وہ لڑکا مر چکا ہے آپ ایک ایسی لڑکی سے دوسری شادی کا حق کیوں چھینتے ہیں جس نے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

سرپنچ نے کہا اس کی شادی میں پوری برادری شریک تھی اور پھیرے ہمارے سامنے ہوئے تھے میں پوچھتا ہوں تمہاری شادی میں کون شریک تھا۔

ناگ نے کہا وہ آپ لوگوں سے مہان تھے۔ میری شادی میں شری رام خود، گنیش دیوتا، کالی ماتا اور بھگوان کرشن شامل ہوئے تھے یہ میری پتنی ہے اسے میرے حوالے کر دو۔ ورنہ یاد رکھو دیوتاؤں کا قہر تم پر ٹوٹ پڑے گا۔

پنڈت نے کہا یہ جھوٹا ہے، مکار ہے۔

ناگ نے کہا پنڈت جی اپنی چونچ بند رکھو مجھے سرپنچ

سے بات کرنے دو۔

سرپنچ نے کہا تم جو کچھ کہتے ہو اس کا کوئی گواہ بھی ہے۔

ناگ نے کہا ہاں ہے لیکن اگر میں نے اسے یہاں آنے کے لیے کہا تو وہ خود تو نہ آئے گا گواہوں کو ضرور بھیج دے گا۔

سرپنچ نے کہا تو بلاؤ ان گواہوں کو برادری میں۔

ناگ نے کہا دیوتاؤں کو نہ بلاؤ برادری میں، اسی میں سب کی بھلائی ہے۔

سرپنچ نے کہا یہ تو دیوانہ معلوم ہوتا ہے اور ہمیں خوامخواہ دیوتاؤں سے ڈرا رہا ہے۔

ناگ نے کہا تو تیار ہو جاؤ گواہ آ رہے ہیں۔ ناگ نے اپنی زبان میں سانپوں کو حکم دیا۔ اس کمرے میں ساری بارش ہونی چاہیے۔ پھر کیا تھا ہزاروں قسم کے سانپ چھت سے بارش کی طرح گرنے شروع ہو گئے اور باقاعدہ چھت سے سانپوں کی بارش شروع ہو گئی۔ ساری برادری کی چیخیں نکل گئیں۔

سرپنچ نے کہا ہمیں یقین آ گیا ہے بھگوان کے لیے یہ سانپوں کو واپس بھیج دو تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پنڈت نے سرپنچ کے کان میں کچھ کہا اور سرپنچ نے
کہا ہمیں یقین آگیا ہے تم ہی اس کے پتی ہو لیکن
برادری کے دکھانے کو سوموار کے روز تم یہاں آ جا
پھیرے ہمارے سامنے ہونے چاہئیں ہم کلاوتی کو عزت
ساتھ شریفانہ طریقے سے ڈولی میں بٹھا کر تمہارے
کر دیں گے۔ اب بھگوان کے لیے ان سانپوں کو یہاں
واپس بھیج دو۔

ناگ نے سانپوں کو اپنی زبان میں حکم دیا واپس جا
اور پھر سارے سانپ وہاں سے واپس چلے گئے۔

سرپنچ نے کہا اب تم بھی جاؤ بیٹا سوموار کو بارات
کر آ جانا ۔

ناگ وہاں سے چلا آیا اور اب اسے اطمینان تھا
اس چھت بکار کا اچھا ہی نتیجہ نکلے گا لیکن وہ اس بات
پریشان تھا کہ اگر کلاوتی کے پھیرے میرے ساتھ ہو
تو وہ مجھے اپنا پتی مان کر میرے گلے کا ہار بن جائے
پھر میں لاکھ اس سے کہوں کسی سے شادی کر لے وہ
نہ مانے گی یہ بارات والی شرط مان کر میں نے اچھا نہ
کیا ۔ اس نے سوچا اسے سوموار سے پہلے ہی کلاوتی کو دا
سے نکال لانا چاہیے پھر اسے سب کچھ سمجھا کر اس کی شادی

کسی دوسرے شہر میں جا کر کر دینی چاہیے۔ وہ واپس اسی
ویران مندر میں آ گیا اور فرش پر لیٹ کر سوچنے لگا۔ اس
نے دیکھا ایک چمگادڑ اڑتا ہوا آ کر اس پر جھپٹا ناگ
ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا اور چمگادڑ کو پکڑنا چاہا لیکن چمگادڑ
ہاتھوں سے نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ ناگ نے
سوچا کوئی معمولی چمگادڑ ہو گا جس نے پرانے مندر کو اجاڑ
جان کر یہاں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہو گا۔ لیکن اسے محسوس ہوا
کہ چمگادڑ ایک دم آ کر اس کے سر پر بیٹھ گیا ہے اور
بیٹھتے ہی اس نے اپنے پنجے ناگ کے سر میں گاڑ دیئے۔
ناگ کو اپنی طاقت ختم ہوتی نظر آئی اس نے ہاتھ اٹھا کر
چمگادڑ کو سر سے پکڑنا چاہا لیکن ہاتھ اٹھ ہی نہ سکے ۔
دوسری طرف چمگادڑ نے پورے طور پر اپنے ناخن سر میں گاڑ
دیئے تھے۔۔

ناگ نے قدم اٹھانا چاہا زمین نے پاؤں ہی پکڑ لیے۔

ناگ نے کہا کون ہو تم ۔

قہقہے کی آواز سر سے آئی اور چمگادڑ نے کہا، تیری تلاش
میں ساری جوانی پہاڑوں اور جنگلوں میں گذار دی ہے میں
شری کانت جوگی ہوں۔ مجھے دیوتاؤں نے بددعا دے کر
چمگادڑ بنا دیا ہے اب تیرا جسم میری ملکیت ہے۔ یہ میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکم پر چلے گا۔ کیوں کہ دیوتاؤں نے کہا تھا اگر تو کسی ہزار
سال پرانے سانپ کے جسم پر اس وقت قبضہ کر لے جب
وہ انسان کے روپ میں ہو تو وہ جسم تیرا غلام ہو جا
اب تو ناگ نہیں یہ تیرا جسم نہیں تو سڑی کانت جوگی
اور یہ میرا جسم ہے۔ پھر چمگادڑ نے اپنے پنجے زور سے
کے دماغ میں اتار دیئے اور ناگ کو محسوس ہوا کہ وہ اند
میں ڈوبتا جا رہا ہے اور پھر تاریکی چھا گئی لیکن یہ کیفیت
کے دماغ کی تھی جسم اپنی جگہ بھلا چنگا اور تندرست تھا لیکن
اب وہ اپنے آپ کو سڑی کانت جوگی سمجھ رہا تھا۔

دوسری طرف کلاوتی رات کے وقت اپنے گھر میں سوئی
تھی اس کے دائیں طرف ماں کی اور بائیں طرف باپ کی چارپا
تھی۔ پنڈت جو پنڈت سے زیادہ شیطان تھا دیوار پھاند کر
صحن میں داخل ہوا اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر چھپ
چھپاتا کلاوتی کے کمرے کی طرف بڑھا اور کلاوتی کی چارپا
کے قریب جا کر کلاوتی کے منہ اور ناک پر مضبوطی
ہاتھ رکھ دیا جس سے سانس رک گیا۔ کلاوتی نے بہتیر
ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن پنڈت اس قصائی ک
طرح جو بکرا ذبح کرتے وقت اپنی پوری گرفت بکرے
مضبوط رکھتا ہے نے کلاوتی کو زیادہ ہاتھ پاؤں مارنے

دیئے اور وہ چند سیکنڈ میں بے ہوش ہو گئی۔ پنڈت نے آرام
سے اسے کندھے پر اٹھایا اور دبے پاؤں اس کمرے سے باہر
آیا اور صحن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جہاں ایک بگھی تیار
تھی۔ کلاوتی کو اس میں ڈالا اور یہاں سے چلا گیا۔ دن کے وقت
جب کلاوتی کو نہ پاکر اس کی تلاش شروع ہوئی تو ساری برادری
نے رام سروپ کلاوتی کے باپ پر یہ الزام لگا دیا کہ اس نے
اپنی لڑکی کو بھگا دیا ہے اور اس الزام میں پنڈت سب سے
پیش پیش تھا۔ اس نے کلاوتی کو لے جا کر ایک کمرے میں بند کر
دیا تھا اور خود اس لیے ساری برادری میں ان کے خلاف زہر پھیلا
رہا تھا کہ اس پر کسی کو شک نہ ہو۔ دوسرے دن سوموار تھا اور
کلاوتی جو اب اس کمرے میں ہوش میں آ گئی تھی حسرت سے
اس دولہا کا انتظار کر رہی تھی جو سوموار کو بارات لے کر آنے
والا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کی وادی

دوسری طرف عنبر کو برنارڈ نے موت کی وادی کے متعل سب کچھ سمجھا دیا تھا اور اب وہ تیزی سے گھوڑے پ موت کی وادی کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اسے اب وہ پ قریب ہی نظر آنے لگے تھے جن کی وادی کا نام موت وادی تھا پھر جلد ہی ہی ایک بڑا سا پہاڑ پار کر کے وہ میں اُتر گیا جہاں ایک شفاف پانی کی ندی بہہ رہی اس نے سوچا چلو اچھا ہوا اب کم از کم گھوڑے پیاس تو بجھ جائے گی۔ ابھی وہ ندی سے دور ہی تھ اس نے ایک قوی ہیکل سوار کو دیکھا جو گھوڑے رہا تھا اور اس نے ندی کے کنارے گھوڑے سے جانوروں کی طرح سے اوندھے لیٹ کر ندی سے پانی شروع کر دیا۔

عنبر نے دیکھا قریب ہی جھاڑیوں سے ایک چیتا د پاؤں اس کی طرف بڑھا۔ عنبر نے بھی اپنا گھوڑا چھوڑ دیا

سرکنڈوں میں چھپتا چھپاتا ٹھیک اس نوجوان کے قریب پہنچ گیا۔ عنبر نے دیکھا چیتا بھی دبے پاؤں ٹھیک اس آدمی کے قریب ہی ایک جھنڈ سے نمودار ہوا اور پھر جونہی چیتا نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عنبر اس نوجوان کے سامنے ڈھال بن کر آگیا۔ جب کہ وہ آدمی بھی گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عنبر نے چیتے کے دونوں اگلے پاؤں پکڑ لیے اور وہ چیتے کے ساتھ ہی لڑکھڑاتا ہوا ٹیلے سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اس سوار نے ممنون نگاہوں سے عنبر کو دیکھا جس نے اس کی جان چیتے سے بچائی تھی اور بڑی بہادری سے چیتے سے مقابلہ کر رہا تھا۔ دونوں میں زندگی اور موت کی لڑائی ہو رہی تھی۔ چیتے نے کئی دفعہ اپنے پنجے عنبر کے جسم پر آزمائے تھے لیکن وہ سوار حیران تھا کہ اسے عنبر کے جسم پر خون کا کوئی نشان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں گتھم گتھا ہو رہے تھے سوار نے اپنا خنجر نکال رکھا تھا اور وہ پھینک کر چیتے کو مارنا چاہتا تھا لیکن اسے موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دو چیتے آپس میں لڑ رہے ہوں۔ پھر چیتے نے ایک بھرپور موہنہ عنبر کے بازو پر مارا اور سوار نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس کو اندازہ تھا کہ اس کا محسن ایک بازو سے محروم ہو جائے گا لیکن جب اس نے آنکھیں کھولیں تو خون چیتے کے موہنہ سے نکل رہا تھا۔ جس کے دانت ٹوٹ گئے تھے۔ پھر عنبر نے اس کے جبڑے کو پکڑ کر توڑ دیا اور چیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اٹھا کر پھینک دیا جو تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اس
کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا تو عنبر نے مڑ کر
وہ سوار تھا جو اس کے جسم کو ٹٹول کر دیکھ رہا تھا
خراش تک نہ آئی تھی۔

عنبر نے دیکھا چہرے بشرے سے یہ بھی کوئی شخصیت
مالک ہی لگ رہا تھا۔ آنکھوں میں عقابوں کی چمک تھی
چہرے پر ایسے تاثرات تھے جس میں کئی داستانیں چھپی
ہوں۔ ہاتھ فولاد کی طرح سخت اور کندھے مضبوط تھے
کسی چٹان کی طرح چوڑا تھا۔

اس نے عنبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا چیز
تم نوجوان۔

عنبر نے جواب دیا تلوار ہوں سنا ہے اس وادی میں
تلوار کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے فکرِ معاش
ہوں اور اپنی وفاداریاں کسی قدر دان سے وابستہ کرنا چا
ہوں۔

سوار نے قہقہہ لگایا اور کہا خوب تمہیں گفتگو کا
بہت اچھا آتا ہے۔ بلاشبہ اچھی تلوار ہو فکر نہ کرو قدر
مل ہی جائے گا۔ فی الحال آج مجھے میزبانی کا شرف بخشو
آدمی مجھے بے حد پسند ہیں اور پھر تم نے میری جان
بچائی ہے۔

عنبر نے کہا زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے
تو ایک گنہگار بندہ ہوں۔

آدمی نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔

عنبر نے جواب دیا مجھے عنبر کے نام سے پکار سکتے
تمہارا نام دوست۔

آدمی پھر ہنسا اور کہا جس نام سے چاہو پکار لو۔
کیسا ہے۔

عنبر نے کہا مجھے بے حد پسند ہے اس لیے کہ
دوستوں کے لیے جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ
کرتا۔

آدمی نے کہا تو پھر مجھے اسی نام سے پکارو تم اچھے
ہو اب آؤ چلیں اور وہ آدمی عنبر کو لے کر
ہٹ میں چلا آیا اس نے ہٹ کے باہر بنے ہوئے
کے ایک ستون سے گھوڑا باندھ دیا اور اس کی پیٹھ
سے خالی کر دی اور کاٹھی اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔
بھی پیچھے ہی چلا گیا جہاں ایک نہایت خوبصورت
بے ترتیب فرنیچر کو ترتیب سے رکھ رہی تھی،
سے اداسی اور غم جھلک رہا تھا۔ اس نے
کراتے ہوئے کہا:

جلدی واپس آ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدمی نے لاپروائی سے کہا اپنی مرضی کا مالک ہوں
کسی کا پابند تو نہیں یہ میرے دوست ہیں اور مہمان بھی
ان کے کھانا تیار کرو۔

عورت خاموشی سے چلی گئی۔

عنبر نے کہا یہ خاتون آپ کی بیوی ہے۔

میزبان نے کہا ایسا ہی سمجھ لو، بیٹھو۔

عنبر ایک لکڑی کی کرسی پر بیٹھ گیا پھر میزبان نے کہا
اس سے پہلے کیا کرتے تھے دوست۔

عنبر نے مسکرا کر کہا اپنے ماضی کو چھپاؤں گا نہیں
قانون شکن تھا، قاتل بھی ہوں اور مفرور بھی کبھی ایک
پورا گروہ میرے ساتھ تھا لیکن قانون سے ٹکراتے ٹکراتے
سب ختم ہو گئے اکیلا رہ گیا۔ دوسری طرف قانون کی
طاقت بڑھتی گئی مجبور ہو کر مفرور ہو گیا۔ قانون کو اب
بھی میری تلاش ہے۔ ہم لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ مفرور
قانون شکن لوگوں کو کہاں پناہ مل سکتی ہے اسی لیے میں
کی وادی کا رخ کیا ہے تم میری کیا مدد کر سکتے ہو

آدمی نے کہا ذاتی طور پر تو کچھ نہیں لیکن اس وادی
کا حکمران بلیک لائن میرا دوست ہے ایک خط
کر اس کے پاس چلے جانا اچھی تلوار کو وہ ہر قیمت
خرید لیتا ہے لیکن یہ ذہن میں رکھنا اس کی نگاہیں

اندر تک جھانک لیتی ہیں کھوٹے کھرے کی اسے
پہچان ہے وہ جتنا اچھا دوست ہے اتنا ہی خطرناک
ہے اور اس کے دشمن کو موت کے علاوہ کوئی پناہ
نہیں دے سکتا۔

عنبر نے کہا بہادر آدمی کی پہچان یہی ہوتی ہے وہ
دوست بھی اچھا اور دشمن بھی خوب ہوتا ہے۔

میزبان نے کہا آج رات یہاں رہو صبح ہی خط
لے کر میرے بتائے ہوئے پتے پر چلے جانا بلیک لائن
سے ملاقات ہو جائے گی تمہیں وہاں ایک سے بڑھ کر
ایک نادر تلوار نظر آئے گی بے کار لوگوں کی بھیڑ اپنے
پاس وہ پسند نہیں کرتا اور اچھے بہادر کو اپنے سے جدا
نہیں کرتا۔ اتنی دیر میں وہی عورت کھانا لے کر آ گئی
عنبر کو بھوک نہ ہونے کے باوجود بھی کھانا ہی پڑا
کے وہ عورت برابر قریب ہی خدمت کے لیے
کھڑی رہی اور کھانے کے بعد جوٹھے برتن اٹھا کر دھونے
چلی گئی۔ کھانے کے دوران کن انکھیوں سے عنبر اس عورت
کو دیکھتا رہا اسے ایسا لگا ایک آتش فشاں کی طرح لاوا اس
عورت کے اندر پک رہا ہے۔ ایک نفرت کا طوفان سینے میں
چھپائے ہوئے ہے بظاہر تو سطح پرسکون نظر آتی ہے لیکن اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طوفان اُٹھ رہے ہیں۔ پھر اپنے میزبان کے کہنے پر عنبر سونے کے لیے چلا گیا۔ عنبر کو نیند کہاں آتی ہے وہ کروٹیں بدلتا رہا اور اس نے بغور دیکھا میزبان بظاہر سو رہا ہے اور کبھی کبھی خراٹوں کی آواز بھی سنائی دینے لگتی ہے لیکن اندر سے وہ چیتے کی طرح ہوشیار ہے وہ بند آنکھوں سے بھی عنبر کی حرکات سکنات کا رات بھر مشاہدہ کرتا رہا اور عنبر نے سوچا اس نے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنا ہوشیار اور چوکس آدمی دیکھا ہے۔ عنبر نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح اس کے غافل ہونے پر اس عورت سے ملاقات کرے لیکن اس نے ایک لمحہ بھی ایسا عنبر کو نہ دیا۔ عنبر دل ہی دل میں اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا اور پھر دن چڑھ آیا اور جو رات بھر بیدار رہا تھا ایک دفعہ پھر جمائی لے کر اُٹھ بیٹھا اور اس عورت کو حکم دیا۔ مہمان کے لیے ناشتہ تیار کرو۔ پھر میز پر بیٹھ کر خط لکھ کر عنبر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

ان ٹیلوں کے پار موت کی وادی ہے جہاں ایک لکڑی کی عمارت بنی ہوئی ہے وہیں چلے جانا کوئی پوچھے تو کہہ دینا بلیک لائن کے نام اس کے دوست کا خط لایا ہوں وہ لوگ تمہیں وہاں پہنچا دیں گے جہاں بلیک لائن ہوگا عنبر نے خط لے کر حفاظت سے رکھا اور اس عورت نے

پر ناشتہ لگا دیا جسے زبردستی عنبر کو کھانا پڑا۔ عنبر نے محسوس کیا وہ عورت بھی اسے کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن عنبر خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا کیوں کہ اس کا میزبان ایسا ال تھا جو صورت سے دل کا حال پڑھ لیتا تھا۔

عنبر نے ناشتہ ختم کیا اور پھر اپنے میزبان سے اجازت لی اور موت کی وادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عنبر چند میلوں کی مسافت کے بعد ان ٹیلوں کو پار کر کے وادی میں گیا سارے راستے اس کے ذہن میں اسی عورت کی تصویر گھومتی رہی کہیں یہ عورت ہی تو درجینیا نہیں۔ لیکن اسے بلیک لائن اٹھا کر لے گیا تھا۔ پھر وہ میزبان کے الفاظ پر غور کرنے لگا جب عنبر نے اس سے پوچھا تھا کیا یہ تمہاری بیوی ہے تو اس نے بیزاری سے کہا تھا ایسا ہی سمجھ لو۔ تو کیا یہ اس کی بیوی نہ تھی۔ ایک تیر سنسناتا ہوا اس کے گھوڑے کے قدموں کے قریب زمین میں گڑ گیا۔ گھوڑا ڈر کر بدک گیا اور الف ہو کر ایک طرف کو بھاگا عنبر اسے قابو کرنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ رسی کا ایک پھندا اس کی گردن میں آ کر پڑا اور وہ گھوڑے سے گر گیا پھر جب عنبر زمین سے اٹھا تو تلواروں کی ان میں گھرا تھا۔ اس کے گرد جن لوگوں نے گھیرا ڈال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رکھا تھا وہ چہرے اور بشرے سے کوئی اچھے آدمی
لگتے تھے۔

ایک نے آگے بڑھتے ہوئے مذاق اڑاتے ہوئے کہا
چ چ چ، کہیں چوٹ تو نہیں آئی اور سب نے قہقہے
لگانے شروع کر دیے۔

عنبر نے نہایت تحمل سے کہا دوستو میں تم لوگوں
بلند آواز میں قہقہے لگا سکتا ہوں۔ اگر چاہوں تو یہ قہقہے
چیخوں میں بدل سکتا ہوں لیکن میں یہاں دشمن بن کر
نہیں مہمان بن کر آیا ہوں اگر تم لوگ بلیک لائن سے
واقف ہو تو مجھے اس تک پہنچا دو پھر اس کے بعد
اگر تم چاہو گے تو میں تمہیں اس سے بھی اچھے تماشے
دکھا دوں گا۔

بلیک لائن کے نام پر سب سنجیدہ ہو گئے۔

پہلے والے آدمی نے دوبارہ سوال کیا۔ تمہیں بلیک لائن
سے کیا کام ہے۔

عنبر نے کہا کیا تمہیں بلیک لائن نے یہ حق دے
رکھا ہے کہ اس کے مہمان سے اس قسم کے سوالات کرو

اس آدمی نے اپنے سارے ساتھیوں کی طرف دیکھا
اور پھر کہا یہ موت کی وادی ہے اور یہاں ہمارا قانون

چلتا ہے اس لیے یہاں قدم رکھنے والے سے ہم ہر
قسم کے سوالات کر سکتے ہیں بلاشبہ یہاں بلیک لائن کی
حکومت ہے لیکن اس تک پہنچانے سے پہلے ہم اپنی
تسلی ضروری سمجھتے ہیں آخر وہ ہمارا سردار ہے۔

عنبر نے کہا پرکھنے والے تو صورت دیکھ کر ہی سارا
حال جان لیتے ہیں معلوم ہوتا ہے تم میں کوئی پرکھنے
والی آنکھ ہی نہیں۔

آدمی نے کہا تمہاری زبان میں تلوار کی سی تیزی ہے
بہرحال تم ہمارے سردار کے مہمان ہو میرے پیچھے چلے
آؤ۔ اور پھر عنبر کو لے کر وہ آدمی لکڑی کی عمارت کے
اندر داخل ہو گیا جس کا نقشہ برنارڈ بوڑھے نے بتایا تھا
اور ایک طویل راہداری جس کے دونوں طرف کمرے بنے
ہوئے تھے کے اختتام پر جا کر اس نے ایک دروازے
پر دستک دی۔ ایک بھاری اور گرج دار آواز آئی آ جاؤ
وہ آدمی عنبر کو لے کر کمرے میں داخل ہوا ایک
قوی الجثہ آدمی ان کی طرف پیٹھ کیے دیوار پر لگے ہوئے
ایک نقشے کو دیکھ رہا تھا اس نے بغیر دیکھے ہی کہا
بیٹھ جاؤ۔

عنبر بیٹھ گیا اور وہ آدمی واپس چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیک لائن نے پھر نقشے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا کس نے بھیجا ہے تمہیں اس موت کی وادی میں۔

عنبر نے خط نکال کر کہا یہ ایک آپ کے دوست کا خط ہے پڑھ لیں عنبر نے خط میز پر رکھ دیا۔

آدمی نے مڑ کر عنبر کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔

عنبر بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیا اور کہا تو کیا آپ ہی بلیک لائن ہیں۔

بلیک لائن نے کہا ہاں۔

عنبر نے کہا تو پھر خط لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل یہ وہی عنبر کا میزبان ہی تھا جس کی جان اس نے چیتے سے بچائی تھی۔

بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا میں پہلے کھوٹے اور کھرے کی اچھی طرح پہچان کر لینے کا عادی ہوں۔ تمہیں یاد ہے میں نے کہا تھا بلیک لائن فضول قسم کے آدمیوں کی بھیڑ اپنے گرد پسند نہیں کرتا اور کام کے آدمی کو اپنے سے جدا نہیں کرتا۔ میرے گروہ کے آدمی مجھے ہزاروں آنکھوں والے کے نام سے پکارتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو سب کچھ بتا دوں جو مجھ تک پہنچنے سے پہلے تم پر بیت چکی ہے۔

عنبر نے کہا مجھے یقین ہے اور آپ واقعی بلیک لائن ہیں۔ لیکن میں تو آپ کو اس گھر میں چھوڑ کر آیا تھا۔

بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا میں کب کہاں ہوتا ہوں یہ کسی کو علم نہیں ہوتا۔ تم نے راستے میں میرے آدمی سے کہا تھا پرکھنے والے تو صورت دیکھ کر ہی پہچان جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے تم میں کوئی پرکھنے والی آنکھ ہی نہیں۔ لیکن میں نے تمہارا یہ دعوےٰ غلط ثابت کر دیا ہے تم مجھ سے پہلے بھی مل چکے ہو اور اس وقت تم نہ پہچان سکے کہ بلیک لائن میں ہی ہوں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں تمہارے چہرے سے تم تمام عمر اندازہ نہ لگا سکو گے کہ تمہارے اندر کیسے کیسے جوہر موجود ہیں۔ تم فکرِ معاش میں یہاں آئے ہو تمہیں اتنا ملے گا کہ جھولی بھر جائے گی۔ میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں۔ پھر اس نے سیف کھول کر سونے کے سکوں کی تھیلیاں باہر نکالیں اور انہیں میز پر الٹ دیا۔ میز پر سکوں کا ڈھیر لگ گیا۔

بلیک لائن نے کہا جتنے سکے تمہیں چاہئیں اٹھا لو جھولی بھر لو۔

عنبر نے کہا انہیں میری امانت سمجھ کر واپس رکھ لیجئے کسی مناسب وقت پر لے لوں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیک لائن نے کہا اس عمارت میں بے شمار کمرے ہیں جو پسند آئے اس میں ٹھکانہ بنا لو فلحال آرام کرو ضرورت کے وقت تمہیں طلب کر لیا جائے گا۔

عنبر نے شکریہ ادا کیا اور باہر آ گیا۔

باہر وہی آدمی موجود تھا اس نے مسکراتے ہوئے دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا تو دل صاف ہو گیا۔

آدمی نے کہا میرا نام انتھونی ہے۔

مجھے عنبر کہتے ہیں عنبر نے جواب دیا۔

انتھونی نے کہا آؤ تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں سفر کرتے ہوئے آئے ہو آرام کرو۔ پھر انتھونی عنبر کو ایک سجے سجائے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا جہاں ایک پلنگ، ایک میز، چار کرسیاں، ایک الماری اور مٹی کے تیل کا ایک لیمپ موجود تھا۔

عنبر نے اس سامان کو سرسری نگاہ سے دیکھا اور پلنگ پر لیٹ کر آئندہ کے متعلق سوچ بچار کرنے لگا۔ اس نے سوچا بلیک لائن اگر یہ ہے تو وہ عورت ضرور درجینا ہی ہو گی لیکن ایک ایسا آدمی جس نے ایک چہرے پر کئی چہرے سجا رکھے ہیں اور ہر چیز سے باخبر رہتا ہے ایسے محتاط آدمی کو جل دے کر درجینا کو اس کے چنگل سے نکال کر لے جانا آسان کام نہیں ہے لیکن خواہ کچھ ہی ہو میں ایک دفعہ ضرور اس عورت سے بات کروں گا۔ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میرا خیال ہے وہ ضرور اپنی رہائی ہی کے متعلق کچھ کہنا چاہتی تھی اس کے چہرے سے اس نفرت کا پتہ چل رہا تھا جو اسے بلیک لائن سے ہے اگر وہ اس کی بیوی ہوتی تو نفرت کی بجائے شوہر کے لیے اس کے چہرے سے محبت چھلک رہی ہوتی اور وہ بلیک لائن کی طرح سے خدمت نہ کرتی نظر آتی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فادر لونگ مین

دوسری طرف رجنی ماریا کو لے کر ان بدمعاشوں کے
کی طرف چل دی۔ جہاں بدمعاش اس کے خاوند کو پکڑ
تھے۔ ہنٹ نے حکم دیا اس کو ستون سے باندھ دو اور
کے گلے سے قمیض اتارو تاکہ اس کے ننگے بدن
ہنٹر کے نشانات دیکھ کر رجنی پارس پتھر ہمارے حوالے
دے۔ چند بدمعاش رجنی کے خاوند گولاسٹی کو گھسیٹ
لے گئے۔ اس کی قمیض کو پھاڑ کر گلے سے اتار دیا گیا
ایک مضبوط رسی سے اسے ستون سے باندھ دیا گیا۔ اسی
دوران میں ایک بدمعاش لونگ مین کو لے کر آ گیا۔

ہنٹ نے کہا فادر لونگ مین تمہارا یہ بیٹا تمہیں
خوش آمدید کہتا ہے۔

لونگ مین نے خشک سا جواب دیا بیٹے تو تم ا
باپ سے بھی نہیں ہو مطلب کی بات کرو۔

ہنٹ نے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا فادر ہم ایک

کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ اس نے ہماری ایک
چیز اپنے قبضے میں کر لی ہے اور اس سے وہ واپس
ہمارے بس کی بات نہیں کیوں کہ اس کی آواز تو
دیتی ہے اس کا جسم نظر نہیں آتا۔

لونگ مین نے کہا اس کا معاوضہ مجھے کیا ملے گا۔

ہنٹ نے کہا جو تم مانگو گے۔

لونگ مین نے کہا اتنے شریف تم نہیں ہو سودا طے
کر لو۔

ہنٹ نے کہا پھر تم خود ہی اپنا مطالبہ بتا دو۔

لونگ مین نے کہا ایک ہزار سونے کے سکے۔

ہنٹ نے کہا اتنی بڑی رقم میرے خدا لونگ مین تم
نے تو چھرا ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔

لونگ مین نے کہا بیٹے ہنٹ مجھے معلوم ہے کسی معمولی
کام کے لیے تم مجھے کہاں بلاتے ہو جب تمہاری گردن
پھندے میں پھنس جاتی ہے تو تمہیں میری یاد آتی ہے۔

ہنٹ نے کہا چلو منظور ہے اسی دوران میں ایک
آدمی رجنی کو لے کر داخل ہوا۔

ہنٹ نے کہا اچھا ہوا تم خود ہی آگئیں تمہارا خاوند
ہماری حراست میں ہے اور اس کی جان کی قیمت تم جانتی ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو مجھے یقین ہے تم اتنی بے وقوف بھی نہیں ہو جو
یہاں چلی آئیں تمہاری وہ حماقت بھی ساتھ ہی ہو گی
طرح سوچ لو۔ ایک طرف تمہارے خاوند کی زندگی ہے
دوسری طرف وہ معمولی چیز ہے تمہیں دونوں میں سے
کو منتخب کرنا ہو گا۔

ماریا نے کہا ہنٹ وہ چیز میرے پاس ہے اور
تمہاری شہ رگ کے پاس ہوں۔

فادر لونگ مین نے چونک کر آواز کی جانب دیکھا

ماریا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا یہی
میں کرنے آئی ہوں گولاشی کو ہمارے حوالے کرتے ہو
یا میں تمہاری شہ رگ کاٹ کر رکھ دوں۔ ایک طرف
گولاشی ہے اور دوسری طرف تمہاری زندگی تم بھی دونوں
میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لو۔

ہنٹ نے فادر لونگ مین کی طرف دیکھ کر کہا۔ اس
کا جواب فادر لونگ مین ہی تمہیں دیں گے۔

لونگ مین نے کہا ہنٹ تم تو کہتے تھے یہ روح
لیکن یہ تو جسم ہے یہ الگ بات ہے کے اس کا د
نظر نہیں آتا۔ پھر فادر لونگ مین نے ماریا کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا:

لڑکی تم پرائی آگ میں کیوں کودتی ہو جب کہ تمہیں
چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

ماریا نے کہا فادر یہی سوال میں تم سے بھی کر سکتی ہوں
تو اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔

فادر لونگ مین نے جواب دیا اس گروہ سے نہیں
لیکن اس دنیا سے ضرور ہے میں دنیا دار آدمی
اور اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہوں لیکن تم تو اس
ہٹ سے پاک ہو۔

ماریا نے کہا فادر حق اور انصاف کے لیے ہم نے
زندگی وقف کر رکھی ہے ظالم کے خلاف مظلوم کی
ت کرنا ہمارا ایمان ہے۔

فادر لونگ مین نے کہا۔ نیکی، شرافت حق اور
ف یہ سب کھوٹے سکے اس دنیا کے بازار میں نہیں
ماریا صرف سونے کے سکے درکار ہیں تمہارے مقابلے
کر مجھے دکھ ہو گا لیکن میں مجبور ہوں میں نے اس
کا معاوضہ طے کر لیا ہے۔

ماریا نے کہا فادر اس کا مقصد ہے تم اپنے ضمیر اور
ن کا سودا کر چکے ہو۔ مجھے افسوس ہے فادر اپنی
ات کو نہیں بدل سکتے اور صدیوں سے بدی اور ظلم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور جب تک زندگی
گی یہ جہاد کرتے ہی رہیں گے۔

ہنٹ نے کہا فادر لونگ مین ہمارا وقت بہت
ہے جب یہ انکار کر رہی ہے تو تم اپنا کام شروع
فادر لونگ مین نے اپنے گرد ایک حصار کھینچا
اس میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پڑھنا شروع کر
سب لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے اور ماریا نے
پتھر دوبارہ رجنی کو دے کر اشارہ کیا اسے گلے میں
لو۔ رجنی نے سب کی نظر بچاکر پارس کو دوبارہ
گلے میں محفوظ کر لیا۔

ماریا چپ چاپ رجنی کو اشارہ کر کے اس کے
گولاشی کے پاس گئی اور اس کی رسی کھول دی۔

فادر لونگ مین کوئی جاپ میں مصروف تھا اور
لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔ ماریا نے ان بدمعاشوں
مصروف رکھنے کے لیے ہنٹ اور دیگر بدمعاشوں کو
کرتے ہوئے کہا یہ بڈھا تمہارا وقت ضائع کر رہا ہے
کوئی زبردست ٹھگ لگتا ہے اور تمہارا بھی باپ
آتا ہے کہیں ایسا نہ ہو۔ چوروں کو مور پڑ جائیں۔
دوران میں رجنی اور گولاشی چپ چاپ دروازے

نکل گئے۔

ماریا نے انہیں مزید غصہ دلانے کے لیے کہا یہ بڈھا
کھود رہا ہے تا اس میں سے چوہا ہی نکلے گا۔

ہنٹ نے غصے سے کہا چپ رہ کتیا۔

پھر کیا تھا ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک مکا
اور وہ جا کر فادر لونگ مین کے حصار میں
اور پھر ایسا معلوم ہوا۔ حصار سے کسی طاقت نے
چھت کی طرف اچھال دیا ہو اور وہ زمین پر
کر اپنی ریڑھ کی ہڈی تڑوا بیٹھا۔

ماریا نے جب دیکھا رجنی اور اس کا خاوند
بھاگ گئے ہیں اور دیگر بدمعاش اپنے سردار ہنٹ
گرد اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس نے بھی یہاں سے
جانا چاہا لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ اس کے
ایک شیشے کا حصار قائم ہو گیا تھا جسے توڑ
کی کوشش ماریا نے کی لیکن یہ بات
طاقت سے باہر تھی۔ پھر اس نے محسوس
کہ اس کا قد گھٹ کر گڑیا کے برابر ہو گیا۔
اور وہ ایک بوتل میں بند ہے اور وہ بوتل حصار
فادر لونگ مین کے آگے رکھی ہوئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خزانہ لٹ گیا

عنبر کو موت کی وادی میں آتے تین دن گزر چکے
اوران تین دنوں میں نہ تو اس سے کوئی کام لیا گیا تھا
بلیک لائن سے اس کی ملاقات ہوتی تھی البتہ دیگر سا
کے ساتھ اس کی ملاقات ہوتی رہتی تھی جنہیں عنبر نے
کی کوشش کی لیکن بلیک لائن اس قدر پراسرار آدمی تھا
اس کے آدمی اس کے متعلق کچھ بھی نہ جانتے تھے
سے بھی اس کی ملاقات صرف اس وقت ہوتی تھی جب
ان کی ضرورت ہوتی تھی۔

اس بستی میں ضرورت کی ہر چیز دستیاب تھی یہاں با
ایک بازار تھا جس میں دکانیں تھیں۔ جو سامان یہاں لا
فروخت کرتے تھے وہ باہر کے آدمی نہیں بلیک لائن کے
ہی کے آدمی تھے یہاں ہوٹل بھی تھے جہاں منشیات
دستیاب تھیں۔ اور جواء بھی ہوتا تھا۔ گروہ کے لوگ
کے مال میں سے جو حصہ ملتا تھا وہ یہاں ہی خرچ ک
تھے۔ اسی لوٹ کے مال سے منشیات بھی خریدتے تھے ا
سے جواء کھیلتے تھے۔

لیکن عنبر کو ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔
ں سوچ کا محور تو صرف ورجینیا تھی جس کے لیے وہ
اں آیا تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے جارج کا چہرہ تھا وہ غمگین اور
دہ چہرہ جس کی شریک حیات کو یہ ظالم اٹھا کر یہاں
ئے تھے اس معصوم بچی کا چہرہ جو ماں کی ممتا سے
ہو چکی تھی اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سویٹی کہہ
ہو

انکل آپ نے وعدہ کیا ہے جب آپ آئیں گے تو میرے
تظر نے کہ آئیں گے آپ کب آئیں گے انکل۔ ڈیڈی رات
ں کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں انکل۔

اس کا دل چاہتا کہ ابھی بلیک لائن کے کمرے میں جائے
اس کو جان سے مار دے جو پورے گھر کی بربادی کا
تھا۔

اس نے اس گروہ میں رہ کر ایک عجیب ہی بات محسوس
یہاں ہر آدمی ایک دوسرے کی نگرانی کرتا ہے گویا
ائن نے ہر آدمی کو اعتماد میں لے کر دوسرے کی نگرانی
کر رکھا تھا۔ اسی لئے ایک ایک لمحے کی رپورٹ اس
پہنچ جاتی تھی۔ اس کے کمرے میں بغیر اجازت جانے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی وہ ایک دوسرے کے متعلق معلومات لکھ کر بلیک لائن کے کمرے کے دروازے کے نیچے سے اندر پھینک دیتے تھے جو بلیک لائن کی معلومات کا واحد ذریعہ ان بے وقوفوں کو اس نے علم ہی نہ ہونے دیا تھا کہ وہ سب ایک دوسرے کی نگرانی کر رہے ہیں۔

عنبر نے محسوس کیا تھا کہ اس کی بھی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اس لئے وہ محتاط ہو گیا تھا اور اس نے اپنی حدود سے باہر جانے کی کوشش نہ کی تھی۔ ورنہ اس کا ارادہ تھا کہ اس عورت سے ملنے کی کوشش کرے جس پر اسے درجہ ہونے کا شک تھا۔

پھر آخر ایک روز اس اکتاہٹ کا خاتمہ ہو ہی گیا اور عنبر کو بلیک لائن کا پیغام مل گیا کہ آج دوپہر ہوٹل میں تمام ساتھیوں کے ساتھ ایک اہم مشورے کے لئے بلیک لائن آ رہا ہے سب ساتھیوں کو وہاں منتظر رہنا چاہیئے۔

لہٰذا دوسرے ساتھیوں کی طرح عنبر بھی وقت سے پہلے ہوٹل میں پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بلیک لائن بھی آ گیا اور اس نے کہا۔

میرے آدمی معتبر اطلاع لائے ہیں کہ آج رات یہاں

سے خزانہ منڈغا سکر جا رہا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے کافی تعداد میں سپاہی ساتھ ہوں گے۔ خزانہ آٹھ سو گھوڑوں کی بگھی میں ہوگا۔ جو ان سپاہیوں کے درمیان میں ہو گا جبکہ بیس سپاہی اس خزانے کے آگے اور بیس سپاہی اس خزانے کے پیچھے ہوں گے۔

میں نے منصوبہ بنایا ہے کہ آج کی رات یہ خزانہ جس میں سونے کی اینٹیں بھی شامل ہیں لوٹ لیا جائے۔

یہاں سے کافی دور ایک جنگل ہے جو فیندی ندی کے کنارے ہے وہاں تم سب چھپے ہوئے ہو گے جوں ہی خزانے کی بگھی کشتیوں کے بنے ہوئے اس پل پر اس طرح پہنچ جائے کہ اس کے آگے والے سپاہی اور پیچھے والے سپاہی پل پر ہوں اس پل کو توڑ دیا جائے یعنی کشتیوں کو کھول دیا جائے۔

اس جگہ پانی کا بہاؤ کافی تیز ہے پھر سپاہی گھوڑوں سمیت مع بگھی کے پانی میں ہوں گے اور اسی افراتفری میں خزانہ لوٹ کے دوبارہ جنگل میں غائب ہو سکتے ہو یہ ہمارے علاقے سے کافی دور ہے اس طرح ہم پر کوئی الزام بھی نہ آئے گا۔ اور کافی دولت بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خزانے کی روانگی کو بہت خفیہ رکھا گیا ہے اور اسی لے
رات کا وقت مقرر کیا گیا ہے لیکن میرے آدمی پھر بھی اس
خبر کو لے اُڑے ہیں ۔ ابھی اور اسی وقت تمام متعلقہ سا
اور ہتھیاروں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور سورج غروب ہونے
سے پہلے وہاں پہنچ کر اپنی کارروائی شروع کر دو ۔

پھر اس نے عنبر کو بلایا اور کہا

نوجوان!

آج تمہاری وفاداری اور ذہانت کا امتحان ہے میں اپ
تمام ساتھی تمہارے حوالے کرتا ہوں یہ تمہارے حکم پر
عمل کریں گے اور تم نے اس مہم کو کیسے سر کرنا ہے یہ
اب تمہارا کام ہے میں ساتھ نہیں جاؤں گا میری جگہ ان کے
سردار تم ہو گے ۔

عنبر نے کہا یا سردار میں اس اعتماد کے لئے آپ کا
مشکور ہوں ۔

پھر عنبر نے باقاعدہ ساتھیوں کو بٹھا کر ایک پلان بنایا اور اس
کے تحت تمام سامان اٹھا کر کے وہ یہاں سے جنگل کی طرف
روانہ ہو گئے ۔

راستے بھر عنبر کو افسوس تھا کہ آج کے جرم میں وہ خود سردار
کی حیثیت سے شامل ہو گا لیکن یہ مجبوری تھی اس کے بغیر

جینا تک پہنچنا بہت مشکل تھا

اس نے سوچا کوئی بات نہیں اس سے دوگنا خزانہ یہاں سے
لے کر مع ورجینا کے جاؤں گا ۔ اور یہ خزانہ حکومت کی امانت
کی جسے لوٹانا میرا فرض ہو گا ۔

پھر عنبر اور تمام ڈاکو سورج غروب ہونے سے پہلے ہی وہاں
پہنچ گئے ۔

عنبر نے ان کو سمجھا دیا کہ جوں ہی خزانہ لے کر آنے والے
لب پہنچیں آدھے ڈاکو پانی کے اندر اندھیرے میں ان
کی بڑی کشتیوں کے ساتھ چپک جائیں ۔ اور جن رسوں سے
بندھی ہوئی ہوں ان کو کاٹنے کے لئے نہایت تیز دھار
اپنے پاس رکھیں ۔

آدھے ڈاکو باہر جنگل میں چھپے رہیں ۔ جوں ہی خزانے کی
اور تمام ڈاکو پل پر پہنچ جائیں ۔ کشتیوں کے پاس پانی میں
چھپے ہوئے ڈاکو رسیاں کاٹ دیں پھر جب کشتیاں کھل کر بہنے
لگیں اور اپنے ساتھ سپاہیوں کو اور خزانے کو الگ الگ کر
دیں تو باہر چھپے ہوئے ڈاکو جنگل سے نکل کر بگھی والی کشتی کو
کنارے پر لے آئیں اور بگھی سمیت خزانہ لے کر چند
ڈاکو اسے واپس موت کی وادی کی طرف ہانک لیں اور بقایا
سپاہیوں کا قتل عام کر دیں یا ان کو بھگا دیں یا ڈبو دیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خود واپس لوٹ آئیں۔

سب کی ڈیوٹی لگا کر اور تمام باتیں سمجھا کر عنبر خود خزانے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر اندھیرے میں ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور ایک درخت پر بیٹھے ڈاکو نے اُلّو کی آواز نکال کر تمام ساتھی ڈاکوؤں کو مطلع کر دیا کہ خزانہ آن پہنچا ہے آدھے ڈاکو پانی میں اُتر کر اندھیرے میں کشتیوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ اور اپنے خنجر نکال لئے۔ باقی ہتھیاروں سے لیس جنگل میں چھپے رہے۔

پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد سپاہی اور خزانے کی بگھی آہستہ رفتار سے پل پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد پیچھے کے سپاہیوں نے بھی اپنے گھوڑے پل پر ڈال دیئے۔ جب سب ٹھیک پل پر آ گئے تو پانی میں چھپے ڈاکوؤں نے وہ رسے کاٹ دیئے جن سے کشتیاں بندھی ہوئی تھیں۔

پھر ان کا پانی کے تیز بہاؤ نے کشتیوں کی ترتیب کو الٹ پلٹ کر دیا جس کشتی پر بگھی تھی اسے پانی کے اندر موجود ڈاکو کنارے پر لے آئے اور اس عرصہ میں جنگل والے ڈاکو بھی نکل آئے۔

دوسری طرف سپاہیوں نے گھوڑے پانی میں اتار کر کشتیوں

ان کو گرا دیں اور خزانہ بچانے کے لئے بگھی کی طرف بڑھے جن کو ے والے ڈاکوؤں نے آن لیا اور کچھ سپاہی تو گھوڑوں یت پانی میں بہہ گئے چند ایک کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا اور ایک دوسرے کنارے کی طرف بھاگ گئے جب کہ کچھ ڈاکو ی کو خزانے سمیت لے کر موت کی وادی کی طرف چل دیئے۔ ب یہ ڈاکو مع خزانے کے موت کی وادی میں داخل ہوئے بلیک لائن نے خود ان کا استقبال کیا اور عنبر کو اس کامیاب ی پر مبارکباد دی۔

خزانہ ڈاکوؤں نے جو لوہے کے صندوقوں میں بند تھا اُٹھا بلیک لائن کے کمرے پہنچا دیا اور خود بقایا رات آرام کی غرض اپنے کمروں کو چلے گئے جو زخمی تھے وہ مرہم پٹی میں مصروف گئے۔

عنبر نے سوچا آج کی رات اسے ضرور موقع مل جائے گا کیونکہ یقین تھا اتنا بڑا خزانہ کمرے میں چھوڑ کر بلیک لائن کہیں نہیں ے گا۔ ڈاکو جو زخمی ہیں وہ آرام کریں گے اور بقایا بھی تھکے ے ہیں وہ بھی آرام کریں گے۔ لیکن عنبر کے تھکنے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا تھا۔

اس لئے آدھی رات کے وقت اس نے گھوڑے پر کاٹھی ڈالی ای لکڑی کی ہٹ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس کی ملاقات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیک لائن سے ہوئی تھی۔

وہ تھوڑی دور تو دھیرے دھیرے گھوڑے پر گیا کہ ٹاپوں کی آواز نہ آئے لیکن اس کے بعد اس نے گھوڑے کو پوری رفتار سے چھوڑ دیا اور جلدی ہی اس جگہ پہنچ گیا۔

اس نے دیکھا کہ ہٹ میں روشنی ہو رہی تھی وہ گھوڑے کو باندھ کر صحن میں داخل ہوگیا اور دروازے پر دستک دی۔ تھوڑا انتظار کیا کوئی جواب نہ آنے پر دوبارہ دستک دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔

عنبر جوں ہی قدم اندر رکھنے لگا اس کے قدم رُک گئے کیوں کہ اس کے سامنے بلیک لائن کھڑا تھا۔

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پنڈت کا قتل

کلاوتی کمرے میں بند اپنے نصیبوں کو رو رہی تھی جو بن کر بگڑ گئے تھے۔ اس نے کیسے کیسے خواب دیکھے تھے۔ ایک خوب صورت پتی کے ایک ایسے گھر کے جسے وہ اپنا کہہ سکے۔ جہاں پھولوں کی سیج پر وہ دلہن بن کر گھونگھٹ نکال کر بیٹھی ہو۔ ہاتھوں میں مہندی اور مانگ میں سیندور سجائے شرم سے لجاتی ہوئی کوئی جھکا جھکا سایہ اس کے سامنے سے پھولوں کی لڑیوں کو ہٹا کر اس کو پیار سے مخاطب کرے پھر دروازہ کھلا کوئی آہستہ آہستہ اندر داخل ہوا وہ شرم سے گردن جھکا کر بیٹھ گئی۔

کسی نے اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر آہستہ سے اس کا چہرہ اپنی طرف کر لیا۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں آنے والے کی گرم گرم سانسیں اس نے اپنے چہرے کے قریب محسوس کیں اور پھر کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔

اس چھناکے سے اس کے خواب کانچ کے برتنوں کی طرح ٹوٹ گئے۔ اس کے سامنے جھکا جھکا سایہ نہیں بلکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پنڈت کسی سانپ کی طرح سے پھن اُٹھائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ پنڈت نے کہا

بھگوان کی سوگند! ایسا لگتا ہے چندرما اس کوٹھڑی میں آکاش سے اُتر کر آگیا ہے۔

اس منحوس پنڈت نے اس کے ارمانوں کے گلشن کو اپنے ناپاک قدموں تلے کچل کر رکھ دیا تھا

پھر وہ ناگن کی طرح بل کھا کے اٹھی اور حقارت کے ساتھ پھنکاری

کرتم ہو وہ ظالم جس نے میرے ارمانوں کی بستی کو آگ لگا دی ہے۔ تم پنڈت نہیں راکھشس ہو۔ اپرادھی ہو۔ پاپی ہو۔ میرے راستے کی دیوار نہ بنو۔ سیتا کو لنکا میں قید کرنے والے راون یاد رکھو رام لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔

پنڈت نے غصے سے کہا اُن پوتر ناموں کو کیوں اپنے ہونٹوں سے گندہ کرتی ہے۔

بے وقوف وہ رام نہیں مسلمان ہے اور ہندو بن کر تجھے دھوکہ دے رہا ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے اس کے منہ سے خدا اور رسول کا نام سُنا تھا اسی لئے تو تیرا دھرم بچانے کے لئے تجھے لے گیا تھا۔

کلاوتی نے نفرت سے کہا یہ الزام تم برادری کے سامنے لگا چکے ہو یہ غلط ہے۔

پنڈت نے کہا غلط نہیں صحیح ہے وہ مسلمان ہے۔ تو جو اپنے پتی کی موت کے بعد کسی غیر مرد مسلمان کی بنتی وہ سیتا نہیں ہو سکتی۔ میں دھرم کا ادنیٰ داس ہو کر تیری نظر میں راون ہوں اور وہ بدمعاش جو ہمارا دھرم بھرشٹ کر رہا ہے وہ رام ہے۔

یاد رکھ کلاوتی! تیرے جیون کی ڈور میرے ہاتھ میں ہے اگر تو سیدھے راستے پر نہ آئی تو اس گھر کی بجائے تیرا ٹھکانہ چِتا کی آگ ہو گا۔ ابھی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی ہے جب میں نے ہی تیری برادری میں جا کر کہہ دیا کہ میں نے ایک دفعہ پھر اس نادان کنیا کو پکڑ لیا ہے جو بھاگ رہی تھی تو بتا برادری میں تیرا پتا منہ دکھانے کے قابل رہے گا۔

سماج کے لوگ تجھ پہ تھوکیں گے اور مجھ جیسے دھرم داس دھرم کو خطرے میں دیکھ کر یہی فیصلہ دیں گے کہ کنیا کو اس کے باپ سمیت چِتا کی آگ میں جلا دیا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کلاوتی نے بھاگ کوٹھری کے کونے میں مصالحہ پیسنے والی
سل کا بٹہ اٹھا لیا اور کہا
میں تجھے اس وقت کے لئے زندہ ہی نہیں رکھوں گی
اور پھر اس سے پہلے کہ پنڈت اپنا بچاؤ کرے کلاوتی نے
زور سے وہ بٹہ پنڈت کے سر پہ مارا ۔ پنڈت کا تمام جسم
خون میں نہا گیا ۔

پنڈت نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے کلاوتی کو دیکھا اور
کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر کر ختم ہو گیا ۔

کلاوتی بھاگتی ہوئی گنگا کے کنارے پہنچی ایک ناؤ پار
جا رہی تھی اس میں بیٹھ گئی اور دوسرے کنارے پر بنے
ہوئے اسی شکستہ گنیش جی کے مندر کی طرف ملا تھا۔ بھاگی
ناگ اسے بٹھا کر مٹھائی لینے گیا تھا ۔

وہ اس طرح تیز تیز بھاگ رہی تھی جیسے کوئی عفریت
اس کے پیچھے پڑا ہو اس کی سانس دھکنی کی طرح چل رہی
تھی اس نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ مندر کی سیڑھیاں
چڑھ کر اندر قدم رکھا اور پھر ایک طویل راہداری پار کر کے
اس جگہ پہنچ گئی ۔

سامنے ناگ بیٹھا ہوا تھا ۔ اس نے بڑے تعجب سے
کلاوتی کو دیکھا ۔

کلاوتی کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہو گئیں اور پھر
وہ بھاگ کر ناگ کے قدموں میں ناتھ کہہ کر جا گری اسے
امید تھی کہ ناگ اسے اٹھا کر سینے سے لگائے گا ۔ وہ
رو رو کر اپنی بپتا بیان کرے گی ۔ وہ آنسو پونچھ کر
تسلیاں دے گا ۔

لیکن اس کی تمام امیدوں پر اوس پڑ گئی جب ناگ نے
انجان بن کر کہا

کون ہو تم ؟

ناگ نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے زندگی میں اسے
کبھی دیکھا ہی نہ ہو ۔

کلاوتی نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے کہا

ناتھ ! مجھ سے دل لگی نہ کرو میں تلوار کی دھار سے
گزر کر تم تک پہنچی ہوں ۔

لیکن ناگ نے پھر اجنبی بن کر کہا

تم سے بھول ہو رہی ہے کنیا ! میں وہ نہیں ہوں جو تم
سمجھ رہی ہو ۔ میں نے تو آج تمہیں پہلی مرتبہ دیکھا ہے

کلاوتی کا دل بجھ کر رہ گیا اور اس نے رو دینے والے
انداز میں کہا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کتنے کٹھور ہو ایک دن موت کے منہ سے چھین کر زندگی دی تھی اور آج زندگی چھین کر موت کے حوالے کر رہے ہو تم میرے جیون کی نیا کو منجدھار سے نکال کر اس لئے لائے تھے کہ اسے کنارے پر لا کر ڈبو دو۔

اس پگلی کو کیا خبر تھی کہ اس کے سامنے صرف جسم اس کا جانا پہچانا ہے لیکن اب اس جسم پر کسی اور کا قبضہ ہو چکا ہے۔

ایک سندر ناری کو اس طرح پریشان دیکھ کر شری کا جوگی کی نیت بدل گئی۔ اور وہ سمجھ گیا کہ لڑکی کو دھوکہ ہوا بلکہ یہ مجھے ناگ سمجھ رہی ہے جس پر میں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ یہ ضرور اس کی جوڑی ہے اس نے فوراً قہقہہ لگایا اور کہا

پگلی ناش ہو گئی میں تو تیرا امتحان لے رہا تھا کہ تمہیں مجھ سے کتنا پریم ہے۔

پھر جوگی نے باتوں باتوں میں چکمہ بازی سے اس سے تمام داستان سن لی اور اب اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لڑکی تمام دنیا کو چھوڑ کر چلی آئی ہے اس کے دل میں شیطان آ گیا اور اس نے کہا

کلاوتی! اب تجھے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہم آج ہی

شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے جہاں ہمارے پیار کے دشمن نہ ہوں گے ہیں۔ ہم اپنی ایک نئی دنیا بسائیں گے۔

کلاوتی نے کہا

ناتھ! تم نے تو میری منو کا منا پوری کر دی میری بھی یہی اچھا تھی کہ ہم جتنی جلدی ہو اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

جوگی نے کہا

ٹھیک ہے نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیئے چلو یہاں سے چلتے ہیں۔

جوگی اور کلاوتی رات کے اندھیرے میں مندر سے نکل کر ندی کے کنارے کنارے چلتے گئے۔ ایک جگہ ان کو روشنی نظر آئی قریب جا کر دیکھا تو ایک قافلے نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا دونوں بھی اس میں شامل ہو گئے۔ رات دونوں نے اسی قافلے والوں کے قریب ہی بیٹھ کر گزار دی۔

دوسری طرف اس پنڈت کا دوست جس کی کوٹھری میں ——— لا کر اس نے کلاوتی کو رکھا تھا اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات جب وہ لوٹ کر آیا تو اس نے اپنی کوٹھری میں پنڈت کی لاش پڑی دیکھی اور اس کے قریب ہی فرش پر ایک کنگن بھی ٹوٹا پڑا ملا جس سے ساری کہانی اس کی سمجھ میں آ گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

املا نے فوراً کوتوال شہر کو جا کر اطلاع دی اور سارا قصہ کہہ سنایا ساتھ ہی لڑکی کا کنگن بھی پیش کر دیا۔

راتوں رات کلاوتی کے باپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا گھر کی تلاشی لی گئی لیکن لڑکی وہاں موجود نہ تھی۔ پھر چاروں طرف لڑکی کی تلاش میں پولیس پھیل گئی۔ سارے شہر کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ ادھر رات اسی طرح جوگی اور کلاوتی نے الاؤ کے قریب گزار دی۔

دن کے وقت قافلہ روانہ ہوا یہ دونوں بھی ساتھ تھے کہ ابھی قافلہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پولیس نے انہیں گھیر لیا اور تلاش کرتے کرتے کلاوتی تک آ پہنچے۔

کلاوتی کو یہ خبر بھی نہ تھی کہ اس کا ایک کنگن پنڈت کی لاش کے پاس گر گیا ہے اور دوسرا اس کے ہاتھ میں ہے پولیس والوں نے ایک کنگن دیکھ کر کہا

دوسرا کنگن کہاں ہے تمہارا؟

کلاوتی گھبرا گئی

جوگی نے کہا جی راستے میں ٹھوکر لگ گئی تھی تو یہ گر پڑی تو ایک کنگن ٹوٹ گیا۔

پولیس کے کوتوال نے پوچھا

تم اس کے کون ہو؟

جوگی نے کہا جی یہ میری پتنی ہے۔

کوتوال نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور ٹوٹا ہوا کنگن دکھا یا

یہ کنگن پنڈت کی لاش کے پاس ہمیں ملا ہے جسے قتل کر کے بھاگی ہو۔

کلاوتی کو کوئی جواب بن نہ پایا لیکن جوگی نے کہا

یہ انیائے ہے حضور ہم کسی کو نہیں جانتے ہم تو سیدھے سادھے لوگ ہیں

کوتوال نے کہا

تم اپنی چونچ بند رکھو اس کے باپ کو ہم نے پہلے ہی گرفتار کر لیا ہے پولیس کو تمام رام کہانی کا علم ہے۔ یہ ایک برہمن کی قاتل ہے اور تم پورے سماج کے قاتل ہو۔ تم نے ایک بھولی بھالی لڑکی کو فریب دے کر پورے سماج کے منہ کالک مل دی ہے تم جیسے پاپی کی سزا اس سے بھی سخت ہو گی۔

اب جوگی کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اس نے سوچا کہ اس لڑکی سے دھوکہ کیا جبکہ اس سے پہلے میں نے اسے دھوکہ دے کر اس کا جسم حاصل کیا ان دونوں گناہوں کی سزا مجھے مل رہی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پولیس کوتوال نے دونوں کو لے جا کر قید خانے میں بند کر دیا اور کہا

تم دونوں کو جلدی ہی راجا کے سامنے انصاف کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ ایک برہمن کا قتل کوئی معمولی بات نہیں۔

○

ناگ کٹہرے میں

ناگ اور کلاوتی کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ کاشی میں اس قضیے کی وجہ سے ہل چل مچ گئی تھی۔ ایک برہمن پنڈت کے قتل کا معاملہ تھا اور دوسری طرف ایک ہندو لڑکی اور مسلمان سے شادی نے فرقہ وارانہ آگ ہر طرف بھڑکا دی تھی راجہ رام سروپ کے دفتر میں باقاعدہ برہمنوں کا ایک وفد یہ مطالبہ لے کر پہنچا تھا کہ دھرم کے محافظوں کا اگر قتل معاف ہو گیا تو اس راج پر دیوتاؤں کا عذاب نازل ہو جائے گا اور دیوتا کبھی بھی برہما جی کی اولاد کا خون معاف نہیں کریں گے۔

دوسری طرف پوری ہندو برادری کا مطالبہ تھا کہ ایک ایسے مسلمان کو جس نے بہکا کر ایک ہندو کنیا سے شادی کر لی ہے اور جس کے کہنے پر ہی اس کنیا نے ایک مہا پرش برہمن کا خون کر دیا ہے۔ اسے سخت سے سخت سزا ضرور دی جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیسری طرف اس شہر کے مسلمان تھے جن کا مطالبہ تھا کہ سازش سرف مسلمانوں پر ظلم کرنے کا ایک بہانہ ہے اور ناگ کو آزاد نہ کیا گیا تو پھر اس کے خون کا بدلہ لیا جائے خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ شہر کی فضا کافی حد تک ہو گئی تھی اور کئی جگہ دونوں فرقوں میں لڑائی جھگڑا ہو چکا تھا۔

راجا رام سروپ اور اس کا بیٹا وزیر امی چند بہادر سر بیٹھے اس مقدمے کا حل تلاش کر رہے تھے جس تینوں پارٹیاں مطمئن ہو جائیں۔

جیل سے فرار ہو جانا تو ناگ کے لئے ایک معمولی بات لیکن وہ اس وقت ناگ نہیں جوگی شری کانت تھا اور شری کانت اپنے چمگادڑ کے روپ کو لے کر یہاں سے ہو جاتا تو پھر اسے کئی ہزاروں سال والا ناگ کا انسانی والا جسم ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا پھر اسے تمام عمر چمگادڑ کر ہی گزارنا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ناگ کا جسم چھوڑنے لئے تیار نہ تھا۔

کلاوتی سب سے زیادہ پریشان تھی جس کی وجہ سے اس کی برادری اس کے ماں باپ مصیبت میں پھنسے ہوئے بلکہ دو قوموں میں بھی ٹھن گئی تھی اور پھر برہمن کے قتل

ہوتے ہوئے اسے ذلیل خوار کر کے رکھ دیا تھا۔ اس ے کی وجہ سے راجہ وزیر رانی یہاں تک کہ راج کماری در مکھی اور اس کا خاوند ستیش بھی پریشان تھے۔

آخر وزیر نے رائے دی کہ کسی صورت اس مسلمان مجرم ات کے وقت بلا کر اس سے معلوم تو کیا جائے کہ آخر ایسا ں ہوا

لہذا آدھی رات کے وقت راجا کا خاص آفیسر راجا کے حکم ناگ کو جیل سے نکال کر راجا کے کمرہ خاص میں لایا۔ ں راجا رانی راج کماری اور وزیر موجود تھے جونہی راجا نے کو دیکھا اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔

یہ مجرم ناگ تھا اور راجا کو علم تھا کہ ناگ مسلمان ہے لیکن راجا کا محسن تھا۔ اس نے راج کماری چندر مکھی کی جان سے بچائی تھی۔ راج کماری چندر مکھی بھاگ کر ناگ سے لپٹ کر لپٹ گئی۔

شری کانت بہت حیران ہوا کہ یہ رشتے ناطے کیسے ہیں اگ کے اس دربار سے وابستہ ہیں۔

پھر اس مشکل کا حل خود راجہ ہی نے کر دیا جو ناگ سے رہا تھا۔

ناگ تم نے راج کماری کی جان جن سے بچا کر جو احسان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم پر کیا ہے ہم اسے بھولے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے ہم جانتے تھے کہ مجرم تم ہو۔ اگر تمہیں کوئی ہندو کنیا پسند آ گئی تھی تو ہم سے کہا ہوتا۔ کلاوتی ایک دوغلا لڑکی اور پھر اس نے اپنے مذہب کے ایک برہمن کو قتل کر ہے اور برہمن جو ہمارے مذہب کے محافظ ہوتے ان کا مطالبہ نظر انداز کرنا اپنے راج کو تباہ کر دینے برابر ہے۔

دوسری طرف مذہب کی دیوار جو تمہارے اور کلاو کے درمیان حائل ہے ہم اسے گرا نہیں سکتے۔ ہمارے کی فرقہ وارانہ فضا بہت خراب ہو جائے گی ہندو ا مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے میرے پاس اس کا ایک ہی حل ہے کہ تمہیں جیل سے دیا جائے۔ جتنی دولت گھوڑا گاڑی اور جو بھی لے جا ہے کہ رات کی تاریکی میں یہاں سے چلے جاؤ لیکن اکیلے ہندو کنیا کو ہمارے سپرد کر دو تمہارے احسانوں کا بدل اسی طرح چکا سکتا ہوں۔

شری کانت جوگی کو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا کہ مسلمان ہے اور وہ خود کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اسے سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی۔ کلاوتی جیسی وہ سینکڑوں

ی دولت سے حاصل کر سکتا تھا۔

اس نے کہا مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔ مجھے سونے سے بھرا ہوا ایک صندوق اور ایک گھوڑا گاڑی دی جائے میں یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

راجا خوش ہو گیا اور اس نے کہا

تمہارے فرار کے جرم میں ہم کئی آدمیوں کو جیل میں ڈال دیں گے۔ اور پھر فضا ٹھیک ہونے کے بعد انہیں معاف کر دیں گے۔ رہا کلاوتی کا مسئلہ تو ہم اسے برہمنوں پر چھوڑ دیں گے کہ ہندو برادری جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔

ناگ نے کہا مجھے منظور ہے

راجا کے حکم سے اسے سونے سے بھرا صندوق اور گھوڑا گاڑی دے کر اس شہر سے نکال دیا گیا۔ لیکن اس رات راج کماری چندر مکھی کو نیند نہیں آئی۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ناگ جو بلند کردار انسان اور بات کا دھنی ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا ایسا کر سکتا ہے یہ ناگ نہیں ہو سکتا جو اپنے پیار کی قیمت وصول کر کے ایک اور کنیا کو راکشش لوگوں کے حوالے کر گیا ہے۔ دن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے وقت یہ بات مشہور ہو گئی کہ مسلمان قیدی رات جیل سے فرار ہو گیا ہے شہر کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور اس جرم میں جیل کے کئی ملازمین کو گرفتار کر لیا گیا اس بات سے مسلمان تو مطمئن ہو گئے ۔ ہندوؤں اور برہمنوں نے بھی زیادہ شور نہ مچایا۔ کیوں کہ ان کے مذہب کی لڑکی اور برہمن کی قاتل تو قانون کی حفاظت میں ہی تھی۔

دربار عام میں کلاوتی کو پیش کیا گیا اور انصاف کے لئے راجا نے برہمنوں کو بھی ساتھ بٹھا لیا ہندو لوگوں کے سرکردہ لیڈر بھی یہاں موجود تھے۔ کلاوتی کو پیش کیا گیا اور اسے اس کے جرم پڑھ کر سنائے گئے۔

راجا نے حکم دیا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہو تو ملزمہ کو اجازت ہے۔

کلاوتی نے چاروں طرف دربار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھا پھر اس نے کہا

مہاراج!

انصاف کی ڈور اگر منصفوں کے ہاتھ میں ہوتی تو کچھ کہتی فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو پھر میرے کہنے سننے سے کیا ہوتا ہے۔ میں نے پنڈت جی کو قتل کیا ہے لیکن یہ کسی

نے نہیں پوچھا کیوں کیا ہے؟ اور نہ ہی یہ کوئی پوچھنا گوارا کرے گا۔ آج میں دربار میں بیٹھے ہوتے مہا پرشوں سے پوچھتی ہوں

کیا دھرم کے نام پر کسی کی عزت لوٹنا جائز ہے؟

کیا کسی عورت کو اس لئے اپنی عزت کسی برہمن کے حوالے کر دینی چاہیئے کہ یہ دھرم کے محافظ ہیں؟

میں نے پنڈت سے سے اپنی عزت بچانے کے لئے انہیں قتل کیا ہے۔

مہا پنڈت نے اٹھ کر کہا

یہ الزام ہے تو دھرم کے محافظوں پر کیچڑ اچھال رہی ہے۔

کلاوتی نے کہا

میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں فیصلہ ہو چکا ہے پھر انصاف کے نام پر بے انصافی کرتے ہوتے مجھے صفائی کے لئے کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک بات میں بھرے دربار سے پوچھتی ہوں

کیا بھگوان جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ماتھے پر لکھ کر بھیجتے ہیں کہ یہ بچہ ہندو ہے اور وہ بچہ مسلمان ہے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہاپنڈت نے کہا

نہیں ایسا نہیں ہے!

کلاوتی نے کہا

یہ دھرم ہمارے انسانوں کے بناتے ہوئے ہیں یعنی سماج کے۔ آدمی پہلے انسان ہوتا ہے پھر ہندو اور مسلمان ہوتا ہے۔ کیا ایک اچھا مسلمان ایک بُرے ہندو سے بہتر انسان نہیں؟

اگر میں اپنے دھرم کے بُرے انسان سے عزت بچا کر کسی دوسرے دھرم کے اچھے انسان کی پناہ میں چلی گئی تو کون سا پاپ کر لیا ہے میں نے؟

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک لڑکی کی چار سال کی عمر میں شادی کر دی جائے اور پھر جب بڑھاپے سے پہلے ہی اس کا پتی مر جائے۔ تو اُسے زندہ ستی ہونے کو کہا جاتے ہیں صرف عورت کے لئے قانون کیوں ہے؟ کیا کبھی پتنی کے مرنے کے بعد پتی بھی ستی ہوا ہے؟

مہاپنڈت نے کہا

شاستروں میں جو قانون ہمارے بزرگوں نے بنا دیئے وہ سماج میں رائج ہیں۔

کلاوتی نے جواب دیا اس لئے کہ قانون کے بنانے والے

ہوتے تھے۔ میری حیثیت میں دھرم کی حیثیت بعد کی ہے پہلا درجہ انسانیت کا ہے اس لئے کہ انسان کو بھگوان نے بنایا ہے اور دھرم کو انسانوں نے۔ اسی لئے میں نے ایک بُرے انسان کو قتل کر کے ایک اچھے انسان کی پناہ لے لی مجھے اور کچھ نہیں کہنا

راجا سے لے کر پرجا اور پنڈتوں تک کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

پھر راجہ نے کہا

اس مقدمے کا تعلق چونکہ دھرم سے ہے اس لئے میں مہا پنڈت جی سے بنتی کروں گا کہ وہ خود ہی اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔

مہاپنڈت نے اُٹھ کر حقارت سے کلاوتی کی طرف دیکھا اور کہا

یہ لڑکی اپنے دھرم سے پھر گئی ہے اس نے نہ صرف مقتول پر بلکہ ہمارے بزرگوں پر بھی الزام لگایا ہے۔ شاستروں کو بھی غلط بتایا ہے میں دھرم کے نام پر اس قاتل لڑکی کو ودھوا ہونے کی حیثیت سے چتا میں جلا دینے کی سزا دیتا ہوں۔

چونکہ کل سے دیوالی کے تہوار کی تیاریاں شروع ہو رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں اور مہاراج بھی بنارس جا رہے ہیں ۔ اس لئے اس گمراہ لڑکی کو تہوار کے بعد مہاراج کے واپس آنے پر سزا دی جائے گی ۔

سپاہی کلاوتی کو لے کر جیل میں لے گئے اور ہندو لوگ اس انصاف کی تعریف کرتے ہوتے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے ۔

گنیش بن میں ایک یاتری تمام عمر سودی کاروبار اور ہیرا پھیری میں کافی دولت کما چکا تھا اور اب آخری عمر میں دور دراز کا سفر کرتے ہوئے کاشی میں گنگا اشنان کے لئے آرہا تھا ۔ اس کے پاس پاپ کی کمائی سے اکٹھی کی ہوئی دولت سے کئی سونے کے سکے تھے جنہیں وہ پنڈتوں میں دان کرکے اپنے پاپ بخشوانے آرہا تھا راستے میں ایک سرائے میں دو چور جو شکار کی تلاش میں پنڈتوں کے بھیس میں تھے ۔

اس مہاجن کی ملاقات ان سے ہو گئی مہاجن کا نام امرناتھ تھا ۔ اس ملاقات کے دوران ہی مہاجن نے پنڈتوں سے پوچھ لیا ۔

مہاراج !

میں کاشی گنگا اشنان کے لئے جا رہا ہوں راستے میں

گنیش بن پڑتا ہے وہاں کوئی خطرہ تو نہیں آپ لوگ تو یہاں کے ہی رہنے والے ہیں اس لئے سب کچھ جانتے ہوں گے !

چوروں نے کہا

مہاراج ! ہم بھی کاشی ہی جا رہے ہیں اور ہمارا تعلق شیو جی کے بڑے مندر سے ہے خطرے کی کوئی بات نہیں کیا کوئی دھن دولت ساتھ ہے

مہاجن نے ہنستے ہوئے کہا

سیتا پور سے اتنی دور آیا ہوں بھگوان کے چرنوں میں ارپن کرنے کے لئے ۔ تھوڑا سا سونا ساتھ ہے آپ سے کیا پردہ آپ تو مہاپرش پنڈت ہیں اسی خیال سے آپ سے پوچھ لیا ہے ۔

دونوں ڈاکو خوش ہو گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر کہا

آپ فکر نہ کریں مہاراج ! یاتریوں کی رکشا تو خود بھگوان کیا کرتے ہیں ۔ اور ہم تو داس ہیں آپ ہمارے ساتھ ہی چلیں ۔

امرناتھ مہاجن ان دونوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا اور ان دونوں چوروں کے ساتھ ہی کاشی کی طرف روانہ ہو گیا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راستے میں گنیش بن پڑتا تھا جو کافی گھنا جنگل تھا اور یہاں چور ڈاکو اکثر یاتریوں اور مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے لیکن مہاجن امرناتھ مطمئن تھا۔ کہ اس کے ساتھ دو پنڈت ہیں میں پاپی ہوں تو کیا ہے شیو بھگوان ان برہمنوں کی طفیل میری حفاظت کریں گے اس غریب کو کیا پتہ تھی کہ بھگوان شیو غریبوں اور بیواؤں کا خون سوشن کر اکٹھی کی ہوئی دولت کا نذرانہ قبول نہیں کرتے۔

پھر وہی ہوا راستے میں گنجان جنگل میں جا کر دونوں چوروں نے مہاجن کو قتل کر دیا اور اس کا سونا قبضہ میں لے کر لیا وہ گڑھا کھود کر مہاجن کی لاش چھپانا چاہتے تھے کہ ایک گھوڑا گاڑی کچے راستے پر آتی نظر آئی چور ڈر گئے کہ کہیں کوئی ہم سے بڑا چور ہی نہ ہو لہٰذا مہاجن کی لاش کو اپنے بستر میں باندھ دیا۔

اس گاڑی کو شری کانت جوگی چلا رہا تھا۔ جس نے ناگ کے جسم پر قبضہ جما رکھا تھا۔ دونوں بناوٹی پنڈت گاڑی دیکھ کر چھپ گئے۔

شری کانت نے ان کے قریب ہی گاڑی روک لی اس کے دل میں تشویش پیدا ہوئی۔ کہ صندوق کھول کر دیکھا ہی نہیں کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ ہی نہ ہوا ہو

لہٰذا وہ گاڑی سے اُترا اور اس نے صندوق کو کھول کر دیکھا جو سونے کی اینٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسی وقت ان دونوں چوروں نے بھی جھانک کر دیکھا اور سونے سے بھرا ہوا صندوق دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔

اب مجبوری یہ تھی کہ ایک نعش پہلے ہی ان کے پاس موجود تھی۔ پھر انہوں نے ایک ترکیب سوچ ہی لی اور اس جگہ سے آگے بڑھ گئے۔

تھوڑا استانے کے بعد جوگی پھر گاڑی پر آ بیٹھا۔ اور اسے ہانک دیا۔

تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دونوں پنڈت سامنے آ گئے اور ہاتھ جوڑ کر کہا

ہم کاشی سے آئے ہیں اور آگے رام نگر جانا ہے رات کا وقت ہے آپ ہمیں بھی وہاں تک ساتھ لے چلیں۔

جوگی نے سوچا

میں اکیلا تو ہوں ہی چلو یہ بے ضرر پنڈت ہیں سفر بھی آرام سے کٹ جائے گا اور ان دونوں پر احسان بھی ہو جائے گا۔

دونوں جوگی کے ساتھ ہی کوچوان والی جگہ پر بیٹھ گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اپنا بستر جس میں مہاجن کی نعش تھی اندر رکھ دیا ۔ یہاں انہوں نے باتوں باتوں میں معلوم کر لیا کہ جوگی کیلاش نگر جا رہا ہے ۔

پھر باتوں میں جلدی ہی سفر کٹ گیا اور گاڑی رام نگر میں داخل ہو گئی ۔ یہاں آ کر جوگی نے کہا

لو مترو ! رام نگر تو آ گیا میں کسی سرائے میں قیام کروں گا ۔ تمہاری منزل آ گئی ہے اور تم جہاں بھی چاہو جا سکتے ہو ۔

دونوں پنڈتوں نے کہا آپ کی بہت مہربانی ۔ آگے کے سفر کے لئے کسی اور دیالو مہاراج کی بنتی کر لیں گے

جوگی نے کہا آگے جانا ہے تمہاری منزل کون سی ہے

چور چور باتوں ہی باتوں میں معلوم تو کر چکے تھے کہ جوگی کی منزل کیلاش نگر ہے لہٰذا انہوں نے کہا

منزل تو ہماری کیلاش نگر ہے ۔

جوگی نے کہا

واہ ! یہ بھی خوب رہی ارے بھائی میں بھی تو کیلاش نگر ہی جا رہا ہوں راستے میں ٹھہر ٹھہر کر جانا ہو گا گھوڑے کو آرام اور چارے پانی کی بھی ضرورت ہے ۔

چوروں نے کہا

مہاراج !

ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے بس آپ سے دل مل گیا ہے اس لئے ساتھ اچھا رہے گا اور سفر بھی جلدی ہی کٹ جائے گا ۔

جوگی فوراً ہی راضی ہو گیا ۔

یہ تینوں ایک سرائے میں ٹھہر گئے جوگی تو گھوڑے کے چارے پانی کے بندوبست میں لگ گیا اور دونوں چوروں نے ایک سازش تیار کر لی ۔ یہ دونوں چور استاد، شاگرد تھے ۔

استاد نے کہا

چیلے ! ایک ترکیب سوجھ گئی ہے ہمیں مہاجن کی لاش کی بہت فکر تھی کہ اس سے کیسے پیچھا چھوٹے گا اور میں راستے بھر یہ سوچتا آیا ہوں کہ سونے سے بھرا ہوا صندوق ہمارا کیسے ہو گا ۔

شاگرد نے کہا تو پھر جلدی ہی بتا دو گرو ! ورنہ وہ آ جائے گا ۔

گرو نے کہا

سن بیٹا ! اب سونے کے لئے دوسرے قتل کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔ ہم اس صندوق سے سونا اپنے بستر میں ڈال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیں گے۔ پہلے ہی لاش کی وجہ سے بہت بڑا نظر آ رہا ہے
اور لاش کو نکال کر صندوق میں بند کر دیں گے۔ اور یہاں
سے ہو جائیں گے رفوچکر اور یہ دیالو مہاراج مہاجن کے قتل
کے الزام میں پکڑے جائیں گے اور ہو جائیں گے اندر۔ شا
نے کہا

واہ گرو!

مان گئے تمہیں کیا ترکیب سوچی ہے نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی
اور رنگ چوکھا آتے۔ ورنہ لاش کو ٹھکانے لگانے کے خیال
نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ تو اب دیر کیا ہے جلدی سے کام
دکھا دو۔

گرو نے کہا

دھیرج بیٹے! گرم گرم کھانے سے منہ جل جاتا ہے یہ کام
ہو گا آدھی رات کو۔ تاکہ ہم فوراً ہی یہاں سے سب کو غا
پا کر نکل جائیں۔

چیلے نے کہا سوا سولہ آنے ٹھیک ہے۔

اتنی دیر میں جوگی آگیا اور اس نے کہا

دوستو! میں تو پیٹ پوجا کر آیا ہوں جاؤ تم دونوں بھی
پنٹ آؤ!

دونوں نے بہانہ بنا دیا کہ ہمارا تو پہلے ہی کاشی مندر م

ل اور حلوہ کھا کھا کر ہاضمہ خراب ہو گیا ہے اس لئے رات
رنے کا خیال ہے۔

گی نے کہا! معاف کرنا میں بہت تھکا ہوا ہوں آرام
کا۔

روں نے کہا

ہاراج! ہم بھی پیدل اتنے چلے ہیں کہ اب آنکھیں بند
ہیں۔

جوگی اپنی چادر زمین پر بچھا کر سو گیا اور چوروں نے
ب سادھ لی۔

ڑی ہی دیر بعد جوگی کے خراٹوں کی آواز کمرے میں
گی لیکن چور محتاط تھے۔ انہوں نے آدھی رات کو
ے چوری کر کے نکلنا تھا اس لئے آدھی رات کا
ر رہے تھے۔

ی رات کے وقت گرو نے باہر نکل کر چکر لگایا سب
رہے تھے وہ واپس آیا اور چیلے کی مدد سے بستر
جن کی لاش نکالی اور صندوق سے سونا نکال کر
باندھ لیا اور لاش اٹھا کر صندوق میں ڈال کر اسے
یا۔

ر دونوں نے بستر اٹھایا اور اس جگہ آ گئے۔ جہاں جوگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی گاڑی اور گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ چیلے نے اپنا بستر گاڑی کے اندر رکھا اور گرو نے گاڑی میں گھوڑا جوتا۔ اور پھر دونوں یہاں گھوڑا گاڑی پر بیٹھ کر فرار ہو گئے۔

صبح کے وقت سرائے کا نوکر جو کمرے کی صفائی کرنے آیا تو اسے گوشت کے سڑنے کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا کوئی ایسی چیز نہ تھی سوائے صندوق کے جوگی ابھی تک گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔ نوکر صندوق کے پاس گیا تو بُو اس کے اندر سے آ رہی تھی صندوق میں تالا وغیرہ تو تھا نہیں اس نے چوری سے اس کا ڈھکنا اُٹھایا جو دیکھا تو ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے وہ بھاگا ہوا مالک کے پاس گیا اور اسے سارا قصہ کہہ سنایا مالک بھاگم بھاگ راجا کوتوال کے پاس گیا اور اسے اطلاع دی کہ سرائے میں مسافر ٹھہرا ہوا ہے جس کے صندوق میں لاش ہے۔

کوتوال سپاہی لے کر موقعہ واردات پر پہنچ گیا اور کمرے میں داخل ہوا جوگی ابھی تک سویا ہوا تھا کوتوال نے اسے جگایا اور کہا

یہاں ایک قتل کی واردات ہو گئی تھی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ لاش تمہارے صندوق میں ہے۔

جوگی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

مہاراج! میرے صندوق میں لاش کا کیا کام آپ خود ہی دیکھ لیں۔

جوں ہی کوتوال نے صندوق کو کھولا جوگی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ صندوق میں سونے کی بجائے ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔

جوگی نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اور کہا

مہاراج میں لٹ گیا اس میں میری عمر بھر کی کمائی تھی وہ دو بدمعاش مجھے چھل گئے میرا سونا لے گئے اور لاش صندوق میں ڈال گئے۔ وہ دونوں پنڈت تھے۔

کوتوال نے کہا

تم تو چلو بعد میں تمہارے ساتھیوں کو بھی تلاش کر لیں گے

سپاہیوں سے کہا

صندوق لے چلو

اب جوگی بہت گھبرایا اور سوچنے لگا پہلے قتل میں تو راجا نے سونے سے بھرا ہوا صندوق دے دیا تھا۔ مگر اب میری خیر نہیں۔

وہ کوتوال کے ساتھ باہر آیا تو گھوڑا اور گاڑی بھی غائب تھی جوگی نے کہا فریاد ہے مائی باپ وہ چور میری گاڑی اور گھوڑا بھی لے گئے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوتوال نے کہا آپ فکر نہ کریں ان کو بھی پکڑ لیں گے۔ لیکن پہلے آپ تو بدھاریں کیوں کہ سرکاری مہمان خانہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

تھانے میں لا کر کوتوال نے جوگی کو حوالات میں بند کر دیا اور کہا۔

ہم تو کئی مہینوں سے پریشان ہیں۔ دن دہاڑے مسافر لٹ جاتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں یہ کوئی بیالیسویں لاش ہے۔ گھبرائیں نہیں ابھی اکتالیس لاشوں کا حساب آپ سے اور لینا ہے اگر خیریت چاہتے ہو تو سب کچھ بتا دو اور مان لو تم یہ وارداتیں کئی مہینوں سے کر رہے ہو ورنہ یاد رکھو میرا نام ہاتھی مل ہے۔ جسم پر کھال نام کی کوئی شے نہیں رہے گی۔ تم نے تو ہماری راتوں کی نیند اور دن کا چین خراب کر رکھا ہے اتنی مار پڑے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ پھر اس نے ایک سپاہی سے کہا کہ ظالم چند کو بلا کر لاؤ۔ ایک قوی الجثہ کالا بھجنگ اور بڑی بڑی مونچھوں والا جلاد نما سپاہی داخل ہوا۔

ہاتھی مل کوتوال نے کہا

ظالم چند!

قاتل گرفتار ہو کر آ گیا ہے سچ جب میں آؤں تو یہ بیالیس خون

مان چکا ہو کہ اس کا کارنامہ ہے۔

ظالم چند نے بھدا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

کوتوال جی اگر یہ فولاد کا بھی بنا ہوا ہے تو آپ کوئی فکر نہ کریں۔ ظالم چند اسے پگھلا کر موم بنا دینے کی شکتی رکھتا ہے۔

کوتوال چلا گیا تو ظالم سنگھ نے جوگی سے کہا اپنے بھگوان کو یاد کر لے میں ذرا تیل میں بھیگا ہوا اپنا بید لے آؤں۔

اب جوگی نے سوچا مجھے یہ بتیا ناگ کے سر ڈال کر خود نکل جانا چاہیئے ورنہ اس شکنجے میں پھنس گیا تو پھر چھٹکارا مشکل ہو جائے گا ناگ اگر بچ گیا تو اس کے جسم پر پھر قبضہ جما لوں گا اس وقت تک ان چوروں کا پیچھا کرنا چاہیے پھر جوگی شری کانت نے ناگ کے جسم سے اپنا ناطہ توڑ لیا اور خود اپنے اصلی جسم چمگادڑ میں آ گیا۔ جوں ہی شری کانت نے ناگ کو آزاد کیا ناگ کی طاقت اور یاد داشت واپس آ گئی اس نے اپنے آپ کو قید میں دیکھا اور اپنے ذہن پر زور دے کر یاد کیا شری کانت نے چمگادڑ کے روپ میں ہا، تمہاری یاد داشت واپس آ جائے گی میں نے یعنی شری کانت جو ۔ نے تیرے شریر پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اب تجھے موت کے حوالے کر کے جا رہا ہوں اگر تو زندہ بچ گیا تو پھر تیرے شریر پر قبضہ جما

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوں گا۔ تو اسے سب کچھ یاد آ گیا اسے وہ مجبور اور بے بس
لڑکی کلاوتی بھی یاد آ گئی۔ جس کو ظالموں کے پنجے سے چھڑا کر
وہ جا رہا تھا۔

پھر جوں ہی ظالم سنگھ بیدرے کر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا
حوالات میں آیا ناگ مکھی بن کر نکل چکا تھا جب کہ چمکا
پہلے ہی فرار ہو گئی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اپنی قبر آپ کھودو

بلیک لائن نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور عنبر نے بلیک لائن کو۔ اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے سے کوئی سوال کریں انہوں نے بہت سے گھوڑوں کی ٹاپیں سُنیں جو موت کی وادی میں داخل ہو گئے تھے دونوں سمجھ گئے کہ یہ دشمن ہیں دوست نہیں۔

بلا شبہ یہ سرکاری پولیس تھی جس کے ایک جیالے سپاہی نے ایک ڈاکو کے کپڑے پہن کر ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا جب یہ خزانہ لے کر موت کی وادی میں داخل ہو رہے تھے۔ اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کا رُخ شہر کی طرف موڑ دیا تھا اور احکامِ بالا کو آگاہ کر دیا تھا اور اب قانون کے محافظ اپنی پوری طاقت لے کر رات ہی کو موت کی وادی پر ٹوٹ پڑے تھے۔

عنبر کو اپنے یہاں آنے کا جواز مل گیا تھا اور اس نے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار مجھے یہاں پہنچنے میں اس لیے دیر ہو گئی کہ تیرا پتہ نہ تھا اور کسی ساتھی کو بھی تمہیں تیری تلاش میں دیر ہو گئی کہ دشمن ہمارے گھر تک پہنچ گیا۔

بلیک لائن نے کہا

اپنا گھوڑا میرے حوالے کر دو میرے پاس وقت نہیں اور توانائی سے کاٹھی منگوا کر میرے گھوڑے پر میرے چلا آ۔ بعض وقت زیادہ احتیاط بھی انسان کو لے ڈوبتی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے کاش میں نے پہلے پہلے ہی اپنے ٹھکانے سے باخبر رکھا ہوتا۔ میں جاتا اور کوشش کروں گا کہ خزانے کو بچانے میں کامیاب ہو تو بھی جلد ہی چلا آ۔ پھر بلیک لائن عنبر کے گھوڑے پر ہی جست میں سوار ہو کر ہوا ہو گیا۔

عنبر نے ٹھنڈی سانس لے کر آسمان کی طرف دیکھا ہوں ہی دروازے میں داخل ہونے لگا ورجینیا کا ٹھی کھڑی تھی۔ عنبر نے کہا وقت کم ہے صرف اتنا بتا دو تمہارا نام کیا ہے۔

ورجینیا نے کہا لونڈی کو کسی بھی نام سے پکار لے لو اپنا نام اپنے ماضی ساتھ ہی چھوڑ آتی ہے

عنبر نے کہا مجھے دشمن نہیں دوست سمجھ کر مجھ پر

نادار

کرو اور صرف اتنا بتا دو کیا تم ہی جارج کی بیوی ورجینیا جس کی جدائی میں وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے کیا تم ہی معصوم سوٹی کی ماں ہو جو اب بھی تمہیں یاد کر کے روتی ہے۔

ورجینیا ضبط کے باوجود سسکیاں لے کر رونے لگی اور اس نے کہا خدا کے لیے خاموش ہو جاؤ اور میرے زخموں کو اس طرح نہ کریدو۔ میں ہی وہ بدنصیب ہوں جسے ایک دم موت نہیں آتی میں لمحے لمحے بعد مرتی ہوں لیکن زندگی پھر مجھے زندوں میں گھسیٹ لیتی ہے۔ یہ کیسی سزا ہے جو ختم نہیں ہوتی۔

عنبر نے کہا

صبر سے کام لو ورجینیا میں تمہیں لے جانے کے لیے اپنی جان ہتھیلی پہ رکھ کر یہاں آیا ہوں۔ میں تمہیں اس وقت یہاں سے لے جا سکتا ہوں لیکن یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں۔ بلیک لائن ایک بہت ضدی اور ظالم آدمی ہے وہ اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر تمہیں دوبارہ اغوا کر لائے گا۔ تمہاری آزادی کے لیے اس کی موت ضروری ہے۔ اگر وہ اس معرکے میں بچ بھی گیا تو مجھے اس کو ختم کرنا ہو گا۔ اور تمہیں یہ اذیتیں کچھ دیر کے لیے اور برداشت کرنا ہوں گی اس کی موت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ری زندگی ہے۔ میں جا رہا ہوں شاید پھر جلدی موقعہ نہ ملے لیکن گھبرانا نہیں میں نے جارج اور سوئیٹی سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں واپس لے کر آؤں گا۔ اور یہ وعدہ ضرور پورا ہو گا وقت کم ہے میں جا رہا ہوں۔

ورجینیا اس عظیم آدمی کو گھوڑے پر دور جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ جس نے اپنی زندگی اس کی آزادی کے لیے داؤ پر لگا دی تھی۔ اس کی ڈوبتی ہوئی زندگی کی ناؤ کو ایک دفعہ پھر کنارہ نظر آنے لگا تھا۔ اور اس کی بے تابیوں میں اضافہ ہو گیا تھا اسے اپنا خاوند، اپنا گھر اور اپنی پیاری بیٹی ننھی سوئیٹی بہت شدت سے ساتھ یاد آ رہے تھے۔

پولیس نے ڈاکوؤں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا کیونکہ ڈاکوؤں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ پولیس اس طرح دبے پاؤں آئے گی کہ انہیں تیاری کا موقعہ بھی نہ ملے گا۔ لیکن اس کے باوجود ڈاکو نہایت دلیری سے پولیس کا مقابلہ کر رہے تھے۔

جب بلیک لائن وہاں پہنچا دونوں میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور تلواروں کی جھنکار سے کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔

بلیک لائن ابن الوقت اور خود غرض آدمی تھا اسے وفادار ساتھیوں کی بجائے سونے کی ضرورت تھی وہ عمارت کا چکر کاٹ کر سپاہیوں کی نظر سے بچتا بچاتا عمارت میں داخل ہوا اور نہایت ہوشیاری سے طویل راہ داری طے کی اور اپنے کمرے میں داخل ہو گیا جہاں سونے کے صندوق رکھے ہوئے تھے۔

اس نے جلدی سے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور اطمینان کر لینے کے بعد کہ اس کے سوا کوئی دوسرا آدمی یہاں موجود نہیں فرش سے ایک قالین اٹھایا جہاں ایک دروازہ بالکل فرش میں پیوست تھا بلیک لائن نے اپنی جیب سے ایک لمبی چابی نکال کر سوراخ میں ڈال کر گھمائی تو تالا کھل گیا اور چابی ہینڈل کا کام دینے لگی جسے پکڑ کر اس نے دروازے کو باہر کھینچ لیا دروازہ کھل گیا اندر سیڑھیاں تھیں اس نے ایک لمبی رسی اپنے کمرے سے اٹھائی۔ اور تمام صندوقوں کو ایک ساتھ باندھ کر رسی کے ذریعے اس تہہ خانے میں اتار دیا پھر سیڑھیوں سے خود اتر کر اس نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا۔ تہ خانے کے اندر ایک سرنگ دور جا کر نکلتی تھی۔ تہ خانے کے اندر لکڑی کی ایک گاڑی کھڑی تھی۔ بلیک لائن نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس پر تمام صندوق رکھے اور انہیں سرنگ کے دروازے تک لے گیا۔

دروازے کا اختتام پہاڑی میں بنے ہوئے ایک غار پر ہوتا تھا اس نے تمام صندوق غار میں پہنچا دیئے پھر وہ سرنگ سے واپس اپنے کمرے میں آیا اور اس نے فرش کو ... کر کے اوپر قالین بچھا دیا اور اس پر فرنیچر آراستہ کر دیا ... دروازہ کھول کر پھر راہداری سے باہر آیا اور عمارت ... باہر نکل گیا۔

اس نے آکر دیکھا بیشتر ڈاکو مارے گئے تھے ا... صرف چند ایک ہی مزاحمت کر رہے تھے۔ وہ چھپتا ہوا پھر اس جگہ آیا جہاں بگھی موجود تھی۔ بلیک لائن بگھی میں ... ہو گیا۔

عنبر جب یہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اندھیرے میں سرکاری بگھی آہستہ آہستہ ایک سمت جا رہی ہے

دوسری طرف بقایا ڈاکو گرفتار ہو چکے تھے اور اب پولیس ان سے بلیک لائن اور خزانے کے متعلق معلوم کر ... تھی اسی وقت بلیک لائن سونے کے صندوق بگھی میں رکھ چکا تھا۔ پھر وہ خود کوچوان کی جگہ بیٹھ گیا اور بگھی کو پہاڑوں کے پُر پیچ راستے پر ڈال دیا۔

دوسری طرف پولیس نے تمام عمارت کا چپہ چپہ چھان مارا ... خزانے کا پتہ نہ چل سکا۔ ڈاکوؤں نے بتایا کہ ہم نے تمام صندوق بلیک لائن کے کمرے میں رکھ دیئے تھے۔ جو ... وہاں نہیں تھے۔ پولیس بہت پریشان تھی کہ اتنے خفیہ ... کے باوجود نہ تو وہ خزانہ ہی برآمد کر سکی تھی اور نہ ہی ... لائن کو گرفتار کر سکے تھے۔ بقایا ڈاکو تو کرائے کے ٹٹو تھے ... کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

شیرف غصے سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور اپنی ناکامی ... بہت پریشان تھا۔ کہ حکام بالا کو کیا جواب دے گا۔

دوسری طرف بلیک لائن بگھی کو لے کر اب ایک گھنے جنگل ... جا پہنچا تھا۔ جو چھپنے کے لئے نہایت موزوں جگہ تھی اس ... بگھی کو روک دیا اور خود نیچے اتر آیا پھر اس نے بگھی سے ... بیلچہ نما لوہے کی چیز نکالی اور زمین کو کھودنے لگا۔ ... ہی دیر بعد اس نے خاصی گہری اور چوڑی جگہ کھود کر ... صندوق دفن کرنے کے لئے بنا لی تھی پھر جوں ہی اس نے ... صندوق اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا عنبر مع تلوار کے بگھی ... برآمد ہو گیا۔

بلیک لائن نے خوش ہو کے کہا تم!

عنبر نے کہا ہاں! اس امانت کو ہاتھ نہ لگانا بلیک لائن یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قومی ملکیت ہے۔

بلیک لائن نے جلدی سے کھدائی والا ہتھیار اُٹھا اور کہا کیا میں سمجھ لوں کہ تم بغاوت پر آمادہ ہو؟

عنبر نے کہا

بڑی مشکل سے یہ وقت ہاتھ آیا ہے۔ سردار موت کی وادی تمہارے ساتھیوں کا قبرستان بن چکی ہے۔ اب تم تنہا ہو اور میں بھی تنہا ہوں مجھے اتنا کمزور نہ سمجھ لو۔

عنبر اگر سونے کے لالچ نے تمہاری وفاداری کو بدل دیا ہے۔ تو میں تمہیں حصہ بھی دے سکتا ہوں اس شرط پر کہ پھر دوبارہ مجھے صورت نہ دکھاؤ گے۔

عنبر نے کہا

بے وقوف ہو بلیک لائن! تمہیں اپنی آنکھ پر بڑا بھروسہ تھا جو کھوٹے اور کھرے کی پہچان کر لیتی ہے۔ تم نے مجھے کسوٹی پر بھی پرکھ کر دیکھا لیکن پھر بھی مجھے پہچان نہ سکے نہ ہی میں کوئی ڈاکو ہوں اور نہ ہی قانون شکن ہوں۔ مجھے جہاں کی دولت بھی عزیز نہیں۔ پہلے میں یہاں ایک چیز صرف تم سے چھننے کے لئے آیا تھا اور وہ تھی ایک شریف نیک اور امن پسند شہری کی بیوی ورجینیا! لیکن اب میرے ضمیر نے دوسری ذمہ داری بھی میرے کندھوں پر ڈال دی ہے وہ ہے قومی اور ملکی خزانے کو

دوبارہ سرکاری تحویل میں پہنچانا۔

بلیک لائن نے کہا شیر کے منہ کا نوالہ چھیننے آئے ہو۔ تمہاری جرأت کی داد دیتا ہوں لیکن تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ کہ تم نے شیر کی طاقت کا اندازہ ہی نہیں لگایا ہے۔

عنبر نے طنز کی اور کہا

یہ دوسری بے وقوفی کی بات کی ہے تم نے، حالاں کہ تم میری طاقت کا مظاہرہ دیکھ چکے ہو کہ کس طرح میں نے اس جوان چیتے کو چیر کر رکھ دیا تھا۔

بلیک لائن نے کہا اس لئے کہ وہ جانور تھا اس میں طاقت تو تھی عقل نہ تھی۔ لیکن یہاں تمہارا مقابلہ جس درندے سے ہے اس میں طاقت کے ساتھ عقل بھی شامل ہے۔

عنبر نے کہا تمہاری عقل کا تو میں قائل ہو چکا ہوں دوست کہ تم نے اپنی قبر اپنے ہی ہاتھوں سے تیار کر لی ہے۔

بلیک لائن نے عنبر کو غافل دیکھ کر بھرپور وار بیلچے کا اس کے سر پر کر دیا۔ بیلچہ عنبر کے سر پر لگ کر اس طرح اچھل گیا جیسے کسی فولاد پر ہتھوڑے کی ضرب لگانے سے ہتھوڑا اچھل جاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے اس بھرپور وار کو ناکام جاتے دیکھ کر بلیک لائن نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور جلدی سے اپنی بیلٹ سے خنجر نکال کر عنبر کے پیٹ میں گھونپ دیا جو گوشت میں اترنے کی بجائے ٹیڑھا ہو گیا۔

بلیک لائن نے دیکھے بغیر ہی عنبر کے پیٹ میں تین چار اندھا دھند وار کر دیئے۔ اور بالآخر خنجر ٹوٹ کر گر گیا اور عنبر کے پیٹ پر خراش تک نہ آئی۔

عنبر کو مسکراتا دیکھ کر بلیک لائن نے کہا

تم کیا بلا ہو مجھے انسان نہیں لگتے تمہارا جسم گوشت کا نہیں لوہے کا بنا ہوا لگتا ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں تم جیسا آدمی نہیں دیکھا مجھے خوشی ہو گی اگر ہم کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں اور دونوں دوست بن جائیں۔ جہاں تک وہ بیا کا تعلق ہے تم اسے لے جا سکتے ہو لیکن جہاں تک سونے کا تعلق ہے اس میں سے اپنا حصہ تو لے سکتے ہو لیکن باقی کوئی دوسری تجویز میرے لئے قابل قبول نہیں۔

عنبر نے کہا۔ بلیک لائن!

زندگی سونے سے زیادہ قیمتی شے ہوتی ہے۔ سونے کے بدلے نہ گنواؤ۔ اس سونے میں سے ایک رتی بھی نہ لیں لوں گا اور

... ۔ یہ امانت ہے اسے واپس کر دو۔

بلیک لائن نے جواب دیا

تو مصالحت کی ہر امید ختم ہو گئی۔ میں باوجود سمجھتے ہوئے [کہ تم] انسان سے زیادہ مخصوص طاقت کے مالک ہو۔ بزدلوں کی طرح [سو]نا تمہارے حوالے نہیں کر سکتا مقابلے کے لئے تیار ہو

پھر بلیک لائن نے تابڑ توڑ حملے عنبر پر شروع کر دیئے [ع]نبر صرف اس کے وار ہی روکتا رہا یہاں تک کہ وہ تھک کر [ہان]پنے لگا۔

تب عنبر نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور [زمین] پر دے مارا۔

بلیک لائن کے منہ سے چیخ نکل گئی اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ [گئی] تھی۔ لیکن بلیک لائن نے زمین پر پڑے پڑے ہی عنبر کی [ٹانگ]وں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا

یہ سونا میرا ہے میں تمہیں اسے واپس نہیں لے جانے دوں [گا۔] میں واپس نہیں لے جانے دوں گا۔

عنبر نے ایک ٹھوکر اس کے سر پر ماری۔ بلیک لائن کا بھیجا [باہ]ر آ گیا اور وہ اپنے ہی کھودے ہوئے گڑھے میں جا گرا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ختم ہو گیا۔ عنبر نے بیلچے سے گڑھے میں مٹی ڈالتے ہوئے کہا دوست! میں نے تو تمہاری جان بچانے کی بہت کوشش کی تھی۔ حالاں کہ یہ انصاف کے خلاف بات تھی۔ ظالم پر رحم کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور پھر تم تو کئی انسانوں کے قاتل بھی ہو۔ خدا کے ہاں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں آخر مظلوموں کی آہ رنگ لا کر رہی۔ اور تم کتے کی موت مارے گئے۔

پھر عنبر نے بگھی پر بیٹھ کر کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور بگھی کو لے کر لکڑی کے بنے ہوئے اس مکان پر آ کر رکا جہاں ورجنیا تھی۔

ورجنیا نے کھڑکی سے بگھی رکتی دیکھی تو دروازے پر آ گئی جہاں عنبر موجود تھا۔

پھر عنبر نے کہا

رہائی مبارک ہو ورجنیا!

بلیک لائن کو قبر میں اتار کر آیا ہوں۔ میں نے کہا تھا نا کہ تمہاری رہائی بلیک لائن کی موت کے بعد ہی ممکن ہے آج وہ ظالم مر گیا ہے جو انسانیت کے نام پر سیاہ داغ تھا وہ ننگِ قوم اور ننگِ وطن تھا۔ اب تم آزاد ہو بے خوف ہو کر بگھی میں چلی آؤ۔ تاکہ میں تمہیں معصوم اور پیاری سی بچی سوزی کو تحفے کے طور پر پیش کر دوں۔ جو ہر روز اپنے انکل کی

راہ دیکھ رہی ہو گی۔ اور تمہیں دیکھ کر جارج کی بے قراری کو بھی قرار آ جائے گا۔

ورجنیا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عنبر نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

پیاری بہن! خوشی کے موقع پر آنسو نہیں مسکراہٹ اچھی لگتی ہے۔

ورجنیا نے کہا

بھائی! تم میرے دل کی بے قراری کو محسوس نہیں کر سکتے میں اب بھی ڈر رہی ہوں کہ زندگی دغا نہ دے جائے اور میں اپنے خاوند اور بچی کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں

عنبر نے کہا

اس وہم کو دل سے نکال دو بہن اور خدا پر بھروسہ رکھو وہ ایک نیک دل انسان اور ایک معصوم بچی کا دل کبھی نہیں توڑے گا۔

پھر عنبر نے جلدی سے ورجنیا کو بگھی میں سوار کروایا اور تیزی سے گھوڑوں کی راسیں شہر کی طرف موڑ دیں اور آٹھ گھوڑے ایک بگھی کو لے کر ہوا کی طرح اڑنے لگے راستے میں ورجنیا نے کہا۔

بھائی! میرا دل نہ جانے کیوں بیٹھا جا رہا ہے کسی کروٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی چین نہیں آ رہا۔

عنبر نے کہا یہ بے قراری صرف جلد از جلد اپنوں سے ملنے کے لئے ہے بہن۔ جہاں اتنے دن صبر کیا ہے چند گھنٹے اور گزار لو۔

پھر یہ طویل سفر بھی آخر ختم ہو ہی گیا اور عنبر نے کہا کہ بہن پہلے تمہیں گھر پہنچاؤں گا اور پھر یہ امانت احکام بالا کے سپرد کروں گا۔

درجنیا! تم بگھی میں ہی بیٹھی رہنا پہلے میں گھر جاؤں گا اور پیاری بیٹی سویٹی سے کہوں گا

بیٹے! دیکھ تمہارا انکل آگیا ہے۔ وہ مجھے کہے گی انکل آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے میں انجان بن کر کہوں گا

کون سا وعدہ بیٹے!

وہ ناراض ہو کر کہے گی

بھول گئے انکل! آپ نے کہا تھا جب میں واپس آؤں گا تو تمہارے لئے ایک بہت ہی قیمتی تحفہ لاؤں گا۔ میں کہوں گا

ارے۔۔۔۔۔۔

میں تو بھول ہی گیا۔

وہ منہ بسور کر کہے گی جاؤ انکل ہم آپ سے نہیں بولتے۔

پھر میں اسے مناتے ہوئے کہوں گا

ارے پگلی! تمہارا انکل بھلا اپنا وعدہ بھول سکتا ہے تمہارا تحفہ باہر بگھی میں پڑا ہے۔

وہ بھاگ کر بگھی کے پاس آئے گی اور پھر وہ اٹھا کر اندر داخل ہو گی اور پھر تمہیں دیکھ کر ممی کہہ کر۔۔۔۔

بس کریں بھائی کہیں خوشی سے میرے دل کی دھڑکن ہی نہ رک جائے آپ مہربانی کر کے اندر دیر نہ لگا دیں کیوں کہ اب جدائی کی ایک ایک گھڑی میرے لئے قیامت سے کم نہ ہو گی۔

عنبر نے کہا اچھا بابا دیر نہیں لگاؤں گا۔ لو آ گیا تمہارا گھر۔ عنبر نے بگھی روک دی اور اُتر کر اندر داخل ہو گیا۔ باغیچے سے گزرنے کے بعد جب وہ دروازے پر پہنچا تو وہاں تالہ لگا ہوا تھا۔

عنبر کا دل دھک سے رہ گیا وہ واپس آیا اور باہر بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا کہ جارج کہاں ہے؟

اس آدمی نے بتایا کیا بتاؤں صاحب وہ بے چارہ تو ہسپتال میں پڑا ہے۔

عنبر نے کہا کیا ہوا

درجنیا بھی باہر نکل آئی!

اس آدمی نے بتایا کہ ان کی بچی سکول گئی ہوئی تھی۔ واپسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر جارج صاحب کو ذرا دیر ہو گئی تو بچی خود ہی گھر کی طرف چل دی راستے میں خدا جانے کہاں چلی گئی۔ جارج صاحب کو جب پتہ چلا کہ ان کی بچی کھو گئی ہے۔ انہیں ایسا صدمہ ہوا کہ دل کا دورہ پڑ گیا ہم لوگ جلدی ہی انہیں بگھی میں ڈال کر ہسپتال لے گئے۔

ورجینیا چیخ چیخ کر رونے لگی اور کہنے لگی

دیکھا بھیا! میں نہ کہتی تھی۔ میرا دل اسی لئے بے قرار تھا۔ ہائے میری بچی میں بھی کتنی بدنصیب ہوں جب خود مصیبت کے دن گزار کر آئی ہوں تو میری بچی مصیبت میں پڑ گئی۔

عنبر نے کہا

حوصلہ رکھو بہن! ہم پہلے ہسپتال جارج کے پاس چلتے ہیں میں تمہیں وہاں چھوڑ کر اور یہ امانت واپس کر کے پھر تمہارے پاس آ جاؤں گا اور بہن فکر نہ کرو میں بچی کو ضرور تلاش کر کے لاؤں گا۔

عنبر نے ایک دفعہ پھر کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور بگھی کا رُخ ہسپتال کی طرف موڑ دیا۔

دوسری طرف جارج بستر پر پڑا ہوا تھا اور معالج اس کا معائنہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کتنے افسوس کی بات ہے اس وقت اس کے قریب اس کے

رشتہ داروں کو یہاں ہونا چاہیئے تھا لیکن افسوس! شاید اس کا یہاں کوئی بھی نہیں ہے جو یہاں رہ کر اس کی تیمار داری کرے۔

اسی وقت عنبر اور ورجینیا اندر داخل ہوئے۔

ورجینیا نے جو جارج کو دیکھا چیخ مار کر اس کے اوپر جا گری اور رونے لگی۔

عنبر نے معالج سے کہا یہ ان کی بیوی ہے

معالج نے کہا

یہ بچی کے کھو جانے کے صدمے سے اس حالت کو پہنچے ہیں ان کی بچی ملی یا نہیں۔

عنبر نے کہا

خدا نے چاہا تو مل جائے گی اگر مل گئی ہوتی تو وہ بھی ساتھ ہی یہاں آتی۔

معالج نے کہا

یہ دل کا معاملہ بھی عجیب ہوتا ہے صاحب! آپ ان کو اس بری حالت میں دیکھ رہے ہیں یہ لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب جا رہے ہیں اب اگر ان کی بچی مل جائے تو آپ خود دیکھیں گے کہ ان کو تندرست ہونے میں کتنے گھنٹے لگتے ہیں یہ بہتر ہوا آپ لوگ ان کی نگرانی کے لئے آ گئے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اچھا میں پھر آؤں گا!

معالج کے جانے کے بعد عنبر نے ورجنیا کو تسلی دی اس کے آنسو پونچھے اور کہا

میں ابھی آتا ہوں اور پھر سونے کے لئے میں خود بھاگ دوڑ کروں گا مجھے امید ہے خدا مجھے مایوس نہیں کرے گا۔ ایک دن میں پھر اس گھر میں اس معصوم بچی کے قہقہے سنوں گا۔

پھر عنبر سونا واپس کرنے چلا گیا اور ورجنیا جارج کی تیمار داری میں لگ گئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ اور کلاوتی کی چتا

دیوالی کا تہوار گزر چکا تھا اور مہاراج بنارس سے واپس گئے تھے۔ لہذا رات کے وقت کلاوتی کو جیل میں اطلاع ے دی گئی کہ صبح تمہیں آگ میں جلا دیا جائے گا رات بھر میں بھگوان سے اپنے پاپوں کی معافی مانگ لو۔

دوسری طرف ناگ جیل سے باہر آ کر پرندہ بن کر کاشی طرف اڑتا ہوا چل پڑا اور چند گھنٹوں کی تیز پرواز کے بعد یا کی محل کی چھت سے اوپر جا اترا پھر ناگ بن کر رینگتا ہوا راج کماری چندر مکھی کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں راج کماری اور ستیش اس کے خاوند کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی۔

وہ یہاں ابھی یہ آیا تھا کہ شہر میں تمام لوگ اسے پہچان گئے تھے اور وہ کسی سے بھی کلاوتی کے متعلق دریافت نہ کر سکتا تھا اس نے سوچا تھا کہ راج کماری سے اس مظلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور اسے بتا
گا کہ اس پر کیا بپتا گزر چکی ہے اور اسے اپنی مدد
لیے آمادہ کرے گا۔

وہ سانپ بن کر داخل ہوا تو راج کماری اپنے شوہر
سے ناگ کے بارے میں ہی گفتگو کر رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی کہ کل بیچاری کلاوتی کو دھرم کی
توہین کرنے اور پنڈت کے قتل کے الزام میں آگ میں
جلا دیا جائے گا۔

ستیش نے راج کماری چندر مکھی سے کہا کہ مجھے ناگ پر
بہت غصہ ہے جو مہاراج سے ایک سونے کے صندوق کے عوض
اپنی پتنی کو بیچ کر چلا گیا اب تقدیر کی ماری کلاوتی کل
ہمیشہ کے لیے جل کر راکھ میں تبدیل ہو جائے گی۔ تم نے
ناگ کی اتنی تعریف کی تھی کہ میں اسے دیوتا ماننے لگا
تھا لیکن اس کی اس حرکت کو دیکھ کر میری نظر میں وہ انسان
بھی نہیں رہا۔

راج کماری نے کہا

میری سمجھ میں خود نہیں آتا کہ اگر ناگ بھیا کو دولت ہی
چاہیے تھی تو وہ میرے بدلے مہاراج سے کافی دولت
انعام میں لے سکتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے پیار کو کیوں

دیا۔

اگ سمجھ گیا کہ ساری حرکت اس چمگادڑ کی ہے۔ اب اس
سوچا اگر میں نے اپنی صفائی بیان نہ کی تو ہمیشہ
ماری اور اس کے خاوند کی نظر میں ایک لالچی
نہ انسان بن کر رہ جاؤں گا۔ پھر اب جب کہ صبح
ی کو جلایا جا رہا ہے راج کماری کی مدد کے بغیر
ی صورت بھی کلاوتی کو بچانے میں کامیاب نہیں ہو
۔ ناگ نے لوٹ لگائی اور انسان بن گیا پھر اس نے کھانس
دونوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

دونوں نے چونک کر اسے دیکھا سامنے ناگ کھڑا تھا۔
ں حیران ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

ب ناگ ہی نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا بہن
مکھی میں تمہارے کمرے میں بغیر اجازت چلے آنے کی
چاہتا ہوں اگر اجازت لینے کی حماقت کرتا تو صبح کلاوتی
ساتھ چتا میں مجھے بھی جلا دیا جاتا۔

دونوں اٹھ کر بیٹھ گئے ناگ نے کہا

میں نے آپ دونوں کی باتیں سن لی ہیں اپنی صفائی میں
یہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ ہوا ہے اس میں میرا
نہیں۔

...کو بارات لے کر آجاؤ ہم تمہاری
ی کلاوتی سے کر دیں گے اس دن بھی میں نے ہاں اس
کر دی تھی۔ کہ میں سوموار سے پہلے ہی کلاوتی کو اس
گھر سے نکال کر لے جاؤں گا لیکن میری کسی بات کا
تی کو علم نہ تھا۔

پھر جس روز میں کلاوتی کو نکال کر اس شہر سے لے جانے
سوچ رہا تھا۔ ایک جوگی کی بھٹکی ہوئی روح نے مجھے
کر لیا اور میرے دماغ پر قبضہ کر لیا اس طرح کر
میرا ہی رہا۔ دل اور دماغ اس جوگی کا تھا اس کے
اس مکار جوگی نے سونے کے عوض کلاوتی کو بیچ دیا
وہ سونا بھی اس کے پاس نہ رہا۔

پھر ایک قتل کے الزام میں مجھے پھنسا کر اپنی آتما یعنی
میرے جسم سے نکال کر فرار ہو گیا جب دوبارہ مجھے
آیا اور پتہ چلا کہ میں قتل کے الزام میں پھنس چکا
تو میں وہاں سے فرار ہو گیا آج تمہاری باتوں سے
چلا ہے کہ وہ کلاوتی کے عوض مہاراج سے سونا لے کر
گیا ہے۔

راج کماری نے ستیش سے کہا۔ سن لیا آپ نے میں نے
ہی کہا تھا کہ بھائی ناگ ایسا گھٹیا کام کبھی کر ہی

ستیش نے کہا کمال ہے ناگ بھائی آپ کا قصور نہیں
کس کا ہے؟ آپ نے خود ہی تو مہاراج سے کلاوتی کا
کر کے سونے سے بھرا صندوق حاصل کیا تھا۔

ناگ نے کہا

تم لوگ حق بجانب ہو جسم بلاشبہ میرا ہی تھا لیکن
کا ایک صندوق مجھے نہیں خرید سکتا۔ میں ابھی حکم دوں
دھرتی اپنے اندر کے تمام خزانے میرے قدموں میں
کر دے۔ میں تم دونوں سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ کیوں
راج کماری کو میں اپنی بہن بنا چکا ہے۔

کلاوتی ایک مظلوم لڑکی ہے۔ اور وہ میری ہمدردی کو
پیار سمجھ کر اپنا پتی بنا چکی ہے۔ حالات ایسے تھے کہ میں
کا دل نہیں توڑ سکتا تھا۔ میرا خیال تھا اُسے ان
سے چھڑا کر کہیں اور لے جاؤں گا اور کسی اچھے سے لڑکے
اس کی شادی کر دوں گا۔

راج کماری نے حیرت سے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے
ناگ بھائی۔

ناگ نے کہا بہن یہ بڑا اُلجھا ہوا مسئلہ ہے اگر اسے
تمہیں سمجھاؤں تو بہت وقت درکار ہے لہذا میں جو کہہ
ہوں اس پر اعتبار کر لو۔ جس روز اس کی برادری کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں سکتا۔ دوسری سب سے اہم بات جو تمہیں بتانے کی
وہ یہ ہے کہ میں انسان نہیں ہوں! دونوں حیرانی سے پلنگ
اتر کر کھڑے ہو گئے۔

ستیش نے کہا آج عجیب سے عجیب تر واقعات ہو رہے
پہلے آپ ناگ نہیں تھے جوگی کی روح آپ کے جسم
تھی۔ اور ناگ بھائی اب آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ا
بھی نہیں ہیں۔

ناگ نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سنتے جائیں
بہت کم ہے۔ میں پانچ ہزار سالہ پرانا ایک مصری سا
ہوں۔

ستیش نے چندر مکھی کی طرف دیکھ کر کہا
یقینی مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ناگ بھائی کا دماغ
گیا ہے۔

ناگ نے کہا پہلے سن لو پھر چاہو گے تو تمہیں یقین بھی
دلا دوں گا۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ مجھے کلاوتی سے عشق
ہمدردی تھی۔ اور انسانیت کے نام پر اس کی ہمدردی کرنا چا
تھا اور وہ بیگی غلط فہمی کا شکار ہو گئی۔

اب میں صرف اس لئے تم دونوں کے پاس آیا ہوں کہ اس
کی مدد کر دیں اسے لے کر یہاں سے دور چلا جاؤں گا اور

ے سمجھا کر کسی لڑکے سے اس کی شادی کر دوں گا دھن دولت
مجھے لالچ نہیں زمین کے اندر جتنے خزانوں پر سانپ بیٹھے
ں میں ان سب کا دیوتا ہوں پھر تم لوگ ہی بتاؤ کہ مجھے دولت
کیا ضرورت ہے۔

چندر مکھی نے کہا
ناگ بھائی! کلاوتی اب قومی مجرم ہے اگر وہ فرار ہو گئی تو
رے ملک میں بغاوت ہو جائے گی اسی لئے اس پر کڑا پہرہ
ہے۔ میں تو کیا بلکہ مہاراج خود بھی کبھی یہ خطرہ مول
لیں گے۔

ناگ نے کہا
اس کی رہائی کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے۔

ستیش نے کہا ناگ بھائی یہ مقدمہ قومی سطح کا ہے اور
کا فیصلہ بھی مہاراج کی بجائے مہا پنڈت جی نے کیا ہے
آپ ہی بتائیں ہم لوگ کس طرح اسے رہا کروا سکتے ہیں آپ
کوئی اور صورت بتائیں ہم سے جو مدد بھی ہو سکے گی ضرور
یں گے۔

ناگ نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا ایک ترکیب سمجھ میں
ہے میں سانپ بن کر کلاوتی کو جیل میں ڈس لیتا ہوں لوگوں
نظر میں وہ مر جائے گی کیا یہ ممکن ہے کہ مرنے کے بعد اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جسم کو جلایا نہ جائے اور وہ کسی صورت بچ نکل جائے
اور بعد میں میں اس کے جسم سے زہر چوس کر اس کو دوبارہ
ٹھیک کر لوں گا۔

چندر مکھی نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک مردہ ہندو
عورت کو جلایا نہیں جائے گا تو اور کیا اسے دفن کیا
جائے گا۔

ناگ نے جھنجلا کر کہا تو یہ بھی ممکن نہیں میں تو ہنگامے
سے بچنا چاہتا تھا لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہنگامے کے علاوہ
کوئی بھی چیز ممکن نہیں۔

چندر مکھی نے کہا بھیا! ہم بہت شرمندہ ہیں کہ اس
سلسلہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے مگر یہ تو بتا دو کہ وہ غریب لڑکی
کہاں ہے میں خود ہی اس سے ملاقات کر لوں گا۔

چندر مکھی نے کہا یہ ممکن ہے آپ ستیش کے ساتھ جائیں
وہ محل کے تہ خانے میں قید ہے۔ تہ خانے کے دروازے
تک یہ آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں اندر جا کر ملاقات کرنا آپ
کا کام ہے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے لیکن میں ناگ یعنی انسان کی
شکل میں یہاں سے باہر نہیں جا سکتا میں سانپ بن کر

جاؤں گا۔ اور ستیش اس بہانے تہ خانے کے دروازے تک
جا سکتے ہیں کہ پہرے داروں سے کہیں کہ مہاراج نے حکم دیا
ہے کہ میں خود اطمینان کر لوں کہ تہ خانے پر پہرہ ٹھیک ہے
کوئی اپنے فرض سے غفلت تو نہیں کر رہا۔

چندر مکھی نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے تو آپ تیار
ہو جائیں۔

ناگ نے سانپ کا روپ دھار لیا تو ستیش آگے آگے
کئی راہداریاں اور موڑ مڑ کر تہ خانے کے دروازے پر
جا کر رک گیا اور پھر ناگ کو بتانے کے لئے کہا میں صرف
اطمینان کرنے آیا تھا کہ تہ خانے کے دروازے پر کڑا
پہرہ ہے کہ نہیں۔

پہرے دار نے کہا راج کمار اطمینان رکھیں میرے ہوتے
ہوئے تو ہوا بھی گزر کر اندر نہیں جا سکتی۔ شیر سنگھ نمک حرام نہیں
نمک حلال ہے۔

ستیش نے کہا ٹھیک ہے

اس نے دیکھا کہ ناگ آہستہ آہستہ تہ خانے کے دروازے
سے اندر جا رہا ہے لہذا اس نے پہرے دار کی توجہ اپنی طرف
رکھنے کے لئے اسے باتوں میں لگا لیا اور کہا

شیر سنگھ ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے مہاراج نے ایسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی تو تمہیں پہرے دار بنا کر یہاں ہیں۔ بھیجا انہیں معلوم ہے کہ شیر سنگھ نمک حلال اور وفا دار ہونے کے علاوہ ایک بہادر آدمی بھی ہے۔

ناگ اندر جا چکا تھا لہذا ستیش نے کہا

اچھا شیر سنگھ! میرا پورا اطمینان ہو گیا ہے اور اب میں چلتا ہوں۔

اندر تہ خانے میں صرف ایک چراغ جل رہا تھا جس کی بیمار روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ کلاوتی اپنے گھٹنوں میں سر دیئے گٹھڑی بنی بیٹھی ہے ناگ نے لوٹ لگائی اور انسان بن گیا پھر اس کے کان میں سرگوشی کی

کلاوتی!

کلاوتی نے حیرانی سے سر اُٹھا کر اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھا جو رات بھر روتے رہنے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں اور پھر اس سے پیشتر کہ سب کچھ بھول کر اس کے منہ سے خوشی سے چیخ نکل جائے ناگ نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا اور کہا

میں آ گیا ہوں فکر مت کرنا۔ صبح پھر چتا سے تمہیں بچا لوں گا فکر نہ کرنا یہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پھر کلاوتی نے رو رو کر اپنی بپتا کا حال سرگوشیوں

میں سنایا اور پوچھا کہ تم کیسے آزاد ہو گئے میں تو سمجھی تھی کہ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا ہو گا۔

ناگ نے کہا کلاوتی میں اپنے متعلق تمہیں سب کچھ بتا دوں گا تو فکر نہ کر فی الحال میں تجھے ان لوگوں سے ایک دفعہ آزاد کروا لوں۔

کلاوتی نے کہا ناتھ! میں جیون بھر تمہاری داسی بن کر تمہاری سیوا کرتی رہوں تو بھی تمہارے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتی تم انسان نہیں بھگوان ہو۔

ناگ نے کہا بھئی میں انسان ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ کوئی احسان نہیں ہے بلکہ ہر انسان کو مظلوم کی مدد کرنی چاہیئے۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

پھر رات دبے پاؤں بیت گئی اب ناگ کے لئے سب سے بڑی مصیبت کلاوتی سے جدا ہونا تھا آخر اس نے کہا کلاوتی میں ایک بھاری رقم پہرے داروں کو دے کر تم سے ملنے آیا تھا اب مجھے واپس جانا ہے۔

کلاوتی نے آنسوؤں کے ساتھ اسے الوداع کہا اور سیڑھیوں تک ناگ کے ساتھ آئی۔

ناگ نے کہا کلاوتی تم واپس چلی جاؤ ورنہ میں تمہاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صورت دیکھ کر ایک قدم بھی نہیں ہل سکوں گا اور یہاں ہی صبح ہو جائے گی۔

کلاوتی روتے ہوئے لوٹ گئی۔

ناگ نے ٹھنڈی سانس لی اور ایک کونے میں سانپ بن کر باہر رینگ گیا۔

دروازے پر نمک حلال بہادر شیر سنگھ دیوار سے لگا اونگھ رہا تھا۔ ناگ ——— پاس سے گزر گیا اور پھر پرندہ بن کر اُڑتا ہوا محل کے اوپر گنبد پر جا بیٹھا اور صبح کا انتظار کرنے لگا۔ پھر مندروں میں گھنٹیاں اور ناقوس بجنے لگے۔ اور ہندو لوگ رام نام کا جاپ کرتے ہوئے مندروں میں پوجا پاٹ کے لئے جانا شروع ہو گئے۔

ناگ نے دیکھا دور اُفق سے سرخ رنگ کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔ اور اس کی نارنجی کرنوں نے گنگا کے پانی میں آگ لگا دی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ گنگا میں پانی نہیں ہے پگھلا ہوا سونا بہہ رہا ہے اور اس میں بادبان کشتیاں کھلونوں کی طرح تیرتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ موٹے پیٹوں والے پجاری گلے میں مالا ڈالے دھوتیاں باندھے گنگا میں اشنان کر رہے تھے اور باغوں میں کھلے ہوئے رنگ برنگے پھولوں کو دیو داسیاں انہیں دیوتاؤں کے قدموں میں

چڑھانے کیلئے توڑ توڑ کر اپنی ٹوکریاں بھر رہی تھیں۔ مندر کی سیڑھیوں پر بیٹھے سادھوؤں اور جوگیوں کو یاتری مٹھائیاں، حلوہ اور پوریاں دان کرتے ہوئے دیوتاؤں کے درشن کو چلے آ رہے تھے۔ بہت دور سے ناگ کو مسجدوں کے مینار بھی نظر آ رہے تھے جہاں سے ہلکی ہلکی تلاوت کی آوازیں بھی کبھی کبھی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ناگ کو سنائی دیتیں۔

صبح کی ٹھنڈی ہوا نے ناگ کے ذہن اور دماغ کو تروتازہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس کے ذہن کی تمام تھکن دور ہو چکی تھی۔ ناگ نے محل کے صحن کے ایک حصے میں راجا کے جھومتے ہوئے ہاتھیوں کو دیکھا جو بیس کے قریب تھے اور ان سے تھوڑی ہی دور اصطبل تھا جہاں پچاس کے قریب گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

اب ناگ کے ذہن نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا اور اس کے ذہن میں آخر ایک ترکیب آ ہی گئی وہ اُڑ کر نیچے محل سے باغ میں آ گیا اور اس علاقے کے سانپوں کو سگنل دیا۔ شاہی باغیچے میں کئی سانپوں کا مسکن تھا جو اپنے دیوتا کا سگنل وصول ہوتے ہی اس کی خوشبو محسوس کرتے دوڑے چلے آئے۔

ناگ نے کہا تم اس جگہ کل کتنے سانپ ہو؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپوں میں سے ایک بزرگ سانپ نے کہا دیوتا! شاہی باغ بہت بڑا ہے ہم یہاں پچاس سانپ ہیں۔

ناگ نے کہا

ٹھیک ہے تم میں سے آدھے فیل خانے میں رہیں اور آدھے اصطبل میں۔ میں تمام ہاتھیوں کی زنجیریں کھول دوں گا اور گھوڑوں کو رسیوں سے آزاد کر دوں گا۔ جب میرا سگنل تمہیں ملے تم ہاتھیوں کو خوف زدہ کر کے میدان کی طرف دھکیل دینا اور دوسرا گروہ گھوڑوں کو خوف زدہ کر کے بھیڑ کی طرف ہانک دے۔ باقی میں سب کچھ کر لوں گا تم لوگوں کی صرف اتنی ہی ڈیوٹی ہے۔ لیکن خیال رکھنا ان سب کو بھیڑ کی طرف ہی جانا چاہیئے۔

بزرگ سانپ جو اس برادری کا بڑا تھا، نے سر جھکا کر کہا دیوتا! میں سمجھ گیا آپ چاہتے ہیں یہ بھیڑ میں آ کر ایک افراتفری مچا دیں۔ اور مجمع کے لوگوں کو کچلتے ہوئے بھاگے دوڑیں پھریں۔

ناگ نے کہا تم نے ٹھیک سمجھ لیا۔ محل کے اندر سامنے والے میدان میں ایک لڑکی کو یہ لوگ چتا میں جلانا چاہتے ہیں اور میں اس لڑکی کی جان بچا کر اسے یہاں سے نکال لے

جانا چاہتا ہوں۔

بوڑھے سانپ نے کہا اب ہماری سمجھ میں سب کچھ آ گیا ہے آپ ہماری طرف سے بے فکر ہو جائیں ہم آپ کے حکم کے منتظر ہوں گے۔ جوں ہی ہمیں سگنل مل گیا ہم اپنا کام شروع کر دیں گے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے اب تم لوگ جاؤ۔

سانپ واپس لوٹ گئے۔

محل کے میدان میں لوگ جمع ہو رہے تھے اور اب ہر طرف دھوپ پھیل گئی تھی۔ میدان کے درمیان میں لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر چتا تیار کی جا رہی تھی۔ ایک طرف شاہی شامیانے لگائے جا رہے تھے اور ان میں کرسیاں بھی لگائی جا رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد ساری تیاری مکمل ہو گئی۔ شامیانے کے نیچے کرسیوں پر مہا پنڈت اور اس کے چیلے ان کے علاوہ شہر کے چند معززین بھی آ کر بیٹھنے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان میں چاروں طرف آدمی ہی آدمی نظر آنے لگے تھے۔

پھر راجا کی آمد کے بگل فضا میں گونجنے شروع ہو گئے راجا۔ رانی۔ راج کماری۔ ستیش۔ وزیر اور چند درباری محل سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آکر کرسیوں پر براجمان ہو گئے۔

ایک دروازے سے چند سپاہی کلادتی کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے لے کر داخل ہوئے اور اسے چتا کے قریب لا کر کھڑا کر دیا۔

کلادتی کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور لوگ مختلف قسم کی آوازیں کس رہے تھے جس سے وہ گھبرائی ہوئی چاروں طرف ناگ کو تلاش کر رہی تھی چند نوکر ہاتھوں میں تیل کے کنستر لے کر آئے اور انہیں لکڑیوں پر ڈال دیا ایک آدمی جلتی ہوئی مشعل لئے قریب ہی کھڑا تھا۔

پھر مہا پنڈت راجا کی اجازت لے کر اُٹھے

ہجوم نے مہا پنڈت کی جے اور راجا کی جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

ناگ نے فیل خانے کے تمام ہاتھیوں کو آزاد کر دیا تھا اور وہ گھوڑوں کو بھی کھول چکا تھا اب اس کا رُخ میدان کی طرف تھا اس نے اپنے منہ کو کپڑے میں چھپا رکھا تھا اور وہ اپنا منہ کپڑے میں چھپائے مہا پنڈت کے پیچھے پیچھے ہی چتا تک آ گیا۔

مہا پنڈت نے حکم دیا

لڑکی کی زنجیریں کھول دو۔

سپاہیوں نے تمام زنجیریں کھول دیں اور خود ادب سے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

ادھر ناگ نے سانپوں کو سگنل دے دیا

دوسری طرف پنڈت نے کہا

لڑکی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں اور اسے چتا پر لٹا دیا جائے۔

مہا پنڈت کے حکم پر عمل ہوا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے چتا پر لٹا دیا گیا۔

کلادتی کا دل ڈوب رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ کیوں کہ اسے ناگ نظر نہیں آ رہا تھا۔

پھر مہا پنڈت نے مشعل ہاتھ میں لی اور چتا کے قریب آ گیا۔

اُدھر لوگوں نے پنڈت کی جے اور راجا کی جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

پھر ایک دم بھگدڑ مچ گئی راجا کے فیل خانے کے ہاتھی جنہیں ناگ نے آزاد کر دیا ہوا تھا سانپوں سے ڈر کر لوگوں میں جا گھسے تھے۔

دوسری طرف گھوڑے بھی ہجوم کی طرف بھاگے آ رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے جنہیں ناگ نے آزاد کر دیا تھا اور ان گھوڑوں نے ہجوم میں ہر طرف قیامت برپا کر دی تھی لوگ ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

اب لوگ ہاتھیوں اور گھوڑوں کے درمیان پھنس کر ان کے غیض وغضب کا شکار ہو رہے تھے اور اس دوران ناگ بھی ہاتھی بن چکا تھا اور اس کا رُخ میدان میں ہجوم کی طرف تھا۔

اس افراتفری میں جب کہ لوگ اپنی اپنی جان بچانے کی کوشش میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے ناگ جو ہاتھی بن چکا تھا نے سب سے پہلے مہاپنڈت کو زمین سے اٹھا کر اوپر اچھال دیا تھا اور زمین پر گرنے سے اس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اور پھر بھاگتے ہوئے گھوڑوں نے اس کی لاش کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔

راج کماری چندر مکھی اور ستیش ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ جب کہ مہاراج اور رانی محل میں اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔

پھر ناگ نے چتا سے کلاوتی کو اٹھا لیا اور ایک طرف بھاگ لیا یہاں کسی کو کیا ہوش تھی کہ کون کہاں ہے۔ ناگ کلاوتی کو لے کر محل سے باہر آگیا اور ایک بھاگتے ہوئے گھوڑے

پر قابو پا کر اس پر کلاوتی کو بٹھا لیا اور خود بھی سوار ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ اس ہنگامے پر قابو پانے کے لیے فوج کو طلب کر لیا گیا۔ تب جا کر حالات پر قابو پایا جا سکا۔

راجا اور رانی سوچ رہے تھے یہ ضرور اس اپنامے کا نتیجہ ہے جو بے چاری کلاوتی پر کیا گیا ہے۔

پرجا سوچ رہی تھی ضرور دیوتا ناراض ہو گئے ہیں۔ لیکن راج کماری چندر مکھی اور اس کا خاوند ستیش جانتے تھے کہ یہ حرکت کار ناگ کا ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وزیرِ اعظم کا قتل

شیرف سر جھکائے احکام بالا کے سامنے بیٹھا تھا اور ا
اعلیٰ اس پر ناراض ہو رہا تھا کہ تمہیں بر وقت اطلاع
گئی اور کافی پولیس فورس بھی تمہارے ساتھ تھی لیکن
شرم کی بات ہے کہ تم نہ تو خزانہ ہی واپس لا سکے ہو ا
نہ ہی بلیک لائٹ کو گرفتار کر سکے ہو تمہیں شرم سے ڈو
مرنا چاہیئے۔

شیرف نے سر جھکائے آفیسر سے کہا آپ ٹھیک فرما
ہیں جناب اس ناکامی کے بعد مجھ جیسے کا کوئی حق
شیرف نے اپنی تلوار نکالی اور پھر اس سے پیشتر کہ وہ
خود کشی کرے عنبر نے آ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
کون کہتا ہے کہ آپ ناکام لوٹے ہیں اور پھر کہا کہ قانون
کبھی نہیں ہار سکتا۔ مجرم خواہ کتنا ہی طاقت ور اور بہادر ہو
قانون کی تلوار سے نہیں بچ سکتا۔

سب لوگوں نے حیرانی سے آفیسر کی طرف دیکھا اور آفیسر
سوال کیا
تم کون ہو؟
تمہاری باتوں سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کا محافظ شیرف
نہیں تم ہو۔
عنبر نے کہا
جناب عالی! ہر شریف شہری اور اچھا انسان قانون کا
فظ ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر بات صرف قانون کے
ندھوں پر ہی ڈال دی جائے۔ ہر اچھے انسان کو قانون کا
م کرنا چاہیئے بلکہ قانون کی مدد بھی کرنی چاہیئے اور میں
وہ فرض پورا کیا ہے۔ باہر حکومت کا خزانہ بگھی میں پڑا
اور موت کی وادی کا وہ بلیک لائٹ بھی اپنے انجام کو
گیا ہے اس کی قبر میں نے اسی وادی میں بنا دی ہے
پر وہ قانون کی خلاف ورزی کرتا تھا۔
پھر چند سپاہی باہر گئے اور خزانے کے صندوق اٹھا کر اندر
ئے۔
فیسر نے کہا۔
نوجوان! تم نے صرف قانون کا سر بلند کیا ہے بلکہ
مثال قائم کر دی ہے کہ ملک کا ہر شریف شہری قانون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا محافظ ہوتا ہے۔ یہ کام صرف پولیس اور فوج کا ہی نہیں
بلکہ ملک کا ہر شریف آدمی امن و امان اور ملک کی عظمت
کا امین ہے۔

عنبر نے کہا آپ ٹھیک فرماتے ہیں یہ عوام کی بھی ذمہ دا
ہے کہ جرم کے سامنے سر جھکا کر اس کی حوصلہ افزائی کر
کی بجائے اس کے سامنے سینہ سپر ہو جائے اور جب تک
اس کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ اس جہاد کو جاری رکھا جائے
مَیں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب میں آپ لوگوں
اجازت چاہتا ہوں۔

آفیسر و دیگر حکام نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور کہا

نوجوان بلیک لائن کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کے
لئے حکومت نے باقاعدہ انعام رکھا ہوا ہے وہ رقم تمہارا حق ہے
اسے وصول کر لو تو چلے جانا۔

عنبر نے کہا

نہیں جناب عالی! مجھے انعام کی رقم کی اتنی ضرورت
نہیں مجھ سے زیادہ مستحق لوگ بھی موجود ہیں آپ انعام کی
رقم ان سپاہیوں کے لواحقین کو ادا کر دیں جو اس مہم پر شہید
ہوئے ہیں۔ وہی اس رقم کے صحیح حق دار ہیں مَیں خوشی سے
اپنا حق ان کے لئے چھوڑ رہا ہوں۔

آفیسر نے کہا

نوجوان! ہم تمہارے اس جذبے اور ایثار سے خوش ہوئے
ں جو قابل قدر ہے کاش اس ملک کا ہر نوجوان تمہارے نقش
م پر چل سکے۔ بہر حال تمہارے کہنے پر یہ رقم ان سپاہیوں
ے لواحقین کے حوالے کر دی جائے گی جو قانون کی برتری
ے لئے اپنی جان کا نذرانہ دے چکے ہیں اس کے علاوہ کوئی
م بھی پولیس کے سلسلہ میں ہو ہمیں ضرور بتانا تمہاری مدد کر کے
ارے محکمے کو خوشی ہوگی۔

عنبر نے کہا بہت بہتر اب مجھے اجازت دی جائے۔

وہاں سے نکل کر عنبر پھر ایک دفعہ ہسپتال پہنچا جہاں جارج
حالت پہلے سے بہتر تھی اور وہ ورجینا کے آجانے سے
ی طور پر ٹھیک ہو گیا تھا لیکن دونوں میاں بیوی اپنی
ی سویٹی کے لئے پریشان تھے۔ عنبر کو دیکھ کر جارج نے رو
نے والے انداز میں کہا

عنبر بھائی!

تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے میں ورجینا کے لئے
را بے حد مشکور ہوں غریب آدمی ہوں آپ کو کیا صلہ
ے سکتا ہوں میرے دل کی ہر دھڑکن دعا بن کر آپ کے
نکلتی ہے مگر افسوس ورجینا آئی تو سویٹی کھو گئی اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انکل کا انتظار بھی نہیں کیا انکل تو اپنے وعدہ کے مطابق تحفہ ... کر آیا مگر... جارج اور ورجینا دونوں رونے لگے۔

عنبر نے کہا

جارج صبر کرو خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ مل گئی ہے تو سویٹی بھی مل جائے گی۔

جارج نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا عنبر بھائی!

دکھ تو اس بات کا ہے کہ اب میری حالت ایسی نہیں کہ میں اسے تلاش کر سکوں۔

عنبر نے کہا

تم فکر کیوں کرتے ہو سویٹی تمہاری بیٹی ضرور ہے لیکن مجھے وہ معصوم بچی جان سے پیاری ہے۔ تم ایک دفعہ ٹھیک ہو جاؤ میں ایک دفعہ پھر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ سویٹی کو ضرور ڈھونڈ نکالوں گا۔

جارج نے کہا

مجھے تمہارے وعدے پر پورا اعتماد ہے عنبر بھائی تم انسان نہیں فرشتے ہو۔ اس لئے کہ آج کا انسان تو دوسرے کا گلا کاٹتا پھرتا ہے اور تم دوسروں کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہو۔

عنبر نے کہا۔ نہیں بھائی میں تو گنہگار انسان ہوں فرشتہ ہونا

تو بڑی بات ہے۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا صحیح انسان ہونا ہی بڑی بات ہے اب تم آرام کرو اور میں سویٹی کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ پھر عنبر ہسپتال سے نکل کر باہر آگیا۔

سویٹی پر کیا بیتی۔ جس روز وہ سکول سے آ رہی تھی اسی روز ہمسایہ ملک کا وزیر اعظم خیر سگالی کے دورہ پر آیا ہوا تھا اور آج اس شہر میں آ رہا تھا جہاں کئی تجارتی معاہدوں پر دستخط ہونے تھے جس سے دونوں ملکوں میں نہ صرف تجارتی تعلقات قائم ہونے تھے بلکہ یہ دورہ سیاسی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ ان دونوں ملکوں کا الحاق ایک تیسرے ہمسایہ ملک کے مفاد کے خلاف تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ دونوں ملکوں میں تجارتی تعلقات قائم ہوں کیوں کہ اس سے ایک اچھی تجارتی منڈی اس کے ہاتھ سے جا رہی تھی اس سے قبل یہ ملک اس سے تجارتی سامان درآمد کرتا تھا۔ لہذا اس دورے کو نہ صرف ناکام بنانے کے لئے بلکہ ہمیشہ کے لئے دشمنی پیدا کرنے کے لئے اس ملک نے یہ پروگرام بنایا کہ خیر سگالی کے دورے پر آئے ہوئے وزیر اعظم کو قتل کروا دیا جائے۔ اور اس طرح ان دو ملکوں کی دوستی کو دشمنی میں بدل دیا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لہٰذا اس کام کے لئے غداروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنہیں کثیر سرمایہ مہیا کر کے ان کے ایمان خرید لئے گئے یہ انتظام کیا گیا کہ جوں ہی وزیر اعظم کا جلوس شہر کی سڑک سے گزر رہا ہو اسے ہلاک کر دیا جائے۔

اس سلسلے کے تمام انتظامات مکمل کر دیئے گئے وزیر اعظم کی آمد کے سلسلے میں اس ملک کی فوج و محکمہ پولیس کافی محتاط تھا۔ حفاظتی انتظام بڑی ہوشیاری سے کئے گئے چپے چپے پر پولیس اور فوج کا پہرہ تھا وزیر اعظم کو ہلاک کر دینا مشکل ہی نہیں نا ممکن بھی تھا۔ لہٰذا اس کام کے لئے قاتلوں کو تیر کمان مہیا کئے گئے تھے تیر زہر میں بجھے ہوئے تھے اور قاتل ایک روز پہلے ہی ایک مکان کی بالائی منزل پر پہنچا دیئے گئے تھے اور ان کو باقاعدہ اس ملک کی وردی بھی مہیا کی گئی تھی۔ تاکہ قتل کرنے کے بعد اس وردی میں آسانی سے یہاں سے نکل جائیں۔ جب کہ سمندر کے کنارے پر ایک کشتی پہلے سے موجود اور تیار کھڑی تھی یہ قاتل اس پر واپس آئیں اور فوراً کشتی ان کو نکال کر ملک سے لے جائے۔ جو وقت اسکول سے چھٹی کا تھا اسی وقت وزیر اعظم نے یہاں سے گزرنا تھا۔ لہٰذا یہاں کافی رش

بھاڑ تھی۔

سڑک کے دونوں طرف لوگ وزیر اعظم کو خوش آمدید کہنے کے لئے پھولوں کے ہار لئے کھڑے تھے۔

سویٹی کو چھٹی ہوئی تو تھوڑی دیر اس نے اپنے باپ کا انتظار کیا لیکن وہ یہاں کی رونق وغیرہ دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے ایک سہیلی نے بتایا کہ ایک جلوس آنے والا ہے جہاں آگے گھوڑوں پر پولیس کے سپاہی ہوں گے درمیان میں شاہی بگھی ہو گی جس میں کوئی بہت بڑا آدمی ہوگا۔ اس کے پیچھے کئی گھوڑ سوار سپاہی رنگ برنگی وردیاں پہنے ہوں گے۔ سہیلی نے کہا

سویٹی! میرے ابا نے بتایا تھا آؤ ہم بھی چل کر دیکھتے ہیں۔

سویٹی نے کہا۔ میری ہم بھیڑ میں کیسے دیکھ سکتے ہیں ہمارا قد تو چھوٹا سا ہے۔

میری نے کہا

ہم کسی عمارت کے اوپر چڑھ کر دیکھیں گے۔

سویٹی آخر بچی ہی تھی دونوں سہیلیاں بھیڑ میں گھس گئیں۔ اسی وقت آدمیوں کا ایک ریلا آیا اور دونوں ننھی بچیاں جدا ہو گئیں۔ پہلے تو سویٹی نے میری کو تلاش کیا اور آوازیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیں لیکن نہ جانے وہ آدمیوں کے ریلے میں کہاں پہنچ گئی تھی۔ آخر سویٹی نے بڑی مشکل سے اس بھیڑ بھاڑ کو پار کیا اور سب سے پہلے جو عمارت آئی وہ اسی پر چڑھ گئی۔ اتفاق کی بات کہ اسی عمارت کے ایک کمرے میں قاتل جو تعداد میں دو تھے۔ تیر اور کمان لئے ایک کھڑکی میں پردے کی اوٹ میں بیٹھے تھے۔ پردے کے علاوہ ان قاتلوں نے صندوق وغیرہ بھی اپنے سامنے آڑ کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ سویٹی اسی کمرے میں داخل ہوکر سامان وغیرہ کو پار کر کے کھڑکی کے پاس پہنچ گئی۔

اب قاتلوں اور سویٹی کے درمیان صندوق اور ٹوٹا پرانا فرنیچر پڑا تھا۔ لیکن سویٹی کو وہ اس کے درمیان سے نظر آ رہے تھے۔ لیکن قاتل اتنے محو تھے کہ انہیں سویٹی کی آمد کا بالکل ہی علم نہ ہو سکا۔

دراصل بازار میں شور و غل اتنا تھا کہ معمولی سی آہٹ تو سنائی ہی نہیں دے سکتی تھی۔

یہ کمرہ ایک بڑھیا کا تھا۔ جسے روپے کا لالچ دے کر انہوں نے راضی کر لیا تھا۔ کہ وہ دو تین دن یہاں مہمان رہیں گے۔ شہر میں کسی سرائے میں انہیں جگہ نہیں مل سکی پردیسی ہیں۔

بڑھیا غریب تھی روپے کے لالچ میں مان گئی تھی اس لئے دروازے کھلے تھے اور بڑھیا باورچی خانے میں کھانا پکا رہی تھی۔

اس عمارت میں اور بھی کافی لوگ رہتے تھے قاتلوں نے اس عمارت کو محفوظ سمجھ کر یہاں ٹھکانہ بنایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سویٹی بغیر کسی رکاوٹ کے دروازے سے اندر آگئی اور کھڑکی میں جا بیٹھی۔

اس نے دونوں آدمیوں کو دیکھ لیا تھا لیکن اس کو کیا علم تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا کرنے والے ہیں۔

سویٹی نے دور سے دیکھا گھوڑ سوار پولیس ملکی پرچم لہرائے چلی آ رہی تھی اور ان کے پیچھے ہی بگھی تھی۔ جو آگے بڑھتی ہوئی اسی عمارت کی طرف آ رہی تھی۔ اور بگھی کے پیچھے پھر گھوڑ سوار تھے۔

دوسری طرف قاتلوں نے کمان سنبھال لئے تھے اور ان پر تیر چڑھا لئے تھے۔

بگھی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی لوگوں کے نعروں اور پھولوں کی بارش کے ساتھ ساتھ قریب چلی آ رہی تھی۔ لوگ عمارتوں سے پھولوں کی بارش کر رہے تھے۔

سویٹی خوشی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی اور بگھی کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ اس کی نگاہیں چلی آ رہی تھیں۔

پھر پہلے گھوڑ سوار اس عمارت کے قریب سے گزرے قاتلوں نے کمانیں پوری طاقت سے کھینچ لیں۔

سویٹی کی نگاہیں بگھی کا تعاقب کرتی ہوئیں جوں ہی اس مقام پر پہنچیں۔ یہاں قاتل تیر کمانوں پر نشانہ باندھے بیٹھے تھے اس کی نظر ان پر پڑ گئی اور وہ حیرانی سے بگھی کی بجائے ان قاتلوں کو دیکھنے لگی۔

پھر جوں ہی ان کی کمانوں سے تیر نکلے سویٹی نے دیکھا کر دونوں تیر ٹھیک وزیر اعظم کے سینے میں لگے اور خون کا فوارہ اس کے سینے سے بہہ نکلا۔

ادھر سویٹی کے منہ سے چیخ نکل گئی

قاتلوں نے حیرت کے ساتھ دیکھا کہ ایک بچی نے یہ سارا منظر دیکھ لیا تھا۔ اور اب ان دونوں کو فرار ہونا تھا۔

نیچے پولیس اور فوج حرکت میں آ گئی تھی ان دونوں نے فوراً فیصلہ کیا کہ اس بچی کا وجود ان دونوں کے لئے خطرے کا باعث ہے پھر ان دونوں میں سے ایک سویٹی کی طرف بڑھا۔

سویٹی خوف کے مارے کانپ گئی اس کا گلا خشک ہو گیا اس نے چیخنا چاہا لیکن آواز نہ نکل سکی اس نے بھاگنا

چاہا زمین نے پاؤں پکڑ لئے۔

قاتل نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دیا۔

سویٹی بے ہوش ہونے ہی والی تھی کہ بڑھیا آ گئی اور قاتل نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

جوزف آؤ بچی بے چاری بھیڑ کی وجہ سے خوف زدہ ہے اسے سڑک سے پار پہنچا دیں۔ وہ سویٹی کو لے کر کمرے سے باہر آ گئے خوف کے مارے سویٹی کی آواز بند ہو گئی تھی۔ انہوں نے تیر اور کمان بڑھیا کے صندوق میں چھپا دیئے تھے۔

پھر وہ دونوں سویٹی کو لے کر نیچے اتر آئے جہاں پولیس اور فوج کے سپاہی عمارتوں پر قاتل کی تلاش میں چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ اور یہی بچی ان کے فرار میں مددگار ثابت ہو رہی تھی کیوں کہ وہ دونوں سپاہیوں کی وردی میں تھے اور جوں ہی ایک افسر نے انہیں روکنا چاہا انہوں نے کہا

یہ معصوم بچی بھیڑ بھاڑ میں پھنسی ہوئی ہے ہم اسے سڑک پار کروانے لے جا رہے ہیں شاید اپنے ماں باپ سے بچھڑ گئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سویٹی نے بہت کوشش کی کہ وہ چیخ چیخ کر کہے کہ یہ یہ دونوں قاتل ہیں میں نے خود دیکھا ہے ان دونوں نے ہی تیروں سے جہان کا سینہ چھلنی کیا ہے لیکن قاتلوں کا خوف اس پر اس طرح طاری تھا کہ آواز ہی حلق سے نہ نکلتی تھی۔

اس نے بڑی ہمت سے کام لیا اور ایک جگہ وہ بھیڑ میں ہاتھ چھڑا کر بھاگ گئی۔

قاتلوں نے بھی اس کا پیچھا کیا انہیں ڈر تھا کہ کہیں یہ سب کچھ بتا ہی نہ دے۔ اور پھر بلی چوہے والا کھیل شروع ہوگیا۔

سویٹی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کس سمت جا رہی ہے۔ وہ قاتلوں سے جان بچا کر بھاگ رہی تھی اور قاتل اس کے پیچھے تھے۔ آواز اس کے حلق سے نہ نکل رہی تھی۔ وہ کہیں چھپ جاتی۔ تھوڑی دیر کے لئے قاتل اسے تلاش کرتے لیکن جب پھر وہ وہاں سے نکلتی تو قاتل اسے دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگ لیتے۔

آخر سویٹی ایک کھڑی ہوئی بگھی میں چھپ گئی۔ قاتلوں نے تھوڑی دیر تلاش کیا پھر ایک نے کہا

چھوڑو اس بچی کو اور نکلو یہاں سے انہیں ایک خالی

بگھی نظر آئی اور وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔

سویٹی اندر اس سیٹ کے پیچھے چھپی ہوئی تھی جہاں وہ دونوں قاتل آ کر بیٹھ گئے تھے پھر ان دونوں نے کوچوان سے کہا

ہمیں سمندر کے کنارے پہنچا دو اور چند سکے پیشگی اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا ایک سرکاری کام سے پہنچنا ہے ذرا جلدی کرو۔

کوچوان نے گھوڑوں پر چابک برسایا اور گھوڑے تیزی سے سفر طے کرنے لگے۔

دونوں آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ لڑکی کا بچ نکلنا کہیں ان کے لئے مصیبت نہ بن جائے۔ اب بگھی شہر سے باہر آ چکی تھی سڑک کافی خراب تھی اور بارش کی وجہ سے بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے تھے۔

بگھی سرپٹ جا رہی تھی اور قاتل بار بار کوچوان سے کہہ رہے تھے

اور تیز چلاؤ

ایک جگہ ایک بڑے گڑھے میں بگھی کا پہیہ آگیا تو ایک جھٹکے کے ساتھ سویٹی کا سر لوہے کے فریم سے جا کر لگا اور اس کی چیخ نکل گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوچوان نے بگھی کو اُلٹنے سے بچانے کے لیے گھوڑوں کی لگامیں کھینچ لیں اور قاتلوں نے تیزی سے پیچھے دیکھا ۔ سویٹی بگھی کے رُکتے ہی پیچھے سے کود کر بھاگ نکلی تھی دونوں قاتلوں نے بھی بگھی سے چھلانگ لگا دی اور اس کے پیچھے ہو لیے ۔

اب یہ لوگ سمندر کے ساحل پر پہنچ چکے تھے جہاں مچھیروں کی تجارتی و سرکاری کشتیاں کافی تعداد میں کنارے پر کھڑی ہوئی تھیں اور یہاں موجود لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے ۔

سویٹی ایک بڑی کشتی کی آڑ میں چھپ گئی اور دونوں قاتل اسے تلاش کرنے لگے ۔

ان دونوں کو کشتیوں کے پاس گھومتے دیکھ کر ان کے ساتھی سمجھے شاید اپنی کشتی کی تلاش میں ہیں وہ دو تھے اور دونوں چپ چاپ کشتی سے دور ہی سے انتظار میں بیٹھے تھے ان کو دیکھ کر ان کے قریب آ گئے اور کہا

ہمارے پیچھے چلے آؤ ہم تم دونوں کا ہی انتظار کر رہے ہیں ۔

اس دوران میں سویٹی بڑی کشتی کی آڑ سے نکل کر ایک کھڑی ہوئی کشتی کے تہ خانے میں اُتر کر چھپ گئی

پھر یہ چاروں کنارے پر کھڑی کشتی میں آ کر بیٹھ گئے شتی کو تیزی سے دھکیلتے ہوئے سمندر کے گہرے ی میں لے گئے ۔

تھوڑی دیر بعد سویٹی نے سوچا کہ خطرہ ٹل گیا ہو گا تہ خانے سے اوپر آ گئی اور اس نے تھوڑا سا سر نکال یکھا اور کانپ کر رہ گئی ۔ اوپر وہ دونوں قاتل اب پولیس وردی آتار کر دوسرے کپڑے پہن رہے تھے ۔ تقدیر پھر ان قاتلوں کی ہی کشتی میں لے آئی تھی جو تیزی سے ر میں چلی جا رہی تھی ۔

بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور پھر تہ خانے میں پڑے ہوئے سامان میں جا چھپی ۔ جہاں پینے انی اور خوراک کا ذخیرہ موجود تھا کچھ ہوش ٹھکانے ہوئے س نے ڈرم سے پانی پیا پھر سامان کی تلاشی لینے پر کھانے کا سامان بھی مل گیا بھوک سے اس کی جان ی جا رہی تھی اس نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کیا پانی اور اسی سامان میں چھپ کر بیٹھ گئی ۔ وہ اپنے ڈیڈی اد کر کے روتے ہوئے سسکیاں لیتی رہی اور آخر سولی ھی نیند آ ہی جاتی ہے اس کی بھی آنکھ لگ گئی ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری طرف اسکول سے عنبر نے جا کر معلومات حاصل کی تھیں تو پتہ چلا کہ سویٹی اور میری دونوں ساتھ ساتھ اسکول سے گئیں تھیں۔ لیکن دوسرے دن نہ تو میری ہی اسکول آئی تھی اور نہ ہی سویٹی۔

عنبر نے اسکول سے میری کے گھر کا پتہ لیا اور وہ تلاش کرتا ہوا اس کے گھر پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ میری بیمار ہے عنبر نے میری سے سویٹی کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہم دونوں جلوس کسی عمارت پر چڑھ کر دیکھنا چاہتی تھیں۔ لیکن بھیڑ میں سویٹی اس سے بچھڑ گئی۔ اور اس کے ہم دونوں کی دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔

شہر بھر میں ہلچل مچی ہوئی تھی کیوں کہ وزیر اعظم کا انتقال ہو گیا تھا۔

پولیس نے بڑھیا کے کمرے سے تیر کمان برآمد کر لئے تھے اور بڑھیا سے تفتیش کے دوران پتہ چلا کہ دو سپاہی ایک روز قبل اس کے پاس ٹھہرے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ سرکاری کام سے دوسرے شہر آئے ہیں لیکن سرائے میں کوئی ڈھنگ کا کمرہ نہ ملا۔

انہوں نے معقول معاوضہ دیا اور میں نے انہیں اپنے ہاں مہمان بن کر رہنے کی اجازت دے دی۔ جلوس کے روز جب میں اچانک کمرے میں گئی تو یہ دونوں ایک بچی کو یہ کہہ کر لئے جا رہے تھے کہ بھیڑ میں باپ سے بچھڑ کر یہاں آ گئی ہے ہم اسے سڑک پار کرا دیں۔

بچی بہت خوف زدہ تھی اور اس کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کروں دونوں نیچے اُتر گئے اور پھر لوٹ کر نہیں آئے۔

اب پولیس کو اس لڑکی کی تلاش تھی کیوں کہ اسی نے ان قاتلوں کو دیکھا تھا۔ یہ خبریں تمام شہر میں گشت کر رہی تھیں کہ عینی شاہد کوئی اسکول کی بچی ہے جس سے عنبر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ضرور سویٹی ہی ہے۔

اب خدا جانے وہ قاتل کہاں چھپے ہوئے ہیں اور کہیں ان ظالموں نے پکڑے جانے کے خوف سے اس معصوم بچی کو قتل تو نہیں کر دیا۔

اب پولیس کے پاس صرف بڑھیا ہی ایک ایسا گواہ تھی جو ان دونوں کو پہچان سکتی تھی۔

لہذا شہر بھر کے مشتبہ آدمی پولیس لا کر شناخت کروا چکی تھی لیکن تا حال ان دونوں کا سراغ نہ ملا تھا اور نہ ہی سویٹی کا کچھ پتہ چلا تھا۔

عنبر نے ایک بگھی کرائے پر حاصل کر رکھی تھی اور تمام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سفر شہر میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ آخر رات کے وقت
والے نے عنبر سے پوچھا۔

صاحب آپ کسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

عنبر نے کہا

دو ایسے آدمیوں کو جو پولیس کی وردی میں ہیں اور ان
ساتھ ایک معصوم بچی بھی ہے۔

بگھی والا ایک دم چونک پڑا۔

عنبر نے کہا۔

ایسا لگتا ہے تم نے ان کو کہیں دیکھا ہے؟

بگھی والے نے ڈرتے ڈرتے کہا

دیکھا ہی نہیں صاحب بلکہ انہوں نے تو کل میری بگھی
سفر کیا تھا۔

عنبر نے کہا۔

بھائی ذرا تفصیل سے بتاؤ۔

کوچوان نے تمام ماجرہ کہہ سنایا اور اس جگہ لا کر عنبر کو
دیا جہاں سے وہ کود کر بچی کے پیچھے بھاگے تھے۔ عنبر کو
کا جو حلیہ بگھی والے نے بتایا تھا اس نے عنبر نے سمجھ لیا
وہ واقعی سویٹی تھی۔

پھر عنبر اس کا شکریہ ادا کر کے اسی سمت چل پڑا جس

اس کوچوان نے بتایا تھا۔

عنبر ساحل تک پہنچ کر ایک ایک مچھیرے اور دیگر لوگوں سے
لڑکی کا حلیہ بیان کر کے پوچھ رہا تھا کہ اس لڑکی کو کسی نے
دیکھا تو نہیں۔

آخر کافی دوڑ دھوپ کے بعد ایک مچھیرے نے بتایا کہ وہ
اپنی کشتی میں بیٹھا جال درست کر رہا تھا کہ اس نے ایک بچی
کو دیکھا جو ایک بڑی کشتی کی آڑ میں چھپ گئی تھی پھر اس
کے بعد دو سپاہیوں کو دیکھا جو شاید اسی کو تلاش کر رہے تھے۔
میں سمجھا شاید بچی کوئی شرارت کر کے بھاگی ہے لہذا میں
خاموش ہی رہا۔

پھر بچی میرے سامنے ہی بڑی کشتی کی آڑ سے نکل کر
بھاگی اور ایک ساحل پر کھڑی کشتی کے تہ خانے میں جا چھپی
پھر دو آدمی ان سپاہیوں کے پاس آئے اور ان سے جانے کیا
باتیں ہوئیں۔

پھر چاروں اس کشتی میں جا بیٹھے جہاں وہ لڑکی چھپی ہوئی
ہوئی تھی۔ مجھے بہت ہنسی آئی کہ جس کو یہ تلاش کرتے پھر
رہے تھے وہ اسی کشتی میں چھپی ہوئی تھی پھر وہ چاروں کشتی کو
لے کر سمندر میں دور چلے گئے۔

اب عنبر کی سمجھ میں آ چکا تھا کہ تقدیر اس غریب کو ظالموں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگل میں لے گئی ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ انہوں نے راستے میں پتہ چل جانے پر اسے سمندر میں پھینک دیا ہو۔ پھر عنبر نے اسی مچھیرے سے بات کی اور سونے کے چند سکے اسے دے کر کہا تم تو لڑکی اور سپاہیوں کو پہچانتے ہو دوست وہ میری بچی ہے ان سکوں کے علاوہ بھی بہتیں دوں گا مجھے اسی سمت تیزی سے لے چلو جس سمت وہ گئے تھے۔

مچھیرے نے کہا میں دس سکے سونے کے روز کے لوں گا اگر منظور ہے تو آجاؤ اب جتنے دن چاہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

عنبر نے کہا مجھے منظور ہے۔

پھر عنبر کشتی میں بیٹھ گیا اور مچھیرے نے تیزی سے اسے پانی میں اتار دیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

موت کی سرحد

ناگ کلاوتی کو لے کر شہری آبادی کو دور پیچھے چھوڑتا ہوا عام رستے سے ہٹ کر جنگل کی راہ سے گھوڑے پر تیزی سے جا رہا تھا۔ گھوڑا کافی مسافت طے کرنے کے بعد تھک چکا تھا اس کے نتھنوں سے سانس کے ساتھ ساتھ جھاگ بھی بلبلوں کی شکل میں نکل رہی تھی۔ اور سانس کسی لوہار کی دھکنی کی طرح چل رہا تھا۔ اس کا جسم پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ اور اب چال میں وہ پہلے جیسی تیزی بھی نہیں رہی تھی۔

ناگ نے اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ اب شہر سے کافی دور محفوظ مقام پر پہنچ گیا ہے۔ درختوں کے جھنڈ کے درمیان تھکے ہوئے گھوڑے کو آرام دینے اور اس کو چرانے کے خیال سے روک لیا۔

پھر اس نے خود اتر کر کلاوتی کو بھی اتارا اور گھوڑے کی کمر کاٹھی کے بوجھ سے ہلکی کر دی اور اسے چرنے کے لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُگی ہوئی ہری ہری گھاس پر چھوڑ دیا اور خود درختوں کے جھنڈ میں ایک بڑے درخت کے تنے سے لگ کر بیٹھ گیا اور کاٹھی زمین رکھ دی اور پھر اشارے سے کلاوتی کو بھی بیٹھنے کے لئے کہا۔

کلاوتی نے بیٹھتے ہوئے پہلی بار ٹھنڈا سانس باہر چھوڑتے ہوئے کہا

ناتھ!

مجھے تو ابھی تک یہ سپنا ہی لگتا ہے یقین ہی نہیں آتا ہے کہ قسمت مجھ پر اتنی مہربان بھی ہو سکتی ہے کہ مجھے موت کے منہ سے چھین کر آپ کی باہوں میں سہارا دے دے گی۔

ناگ نے کہا۔

فی الحال تو یہ حقیقت ہے اور واقعی قسمت تمہارا ساتھ دے رہی ہے۔ ہم موت کو بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں تمہیں بہت بھوک لگی ہو گی۔ اگر تھوڑی دیر یہاں انتظار کرو تو میں کہیں سے تمہارے لئے پھل وغیرہ تلاش کر کے لاؤں۔

کلاوتی نے کہا۔

نہیں ناتھ! میں بھوکی رہ سکتی ہوں اب آپ کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دوں گی پہلے بھی آپ میرے لئے کھانا

ہی لینے گئے تھے۔

ناگ نے کہا۔

یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بار ویسا ہی حادثہ ہو۔ کلاوتی! میں چاہتا ہوں کہ تم ذرا کھانا وغیرہ کھا لو تو تم سے کچھ باتیں کروں کیوں کہ میں تمہیں اپنے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔

کلاوتی نے کہا۔

آپ کوئی بھی ہیں آپ میرے بھگوان ہیں اور میں آپ کی داسی ہوں۔

ناگ نے کہا۔

کلاوتی! یہ سب وقتی اور جذباتی باتیں ہیں ہمیں بہرحال حقیقت کا سامنا کرنا ہے۔ جذبات کے سہارے ہی زندگی بسر نہیں ہو سکتی۔ تمہاری زندگی میں تو پہلے ہی دکھ کانٹوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں اور میں تمہیں مزید کانٹوں میں نہیں دھکیلنا چاہتا ہوں۔ میں تمہاری دکھی زندگی میں مزید دکھوں کا زہر نہیں گھولنا چاہتا۔

کلاوتی نے ناگ کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

بھگوان کے لئے اگر میں سپنا ہی دیکھ رہی ہوں تو مجھے اسی میں کھویا رہنے دو یہ خوشی مجھے بڑے مہنگے داموں ملی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو کہ میرا سپنا آئینے کی طرح سے گر کر ٹوٹ جائے۔ اگر میری تقدیر نے چاند کو میری جھولی میں ڈال ہی دیا ہے تو مجھے یہ یقین نہ دلاؤ کہ یہ چاند نہیں اس کا عکس ہے۔

ناگ کے دل پر ٹھیس سی لگی اس نے سوچا بے چاری دکھی لڑکی نے اگر اپنے دل میں ارمانوں کا محل بنا لیا ہے تو اسے ڈھا دینا گناہ ہے پانی کی سطح پر تیرتے ہوئے بلبلے کو اگر وہ ہیرا سمجھ بیٹھی ہے تو اسے احساس دلا کر اس کا دل توڑنا کہ یہ بلبلا ہے ہیرا ہے اچھی بات نہیں ہے مجھے حقیقت کا کا زہر اسے آہستہ آہستہ پلانا چاہیئے اس طرح کہ جسے اس کا دل و دماغ قبول کر سکے جس دل میں خدا رہتا ہو اسے توڑنا نیکی نہیں ہے۔

پھر اس نے ہنس کر کہا حالات نے تمہیں بہت زیادہ جذباتی بنا دیا ہے کلاوتی۔ خیر کوئی بات نہیں لیکن تمہیں زندگی کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا۔

میرے ساتھ تو تم ہر وقت بندھی رہ نہیں سکتیں کسی وقت تو مجھے کام دھندے کے لئے تمہیں اکیلا چھوڑ کر جانا ہوگا کیوں کر حقیقت کی دنیا میں رہنے کے لئے انسان کو ایسے وسائل تلاش کرنا ہوتے ہیں جس سے وہ تمام چیزیں حاصل کر سکے جس کی ضرورت

اس دنیا میں رہنے کے لئے ہوتی ہے۔

کلاوتی نے رنجیدہ انداز میں کہا

آپ ٹھیک کہتے ہیں میں ہی پگلی ہوں دراصل پے در پے مصیبتوں نے مجھے سوچنے کے قابل ہی رکھا۔ مجھے کسی بات پر وشواش ہی نہیں ہوتا۔

ایک خوف مجھے ہر وقت اپنے چاروں طرف مکڑی کے جالے کی طرح پھیلا نظر آتا ہے اسی لئے ہر خوشی مجھے سپنا لگتی ہے جو نہ جانے کب ٹوٹ جائے۔

عنبر نے کہا

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ سپنوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آ جاؤ۔

یہ کافی محفوظ جگہ ہے جب تک میں لوٹ کر نہیں آتا تم یہاں رہو یہ عارضی ٹھکانہ ہے پھر ہمیں یہاں سے کہیں اور جا کر مستقل گھر بنانا ہوگا۔

کلاوتی نے کہا

جلدی لوٹ آنا تم نہیں جانتے جب تک تم نہیں آؤ گے میں پریشان رہوں گی جب خوشیاں ملی نہیں تھیں تو ان کے انتظار میں ہر قسم کی تکلیف اور دکھ اٹھاتے ہوئے زیادہ تکلیف نہ ہوتی تھی۔ اب خوشیاں مل گئی ہیں تو جدائی کی ایک ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھڑی کئی کئی سال کی لگتی ہے۔

ناگ نے جاتے ہوئے کہا فکر نہ کرو میں جلدی ہی لوٹ آؤں گا۔

ناگ کے جانے کے بعد کلاوتی دعا میں مصروف ہو گئی اور اس نے کہا

اے بھگوان!

ابھی تو میں جی بھر کے مسکرائی نہیں ہوں اور ابھی تو میں نے خوشی کو صرف محسوس کیا ہے انہیں قائم رکھنا میرے جیون کی ناؤ اگر بھنور سے نکال ہی دی ہے۔ تو اسے کنارے پر لا کر ڈبو نہ دینا۔

دوسری طرف ناگ سرپٹ جا رہا تھا کہ اسے دور بیچ جنگل میں ایک گاڑی کھڑی نظر آئی جس میں گھوڑا نہیں جتا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ کسی نے گھوڑے کو کھول کر چرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

ناگ بہت حیران ہوا کہ راستے سے ہٹ کر جنگل کے درمیان جو کوئی بھی گاڑی لے کر یہاں آیا ہے کوئی اچھا آدمی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ عام راستے کو چھوڑ کر لوگوں کی نظروں میں آئے بغیر اس کچے راستے اور الجھے ہوئے راستے پر گاڑی لانے کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔

ناگ نے اپنے آپ کو خطرے سے ٹکرانے کے لئے تیار کرتے ہوئے گھوڑے کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر گاڑی کے پاس پہنچ کر گھوڑا روک لیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ گاڑی کے پاس ہی دو پنڈت مرے پڑے تھے۔

اس نے جھانک کر گاڑی میں دیکھا صرف ایک موٹا سا بستر پڑا تھا اور اس کے علاوہ کوئی اور شے وہاں موجود نہ تھی۔

یہ وہی پنڈت تھے جو شری کانت جوگی کو، جس نے ناگ کے جسم پر قبضہ کر رکھا تھا۔ دھوکہ دے کر جھاجن کی لاش اس کے صندوق میں ڈال کر سوتا بستر میں لپیٹ کر اس کی گاڑی میں نو دو گیارہ ہو گئے تھے۔ چونکہ ناگ اس وقت ہوش و حواس میں نہیں تھا اس لئے وہ اس دونوں کو نہ پہچان سکا دونوں لاشوں کے پاس ایک تلوار اور خنجر بھی زمین پر پڑا تھا۔ ناگ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دونوں لاشوں کے جسم پر کوئی زخم کا نشان نہیں تھا۔ ان کے زرد چہرے بھی یہ بتا رہے تھے کہ دونوں کو زہر دے کر بھی نہیں مارا گیا۔ ورنہ چہرے سیاہ ہو جاتے۔

ناگ نے قریب جا کر ان کے جسموں کا معائنہ کیا تو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ دونوں کی شہ رگ سے کسی نے اپنے دانت گاڑ کر ان کا خون پی لیا تھا۔ اور دانتوں کے نشانوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوئی درندہ نہیں بلکہ چھوٹا سا کوئی جانور ہے۔

پھر جوں ہی ناگ نے لاشوں سے اٹھنا چاہا ایک چمگادڑ نے اچانک اس پر حملہ کر دیا۔

ناگ نے ذہن پر اسی چمگادڑ کا تصور ابھر آیا جس نے گنیش کے مندر میں اس پر حملہ کیا تھا اور اپنے پنجے اس کے سر میں گاڑ دیئے تھے۔ اور وہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا پھر جب اس کو ہوش آیا تھا تو وہ جیل خانے میں قتل کے الزام میں بند تھا۔ ناگ نے جلدی سے دونوں مردہ پنڈتوں کی تلوار اٹھا لی تھی۔

چمگادڑ ایک درخت پر بیٹھی دوبارہ حملہ کرنے کے لئے پر تول رہی تھی۔

اب ناگ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ دونوں پنڈتوں کا خون اسی منحوس چمگادڑ نے پیا ہے اور یہ چمگادڑ نہیں بلکہ وہی منحوس جوگی ستری کانت کی روح ہے۔ جو ایک دفعہ پھر مجھے دیکھ کر میرے جسم پر قبضہ جمانا چاہتی ہے۔

جوں ہی چمگادڑ نے ناگ کو تلوار اٹھاتے ہوئے دیکھا تو قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ناگ!

یہ کوشش فضول ہے تم مجھے سو بار بھی قتل کر دو گے تو میں پھر بھی نہیں مر سکتی یہ چمگادڑ کا جسم پھر ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ یہ دیوتاؤں کا دیا ہوا جسم ہے۔

ناگ نے کہا

اے چمگادڑ تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔

چمگادڑ نے کہا

مجھے افسوس ہے ناگ! زندہ رہنے کا حق ہر کسی کو ہے میں بھی اس کوشش میں کامیاب ہو گئی تھی جب میں نے تمہارا جسم قابو میں کر لیا تھا لیکن برا ہو ان پنڈتوں کا جو پنڈتوں کے روپ میں چور تھے۔

یہ سپاہی بن کر ملے پھر دوست بن کر میرے ساتھ سرائے میں رہے اور میرے صندوق سے سونا نکال کر اپنے بستر میں باندھا اور میرے صندوق میں ایک لاش ڈال کر رفو چکر ہو گئے قانون کے شکنجے سے نکلنے کے لئے مجھے تمہارا جسم آزاد کرنا پڑا ناگ اب تو سمجھ گیا ہو گا کہ یہ دیوتاؤں کی غلطی ہے جو میری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجبوری بن گئی ہے۔

دیوتاؤں کی غلطی؟

ناگ نے حیرت سے سوال کیا۔

ہاں! چنگاڈر نے جواب دیا۔

میں رام ٹیکری کا رہنے والا ہوں میں نے ایک جوگی کی بہت خدمت کی تو اس نے مجھے یہ علم بتا دیا جس سے آدمی اپنا جسم چھوڑ کر اپنی آتما یعنی روح کو جسم سے علیحدہ کر کے جہاں چاہے پھرتا رہے اور جو چاہے کرتا رہے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

یہ فن سیکھ لینے کے بعد میں پہاڑوں سے اپنے گاؤں واپس رام ٹیکری آگیا اور ایک کوٹھڑی کرایہ پر لے کر رہنے لگا میں روز رات کو اپنا جسم چھوڑ کر اپنی روح اس سے نکال کر سیر کرتا جہاں جی چاہتا گھومتا پھرتا اور جب جی بھر جاتا واپس اپنے جسم میں آجاتا۔

ناگ غور سے سن رہا تھا لیکن غافل نہ تھا اور تلوار کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

چنگاڈر کے جسم میں شری کانت جوگی نے اپنی داستان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

ایک رات میں اپنے جسم سے نکل کر آسمانوں پر اڑتا پھر رہا

تھا کہ اچانک ایک بہت مضبوط اور سیاہ ہاتھ نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔

میں حیران رہ گیا کہ یہ کون سی آنکھ ہے کہ جس نے میری آتما یعنی روح کو نہ صرف دیکھ لیا بلکہ مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔ لیکن اس وقت تو میں کچھ نہ دیکھ سکا اور جب دیکھنے کے قابل ہوا تو میں نے اپنے آپ کو آسمانوں پر پایا۔ جہاں میرے ساتھ کئی اور روحیں بھی تھیں اور جس گرفت سے ہم آزاد ہوئے تھے میں نے اسے دیکھا کئی گز لمبا سیاہ رنگ اور سیاہ لباس میں نہایت ہی خوف ناک شکل کا مالک ایک دیو سامنے کھڑا تھا۔ جس پر نگاہ پڑتے ہی میری روح کانپ کر رہ گئی۔

میں نے فوراً نظر ہٹا کر دوسری سمت دیکھا بادلوں پر ایک دربار لگا ہوا تھا۔ جہاں دیوتا لوگ بڑا جمان تھے اور ایک دیوتا نے ایک بہت بڑی اور موٹی کتاب کھول رکھی تھی جسے وہ پڑھ رہا تھا۔

پھر اس نے کتاب سے نگاہ اٹھا کر میری آتما یعنی میری روح کی طرف دیکھا۔ اور پوچھا۔

تمہارا نام؟

میں نے جواب دیا۔ شری کانت۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باپ کا نام بھی بتاؤ؟

دیوتا نے کہا۔

میں نے ادب سے جواب دیا

گوپی کرشن۔

دیوتا نے غصے سے اس کالی بلا کی طرف دیکھا اور کہا یم دھور اسے کیوں لے آئے ہو اس نے تو ابھی زمین پر لمبی زندگی گزارنی ہے۔

یم دھور نے غور سے میری طرف دیکھا اور کانپنے لگا پھر ہاتھ جوڑ کر کہا۔

دیوتا!

غلطی ہو گئی۔ دراصل میں جب آسمان پر آ رہا تھا تو میری مٹھی سے ایک آتما یعنی روح نکل گئی۔ میں نے جلدی سے غوطہ لگایا اور اسے دوبارہ پکڑ لیا لیکن پھر اسے دیکھنے پر پتہ چلا کہ یہ وہ آتما تو نہیں ہے۔ پھر نہ جانے یہ مٹھی میں کیسے آگیا ہے۔

میں نے جھک کر دیوتا سے کہا

دراصل قصور ان کا بھی نہیں ہے میں ہی اپنے جسم کو دھرتی پر چھوڑ کر اپنی آتما کے ساتھ آسمان پر اُڑ رہا تھا۔ انہوں نے اس آتما کی بجائے مجھے پکڑ لیا۔

دیوتا نے غصے سے یم دھور کی طرف دیکھا اور کہا جاؤ اس آتما کو دوبارہ زمین پر چھوڑ کر آؤ۔

یم دھور نے مجھے سیاہ ہاتھ میں پکڑا پھر مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں اپنے کمرے میں تھا اور وہاں میرا جسم موجود نہیں تھا۔

میں اور یم دھور حیرت سے دیکھ رہے تھے جب وہاں بیٹھے لوگ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے مردہ سمجھ کر میرا جسم چتا میں جلا دیا ہے۔ ہم دونوں انہیں نظر نہیں آ رہے تھے میں سن کر پریشان ہو گیا اور یم دھور سے کہا۔

یہ سب آپ کی غلطی سے ہوا ہے۔

یم دھور نے کہا

مجھے افسوس ہے میں تمہیں تمہارا جسم دوبارہ تو نہیں دے سکتا۔ جسم حاصل کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔

میں نے کہا کہ تم یہی کہو گے کہ میں کسی تازہ مردہ جسم میں اپنی آتما یعنی روح داخل کر کے کسی دوسرے جسم کے ساتھ بقایا زندگی گزار لوں۔

یم دھور نے کہا نہیں بے وقوف مردہ جسم تو فوراً ہی سڑنا شروع ہو جائے گا اور تمہاری آتما یعنی روح اسے تر و تازہ نہیں رکھ سکتی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غور سے سنو تمہیں ایک ایسے سانپ کو تلاش کرنا ہو گا جو صدیوں پرانا ہے اور اب بھی زندہ ہے کیوں کہ اس سانپ میں یہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ جو چاہے بن سکتا ہے میں نے گھبرا کے کہا کہ وہ کہاں ملے گا۔

یم دھور نے کہا

مرے کیوں جاتے ہو بتا دوں گا۔ پہلے پوری بات غور سے سن لو۔

جب وہ صدیوں پرانا سانپ اپنے آپ کو انسان میں تبدیل کرے تم اس موقعہ کے منتظر رہو اور اسے غافل دیکھ کر اس کے سر پر بیٹھ جاؤ۔ اور پھر اپنے پنجے اس کے دماغ میں گاڑ دو۔

میں نے کہا۔

بھائی یم دھور! میرے پنجے کہاں ہیں۔

یم دھور نے کہا۔

پھر تم نے ٹوک دیا پہلے سن تو لو۔ میں تمہیں ابھی باہر جا کر چمگادڑ کے جسم میں داخل کر دوں گا۔ اور تم رات کی تاریکی میں یہ کام آسانی سے کر سکو گے تم اپنے پنجے اس کے دماغ میں گاڑ کر اپنے من میں کہو گے۔

آج کے بعد تو اپنے دماغ سے پرانی یاد داشت بھلا دے

گا اور صرف یہ یاد رکھے گا کہ تو شری کانت ہے۔ پھر تیرا جسم انسانی جسم میں گم ہو جائے گا اور تیری آتما یعنی روح کو انسانی جسم مل جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

اچھی دل چسپ کہانی ہے۔

چمگادڑ نے کہا۔

یم دھور نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تک تو چمگادڑ رہے گا کوئی چیز تجھے مار نہیں سکتی تو ٹکڑوں میں بھی تبدیل ہو گیا تو دوبارہ تیرا جسم دوبارہ جڑ جائے گا اسی لئے تجھے بتا دیا ہے کہ تو مجھے مار نہیں سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنا جسم میرے حوالے کر دے۔

ناگ نے کہا۔

شری کانت! اگر قیامت تک بھی مجھے تیرے ٹکڑے کرنے پڑے۔ تو کرتا رہوں گا اب تو میرے جسم پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ پہلے میں غفلت میں مارا گیا تھا۔

چمگادڑ نے اچانک ناگ پر حملہ کر دیا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۵۱

"ماریا بوتل میں بند ہو گئی" پڑھیے